نصرۃ میگزین

شمارہ نمبر 9 : نومبر / دسمبر



شام کی سرزمین کے مخلص انقلابیوں کو پُرزور پکار:

ہوشیار رہو! استعماری کفار خصوصاً امریکہ تمہارے انقلاب کا رخ موڑنے کی سازش کی خاطر مل بیٹھے ہیں



شام کی بابرکت سرزمین پر خلافت کے قیام کو روکنے کے لیے امریکہ نے روس کے ساتھ ''اتحاد'' قائم کرلیا ہے

شام میں آزمائش سخت ہوتی جارہی ہے لیکن باغی صبر اور استقامت کے ساتھ خلافت راشدہ کے قیام کیلئے پرعزم ہیں

صفِ اول ریاست

امریکی صدارتی انتخاب قریب ہیں اور پوری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر امریکہ کی جانب مرکوز ہیں۔امریکہ اس وقت دنیا کی صف اول کی ریاست ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ امریکی صدارتی انتخاب کا نتیجہ دنیا کی صورتحال پر اثر انداز ہونے والے عوامل میں سب سے اہم ہے۔ایک مسلمان ہونے کے ناتے ہمیں امریکہ کی پوری انسانیت کی رہنمائی کرنے کے حق اور دعوے کو للکارنا چاہیے۔امریکہ کی خارجہ پالیسی استعماریت کی پالیسی ہے۔ وہ ممالک جو درحقیقت قدرتی وسائل کی بنیاد پر امیر ملک ہیں لیکن امریکی استعماریت کی پالیسی کی وجہ سے وہ دنیا کے غریب ترین ملک بن گئے ہیں۔امریکہ کا معاشی نظام، جو کہ سرمایہ داری کا نظام ہے، نے لوگوں کو ان کی بنیادی ضروریات تک سے محروم کر دیا ہے کیونکہ اس نظام کی یہ مستقل خاصیت ہے کہ یہ دولت معاشرے کے ایک بہت چھوٹے سے طبقے کے ہاتھوں میں جمع کرنے کا باعث بنتا ہے۔اتنی زیادہ دولت کے ارتکاز کو سنبھالنا خود اس نظام کی طاقت سے باہر ہے لہذا اس نظام کا گرنا یقینی ہے۔امریکہ کی مادہ پرستی پر مبنی اقدار نے نفسانی خواہشات کے ایک ایسے طوفان کو جنم دیا ہے جس کے نتیجے میں خاندانی اقدار، شرم و حیا، شائستگی اور اخلاقی اور روحانی اقدار تباہ و برباد ہو گئی ہیں۔امریکہ کے حکومتی نظام یعنی جمہوریت نے حکمران طبقے کے چند لوگوں کے ہاتھوں میں یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ پوری قوم پر اپنے فیصلے مسلط کریں چاہے وہ فیصلے صحیح ہوں یا غلط۔اس نظام نے مالدار اور طاقتور لوگوں، گروہوں اور کمپنیوں کے لیے یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اس مخصوص طاقتور اور خصوصی حیثیت کے حامل طبقے میں شامل ہو جائیں جو پوری قوم کی قسمتوں کے فیصلے کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ موجودہ امریکی صدارتی انتخاب انسانی تاریخ کا سب سے مہنگا الیکشن ثابت ہوا ہے۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر یہ لازم ہے کہ دنیا کی موجودہ صف اول کی ریاست کو ہم نہ صرف تحریر و تقریر کے ذریعے للکاریں بلکہ اس کے لیے عملی اقدامات بھی اٹھائیں۔سوائے ہم مسلمانوں کے اس وقت دنیا میں یہ ذمہ داری کوئی اور نہیں اٹھا سکتا۔مغرب کی تمام اہم طاقتیں اسی کرپٹ سرمایہ دارانہ نظام کو نافذ کرتی ہیں جس کا امریکہ علم بردار ہے لہذا یہ طاقتیں بھی انسانیت کو رہنمائی فراہم کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتیں۔اسی طرح مشرق کی اہم طاقتیں جیسے روس اور چین بھی ماضی میں موجود ایک متبادل نظام حیات سوشل ازم کو چھوڑ چکے ہیں اور انھوں نے بھی سرمایہ داریت کو اختیار کر لیا ہے۔صرف مسلمان ہی انسانیت کو ایک متبادل نظام اور اس نظام کو اختیار کرنے کا موقع فراہم کر سکتے ہیں اور وہ نظام اسلام ہے۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے ماضی میں ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ہم ہی دنیا کی صف اول کی ریاست بننے کا حق رکھتے ہیں۔ریاست خلافت کی خارجہ پالیسی کا مقصد نئے علاقوں کو اسلامی ریاست میں شامل کرنا اور ان کو اس قدر آگے لے جانا تھا کہ ایک وقت ایسا آیا کہ یہ نئے مفتوحہ علاقے ریاست خلافت کے مرکز بن گئے۔اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ خلافت کا مرکز مدینہ سے دمشق، بغداد، قاہرہ اور پھر استنبول منتقل ہوا۔اسلام کے معاشی نظام کا مقصد ان علاقوں کی دولت میں اضافہ کرنا تھا یہی وجہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند اس نظام کی بدولت دنیا کا قابلِ رشک معاشی نمونہ جبکہ افریقہ دنیا کے دوسرے خطوں کو خوراک فراہم کرنے کا ذریعہ بن گیا۔دنیا بھر میں اسلام کا مقصد حیات اور اس کی اقدار لوگوں کے لئے وجہ تحریک بن گئیں۔اسلام کے حکومتی نظام نے ہمیشہ کے لیے بدعنوان اور کرپٹ لوگوں پر قانون سازی کے دروازے بند کر دیے کیونکہ اس نظام میں صحیح اور غلط کے تعین کا حق صرف اور صرف انسانوں کے خالق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو حاصل ہے۔اس نظام نے حکمران کو پابند کر دیا کہ وہ صرف اسی چیز کو نافذ کر سکتا ہے جس کا قرآن و سنت نے حکم دیا ہے۔

اب یہ مسلمانوں پر منحصر ہے کہ صرف امت مسلمہ کے لیے نہیں بلکہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے ریاست خلافت کو ایک بار پھر قائم کریں جو اسلام کو ایک نظام زندگی کے طور پر نافذ کرے گی۔صرف اسی صورت میں دنیا ایک صحیح اور ایمان دار صف اول کی ریاست سے فائدہ حاصل کر سکے گی۔

□□□□

شام کی بابرکت سرزمین پر خلافت کے قیام کو روکنے کے لیے امریکہ نے روس کے ساتھ ''اتحاد'' قائم کرلیا ہے

شام کے مسلمان پچھلے سال مارچ 2011ء سے اپنے ظالم حکمران 'بشارلا اسد' کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ شام کے اقتدار پر مسلط الاسد خاندان کو امریکہ آج سے تقریباً چالیس سال قبل اقتدار میں لایا تھا۔ اس تمام عرصے کے دوران الاسد حکومت نے کفریہ سوشل ازم (socialism) اور سرمایہ دارانہ نظام کے ملغوبے کو شام کے مسلمانوں پر نافذ کیا۔ اس نے لوگوں کو طاقت کے زور پر کچلا اور نہایت بے دردی سے اپنے ظلم و جبر کا نشانہ بنایا۔ الاسد حکومت کی سفاکی اور ظلم کا اولین نشانہ وہ لوگ تھے جو اسلام کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اسد خاندان نے مشرقِ وسطیٰ میں امریکی منصوبوں کو عملی شکل

بقیہ: صفحہ نمبر 36

مصر (سرزمینِ کنانہ) میں محض اقتدار کی کرسیاں ادل بدل ہوئیں ہیں، جبکہ ظلم کا بازار بدستور گرم ہے

کل شام (گزشتہ شب) مصر کے صدر نے کچھ انتہائی اہم اور قابل توجہ فیصلوں کا اعلان کیا۔ان فیصلوں میں سب سے اہم فیصلہ فیلڈ مارشل طنطاوی اور اس کے نائب چیف آف جنرل سٹاف کی سبکدوشی کا فیصلہ تھا۔یہ فیصلے اس وقت سامنے آئیں ہیں جب صحرائے سینا میں ''باغیوں'' کے خلاف فوجی کاروائی میں تیزی آگئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ گھروں میں پولیس کے چھاپوں اور مشکوک افراد کی گرفتاریوں میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔اس کے علاوہ صحرائے سینا میں موجود سرنگوں کو ختم کرنے کے لیے بھاری مشینری کا ستعمال کیا جارہا ہے جس کے نتیجے میں غزہ میں محصور افراد کی ناقہ بندی میں مزید سختی آگئی ہے۔

جو لوگ مصر میں سیاسی معاملات کا مشاہدہ کررہے تھے وہ یہ بات جانتے تھے کہ مصر کے معاملات دو سربراہوں کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ایک طرف فوجی کونسل تھی جس کے پاس وسیع اختیارات تھے جبکہ دوسری جانب مصر کے صدر جن کے پاس محدود اختیارات تھے۔لہذا کسی ایک کا جانا لازمی امر تھا بس صرف مناسب وقت کا انتظار تھا۔اسی طرح وہ لوگ جو سیاسی واقعات کا مشاہدہ کررہے تھے اس بات سے بھی آگاہ تھے کہ امریکہ پرانے سیاسی حلقوں، جن کے (جس کی) نمائندگی فوج اور اس کے ذیلی ادارے کرتے ہیں، میں اپنی حمائت کو بڑھا رہا تھا۔اسی طرح امریکہ انتخابات کے بعد وجود میں آنے والے نئے سیاسی حلقوں ،جن کی نمائندگی مصر کے صدر اور ان کے حمائتی کرتے ہیں، میں بھی اپنی حمائت کا دائرہ بڑھا رہا تھا۔انتخابات کے نتیجے میں سامنے آنے والے نئے سیاسی حلقوں کی امریکہ کے ساتھ سیاسی سطح پر بات چیت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی خصوصاً 25 جنوری کے بعد سے۔اس بات چیت کے نتیجے میں یہ طے پایا کہ ان نئے سیاسی حلقوں کے اقتدار میں رہنے کے نتیجے میں نہ تو ریاست کے جمہوری اور سول ڈھانچہ میں کوئی تبدیلی آئے گی، نہ ہی بین الاقوامی معاہدوں خصوصاً غداری پر مبنی کیمپ ڈیوڈ معاہدے میں کوئی تبدیلی واقع ہوگی اور نا(نہ) ہی عرب علاقوں میں امریکی مفادات کو نقصان پہنچے گا۔

امریکہ سمجھتا تھا کہ فوج اور پرانے سیاسی حلقے زیادہ قابل ہیں کہ نئے سیاسی حلقوں کے مقابلے میں اس کے سیاسی، معاشی اور فوجی مفادات کا تحفظ بہتر طریقے سے کرسکتے ہیں کیونکہ نئے سیاسی حلقوں کو اس نے عملی طور پر اب تک آزمایا نہیں تھا۔اسی وجہ سے امریکہ مصر کے نئے صدر اور ان کے حمائتی حلقوں کے مقابلے میں فوج کی زیادہ حمائت کررہا تھا اور ان کی طاقت کو بڑھا رہا تھا۔یہ معاملہ ایسے ہی چلتا رہا یہاں تک کے امریکی سیکریٹری خارجہ ہلری کلنٹن نے 14 جولائی 2012 کو مصر کا دورہ کیا اور اس کے فوراً بعد امریکی سیکریٹری دفاع لیون پنیٹا نے 31 جولائی 2012 کو مصر کا دورہ کیا۔ان دونوں نے فیلڈ مارشل طنطاوی اور فوج میں اس کے نائب سے ملاقات کی۔اس مرحلے پر امریکی محکمہ خارجہ نے یہ سمجھ لیا کہ دو سربراہوں کے ساتھ معاملات چلانے سے اس کہ مفادات کو زک پہنچے گی اور معاملات مزید پیچیدہ ہوجائیں گے، خاص طور پر اس حقیقت کے جاننے کے بعد کہ فیلڈ مارشل اور اس کا نائب پچھلی انتظامیہ کے دو اہم ستون تھے اور ان کی موجودہ سیٹ اپ میں موجودگی عوام میں غصے کا باعث بن رہی ہے کیونکہ عوام انھیں پچھلی حکومت کا ہی حصہ سمجھتے تھے۔

ان دو دوروں کے بعد یہ دیکھا گیا کہ فوج کی رائے کی اہمیت عوام میں کمزور اور بے وقعت ہوچکی ہے جبکہ مصر کے صدر کی رائے عوام میں زیادہ واضع اور بلند تر ہوچکی ہے۔اس چیز کے واضع ہوجانے کے بعد مصر کے صدر اور فوجی کونسل کے درمیان ایک ملاقات ہوئی جس کا تذکرہ (رائٹرز کے مطابق) میجر جنرل محمد اصار نے کیا جن کو بعد میں نیا نائب وزیر دفاع بنا دیا گیا۔اس ملاقات کے نتیجے میں وہ فیصلے ہوئے جن کا مناسب وقت پر اعلان کیا جانا تھا۔اگرچہ طنطاوی اور اعنان فوج میں بہت اہم مقام پر فائز تھے اور انھوں نے بہترین طریقے سے امریکی مفادات کو پورا کیا لیکن اس کے باوجود ان کو آسانی سے سبکدوش کردیا گیا۔یہ ہے وہ انجام جس سے امریکہ کے ایجنٹ بھی مستثنا نہیں ہیں۔کفار استعماری طاقتوں کی پیروی کرنے والوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کس طرح امریکہ نے ان دو ایجنٹوں کو مکھن میں سے بال کی طرح نکال کر پھینک دیا کیونکہ وہ امریکہ کے لیے مزید کارآمد نہ رہے تھے لیکن اس کے باوجود امریکہ کی پیروی کرنے والے اس واقع سے سبق حاصل نہیں کرتے

امریکہ کے سرکاری حلقے ان فیصلوں کے اعلان کے بعد کئی دن تک خاموش رہے اور اس صورتحال پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تا کہ معاملات اگلے مرحلے میں بغیر کسی پریشانی کے داخل ہو جائیں۔پھر 13 اگست 2012 کو امریکی محکمہ خارجہ کی ترجمان وکٹوریہ نولینڈ نے ان فیصلوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''جب سیکریٹری خارجہ ہلری کلنٹن مصر میں تھیں اور اس کے بعد سیکریٹری دفاع لیون پنیٹا وہاں گئے ،تو اس وقت ہم یہ سمجھ گئے تھے کہ کچھ

مشورے ہوں گے اور تبدیلیاں بھی۔اس لحاظ سے یہ تبدیلی ہمارے لیے حیران کن نہیں ہے''۔اس کے ساتھ ہی امریکی محکمہ دفاع کے ترجمان نے اس بات کی تصدیق کی کہ ''پینٹا گون کے افسران مصر کی فوج کے نئے رہنماؤں کو جانتے ہیں۔لہٰذا نئی فوجی قیادت پچھلی فوجی قیادت سے مختلف نہیں سوائے اس کے کہ چہرے بدل گئے ہیں۔ جہاں تک عمومی رجحانات کا تعلق ہے تو ان کی سمت بھی وہی ہے''۔

اے مسلمانو! اس نرم (برائے نام) تبدیلی کو صحرائے سینا میں خون بہائے بغیر بھی پایا تکمیل تک پہنچایا جا سکتا تھا خاص طور پر اس صورتحال میں جبکہ نئے نامزد وزیر دفاع جنرل فتح الاساسی فوجی کونسل کے رکن اور حسنی مبارک کے نامزد کردہ تھے۔اس بات کے باوجود کہ وہ عوام میں کم ہی نظر آتے تھے کیونکہ ان کے کام کی نوعیت ایسی تھی لیکن اس کے باوجود وہ کونسل کے سب سے کم عمر اور انتہائی متحرک رکن تھے اور ڈائریکٹر ملٹری اینٹیلی جنس ہونے کے ناطے کونسل کے فیصلوں پر واضع اثرات رکھتے تھے۔لہٰذا اس صورتحال میں وہ فوجی کونسل میں انتہائی اہم مقام رکھتے تھے اور فیلڈ مارشل طنطاوی اور دوسر جنرل کے ہم پلہ تھے۔لیکن امریکہ یہ چاہتا تھا کہ یہ تبدیلی صحرائے سینا میں بہنے والے خون کا نتیجہ قرار دی جائے اور اس کے نتیجے میں اس علاقے میں موجود سرنگوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔لہٰذا باغیوں کی موجودگی کے بہانے صحرائے سینا میں فوجی آپریشن کیا گیا تا کہ یہودی ریاست کی پریشانی کو ختم کیا جائے۔یہ کہا گیا کہ باغی ان سرنگوں کو استعمال کر رہے تھے اور ان سرنگوں کو ختم کیا گیا جبکہ ان سرنگوں کے ذریعے غزہ کے محصورین کو امداد پہنچائی جاتی تھے اور اس طرح فلسطینیوں کو اس قابل ہی نہیں چھوڑا گیا کہ وہ یہودی ریاست کے خلاف مزاحمت کر سکیں جنھوں نے ان کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔کیونکہ امریکہ کے لیے اسرائیل کا تحفظ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے لہٰذا امریکی سیکریٹری دفاع نے مصر کے دورے کے دوران اس بات کا کھل کر اظہار کیا کہ ''امریکہ صحرائے سینا کی سیکیوریٹی ،لوگوں اور اسلحہ کی سمگلینگ کے حوالے سے پریشان ہے''۔اس نے مزید کہا کہ ''ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہم مل کر سیکیوریٹی کے صورتحال کو بہتر کریں گے چاہے اس کے لیے ہمیں کوئی بھی طریقہ اختیار کرنا پڑے''۔ اس پریشانی پر 11 اگست 2012 کو نیویارک ٹائمز نے لکھا کہ '' امریکہ اور مصر سینا میں ابتر ہوتی سیکیوریٹی کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے ایک نیا منصوبہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں''۔یہ تو بات تھی یہودی ریاست کی حفاظت کو یقینی بنانے کی جبکہ دوسری جانب سرنگوں کو بند کرنے کی تجاویز تیار کی گئی۔یہ وہ سرنگیں ہیں جو غزہ میں موجود مسلمانوں کو زندہ رکھنے کی واحد سپلائی لائن ہیں۔ان تمام باتوں سے یہ واضع ہوتا ہے کہ اس نرم (برائے نام) تبدیلی کو لانے میں امریکہ کی آشیر باد شامل تھی اور اس کام کو مکمل کرنے کے لیے صحرائے سینا میں مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سرنگوں کو بند کرنے کا بہانا بھی مل گیا۔ماضی میں حسنی مبارک بھی ان سرنگوں کو اسی طرح کے بہانوں کے ذریعے بند کر دیا کرتا تھا۔

اے مسلمانوں! مصر اسلام کا قلع ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کا مقام ہے جس طرح صلیبیوں اور تاتاریوں کے خلاف فتوحات حاصل کی گئی تھیں۔یہ وہ مقام ہے جس نے بغداد میں خلافت کے خاتمے کے بعد اس کے معاملات کو سنبھالا تھا۔یہ وہ مقام ہے جہاں پر خلافت عباسیوں سے عثمانیوں کو منتقل ہوئی۔آج بھی مصر یہ مقام رکھتا ہے کہ ایک بار پھر خلافت کا آغاز یہاں سے ہو اور یہ فلسطین کو یہود کے ظلم سے آزاد کروانے والی افواج کا مرکز بنے۔اس کو امریکی اڈہ نہیں ہونا چاہیے کہ امریکہ جب چاہے اقتدار پر فائز لوگوں کی کرسیوں کو اپنی مرضی سے تبدیل کر دے۔

ہم اپنی بات کا خاتمہ اختتام ایک بار پھر مصر کے صدر مرسی صاحب کو اس نصیحت پر کرتے ہیں اگر چہ انھوں نے ہماری پہلی نصیحت کو قبول نہیں کیا تھا۔اور ہم ہر مسلمان کو نصیحت کرتے رہیں گے خاص طور پر جبکہ وہ حکمران بھی ہو۔تو ہم اپنی پہلی نصیحت کے بعد دوسری نصیحت یہ کرتے ہیں کہ :اگر چہ امریکہ کا اثر و رسوخ پرانے اور نئے سیاسی حلقوں دونوں میں موجود ہے لیکن اس کا خاتمہ ممکن ہے۔ایک غلطی کر گزرنے کے بعد اس کی تلافی کرنا اس بات سے بہتر ہے کہ پچھلی غلطی پر قائم رہا جائے اور بار بار اس کا ارتکاب کیا جائے۔اسی طرح امریکہ کے ایجنٹوں سے دوستی اور ان سے اچھے تعلقات کی خواہش رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ان کو برخاست کر کے فارغ کر دینا چاہیے ورنہ بعد میں بہت پچھتاوا ہوگا اور پھر اس پچھتاوے کی کوئی تلافی بھی ممکن نہیں ہوگی۔کنانہ کی سرزمین طاقتور اور ناقابل تسخیر ہے اور تاریخ اس کی گواہ ہے۔اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ مخلص ہے وہی باقی رہے گا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن میں اس موضوع پر واضع طور پر بیان کرتے ہیں اور خود مصر کے صدر نے بھی اپنی تقریر میں اس کا اعادہ کیا یعنی **والله غالب علی امره ولکن اکثر الناس لا یعلمون** ''اور اللہ کو تمام معاملات پر مکمل اختیار اور طاقت ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے درست فرمایا ہے **ومن اصدق من الله حدیثا** ''اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہے؟''۔

کیا ہم نے پیغام پہنچا نہیں دیا؟ اے اللہ آپ ہمارے گواہ رہیے گا۔کیا ہم نے پیغام پہنچا نہیں دیا؟ اے اللہ آپ ہمارے گواہ رہیے گا۔کیا ہم نے پیغام پہنچا نہیں دیا؟ اے اللہ آپ ہمارے گواہ رہیے گا۔

حزب التحریر — 25 رمضان 1433 ہجری

13 اگست 2012

□□□□

جمہوریت نظام کفر ہے؛ جمہوریت میں شامل ہونے والی جماعتوں کیلئے ووٹ ڈالنا حرام ہے

آج کل معاشرے میں ایک عام لیکن غلط تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ اسلام زندگی کے بارے میں صرف عمومی اصول و قوائد اور اقدار دیتا ہے۔ اور یہ ہماری خواہش اور مرضی پر منحصر ہے کہ ہم کس طرح ان عمومی قوائد کو معاشرے یا اپنی زندگی پر اپنے مخصوص حالات کے مطابق لاگو کرتے ہیں۔ اس فہم کے مطابق بعض مسلمانوں نے یہ غلط سوچ اپنالی ہے کہ مغربی جمہوریت کی بنیاد پر مبنی حکومتی نظام درست اور جائز ہے اگر یہ اسلام کے عمومی اصولوں سے نہ ٹکراتا ہو جو انھوں نے اسلام سے اخذ کئے ہیں۔ تاہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے؛

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ

''اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے، اور رہنمائی، رحمت اور خوشخبری ہے ان لوگوں کیلئے جو سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔'' [ترجمہ معنی قرآن النحل:89]

پس بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ تفصیلی رہنمائی، جو قرآن وسنت کی شکل میں موجود ہے، میں سیاسی امور اور نظام حکومت پر رہنمائی بھی موجود ہے۔ اور اس رہنمائی کی موجودگی میں یہ جائز نہیں کہ کفار سے رہنمائی لی جائے۔

أَفَغَيْرَ اللّهِ أَبْتَغِي حَكَماً وَهُوَ الَّذِي أَنَزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلاً

''تو کیا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی اور کو فیصلہ کرنے والا مان لوں؟ جبکہ اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تم پر الکتاب ظاہر کی ہے، جس میں مکمل بیان ہے؟'' [ترجمہ معانی قرآن الانعام 6:114]

مزید برآں ارشاد ہے:

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّهِ حُكْماً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ

''تو کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ تو کیا ایمان والوں کیلئے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا بھی کوئی ہے؟'' [ترجمہ معانی قرآن 5: 50]

اسلام میں نظامِ حکومت

اسلام کا نظامِ حکومت اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ حاکم اور رعایا دونوں قرآن وسنت کے احکامات کے دائرے میں رہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے؛

> **جمہوریت خواہ وہ مغرب کی ہو، اشتراکی ریاستوں کی یا قدیم یونان کی، تمام کی تمام ایک جیسی ہیں اور کفر کا نظام ہیں کیونکہ سب اسلام کے اساسی اصولوں سے ٹکراتی ہیں**

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً

''اے ایمان والوں! اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اپنے میں سے اولوالامر کی اطاعت کرو۔ اور اگر تمہارا آپس میں کوئی تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی جانب لوٹا دو، اگر تم اللہ اور روزِ جزا پر ایمان لاتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریقہ کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی یہ بہتر ہے۔'' [ترجمہ معنی قرآن النساء 59]

رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر مدینہ میں حکومت قائم کی، پس حکومت کے معاملے میں نبی ﷺ نے جیسا کیا وہ ہمارے لئے سنت راستہ ہے اور ہمارے لئے اس پر چلنا لازم ہے۔ آپ ﷺ نے لاتعداد احادیث میں ہمارے لئے ہمارے امور سے متعلق رہنمائی کیلئے احکام بیان کئے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

كَانَتْ بَنُو إِسرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنبِيَاءُ، كُلَّمَاهَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لا نَبِيَّ بَعدِي، وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكثُرُ، قَالُوا: فَمَا تَأمُرُنَا؟ قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، وَاعطُوهُم حَقَّهُم، فَإِنَّ اللّهَ سَائِلُهُم عَمَّا استَرعَاهُم

''بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تھا، تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا تھا۔ تاہم میرے بعد کوئی نبی نہیں، بلکہ میرے بعد خلفاء ہونگے۔ اور وہ کثرت سے ہونگے۔ صحابہ نے عرض کیا؛ ''ہمارے لئے کیا حکم ہے؟'' آپ نے فرمایا، ایک کے بعد ایک کی بیعت کرنا، ان کا حق ان کو دینا، بیشک اللہ ان سے ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھے گا۔'' [مسلم]

جب اس حدیث اور نبی ﷺ کی سیرت کا بغور مطالعہ کیا جائے، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام دیگر تمام نظام حکومتوں سے مختلف ایک منفرد نظام حکومت لے کر آیا ہے۔ پس اسلامی خلافت وہ آئیڈیالوجی پر مبنی ریاست ہے جو اسلامی شریعت کو اندرونی طور پر تمام امور میں نافذ کرتی ہے اور بیرونی طور پر اسلام کی دعوت کو دعوۃ و جہاد کے ذریعے تمام عالم تک پہنچاتی ہے۔ اس نظام حکومت کے منفرد اصول یہ ہیں:

1) خودمختاری (اختیارِ اعلیٰ) شریعت کو حاصل ہے۔ ریاست کے سربراہ یعنی خلیفہ پر لازم ہے کہ وہ اپنا

ہر فیصلہ اور ہر عمل اسلامی شریعت کے مطابق اٹھائے خواہ اس کا تعلق حکومتی نظام سے ہو، معیشت، خارجہ پالیسی، تعلیمی پالیسی، معاشرتی پالیسی، عدالتی پالیسی یا دیگر کسی بھی شعبہ زندگی سے ہو۔

2) طاقت و اختیار امت کے پاس ہے: اقتدار مسلمانوں اور امیر المؤمنین یعنی خلیفہ کے درمیان شرعی عقد ہے۔ خلیفہ ہی کے پاس ریاست کے تمام کے تمام اختیارات ہوتے ہیں، اور وہ اپنے تمام اختیارات کیلئے امت کو جواب دہ ہے۔ وہ ان کا قانونی نائب ہے اور یہ امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے نفاذ کے سلسلے میں اس کی نگرانی اور احتساب کریں۔

3) خلیفہ تمام مسلمانوں کا حکمران ہے۔ اسلام مسلمانوں کی کئی ریاستوں ، فیڈریشن یا کنفیڈریشن کو تسلیم نہیں کرتا۔ اسلامی ریاست تمام مسلمانوں کی وحدانی ریاست ہے۔

4) تبنی (Adoption) صرف خلیفہ کا حق ہے؛ مسلمانوں کے درمیان جائز اختلاف رائے کی صورت میں خلیفہ کو اختیار ہے کہ وہ ریاست کیلئے (اسکے نزدیک) سب سے مضبوط رائے کا انتخاب کرے جس کو نافذ کیا جائے گا۔ اس کے بعد تمام مسلمان ریاست کی رائے کو اپناتے ہیں قطع نظر اس کے کہ اس سے قبل ان کی کیا رائے تھی۔

لبرل جمہوری نظام:

مغربی جمہوری نظام اسلام سے اپنی اساس، عقیدے، اصول و قوائد اور ہیت، سب میں مختلف ہے۔ مغربی جمہوریت کو درست طور پر لبرل جمہوری نظام کہا جاتا ہے کیونکہ یہ آزادی کی فکر کے اوپر کھڑا کیا گیا ہے، جس میں مذہب کو ریاست سے جدا کر کے انسان کو اپنے تمام امور میں اختیار اعلیٰ کا مالک بنایا جاتا ہے اور انسان آزاد ہے کہ وہ ان معاملات کو جیسا چاہیئے کرے۔ مغربی جمہوریت میں ریاست کو دین سے جدا کر دیا جاتا ہے اور قانون سازی عوامی نمائندوں کو سونپ دی جاتی ہے۔ کیونکہ عوام خود مختار ہیں، آزاد ہیں اور اپنی مرضی کے مالک ہیں پس قوانین کا فیصلہ انھوں نے کرنا ہے کہ وہ کن قوانین کے تحت رہنا چاہتے ہیں۔ جموریت اوپر درج اسلامی اصولوں سے مندرجہ ذیل طریقوں سے مختلف ہے:

1) اختیار اعلیٰ عوام کے پاس ہے: شریعت کو اختیار اعلیٰ دینے کے بجائے لبرل جمہوریت اختیار عوام کو عنایت کرتی ہے۔ عملی طور پر اس کا مطلب عوامی نمائندوں کا قانون بنانے کا اختیار ہے وہ قانون جو ریاست میں لاگو ہونگے۔ قوانین، اراکین اسمبلی کی خواہشات و مرضی کے آئینہ دار ہونگے ۔ قانون بنانے کے لیے کوئی مقرر شدہ معیار نہیں ہوتا بلکہ قانون ساز جو قانون بنانا چاہیں بنا سکتے ہیں۔

2) اختیار عوام کے پاس ہے: اصولی طور پر اگرچہ اس کو ایسے ہی بیان کیا جاتا ہے تاہم عملی طور پر عوام حکمران کو براہ راست مقرر نہیں کرتے نہ ہی براہ راست اس کا احتساب کرتے ہیں۔ ریاست طاقت کی تقسیم کے اصول پر قائم ہوتی ہے جس میں مختلف ادارے ایک دوسرے کی طاقت میں توازن کو قائم رکھتے ہیں۔ وہ جمہوریتیں جو بلوغت سے گزر چکی ہیں اس میں مفاد پرست عناصر ریاستی اداروں پر قابض ہو جاتے ہیں جس سے ریاست کے اداروں میں موجود مفاد پرست عوام کے خلاف آپس میں متحد ہو جاتے ہیں۔

3) کئی ریاستوں اور طاقت کے مراکز کا وجود: لبرل جمہوریت لوگوں کو اقوام میں تقسیم کرتی ہے جس سے کئی حکومتیں جنم لیتی ہیں جو آپس میں ہمیشہ کشمکش میں مصروف رہتیں ہیں۔ اسی طرح ایک حکومت کے اندر بھی کئی طاقت کے مراکز ہمیشہ کشمکش میں مگن رہتے ہیں۔

4) قانون سازی کی سیاست: جمہوریت میں سیاستدان اختلافات کو ہوا دے کر اپنا انفرادی ووٹ بینک بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ ملک میں نسلی، لسانی، اور فرقہ وارانہ اختلافات کو جنم دیتا ہے۔

ان بنیادی اور اساسی تضادات کے باعث یہ لازم ہے کہ ہم جمہوریت کو کفر کا نظام گردانیں۔ کیونکہ یہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہیں۔

اسلامی جمہوریت‘ بھی باطل ہے

مغرب کے جمہوریت کے حق میں شدید پروپیگنڈے سے بعض مسلمان اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ ان واضح تضادات کے باوجود جمہوریت کو مسترد کرنے سے کترانے لگے اور انھوں نے مغربی جمہوریت اور ’اسلامی جمہوریت‘ میں فرق کرنا شروع کر دیا۔ اسلئے یہاں یہ واضح کرنا انتہائی ضروری ہے کہ اسلام اور جمہوریت میں کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا ممکن نہیں جمہوریت خواہ وہ مغرب کی ہو، اشتراکی ریاستوں کی یا قدیم یونان کی، تمام کی تمام ایک جیسی ہیں اور کفر کا نظام ہیں کیونکہ سب اسلام کے اساسی اصولوں سے ٹکراتی ہیں۔ کیونکہ جمہوریت کا مطلب ہی عوام کی حکومت ہے جبکہ اسلام شریعت کی حکمرانی کی بات کرتا ہے۔

جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو جمہوریت کو اقتدار تک پہنچنے تک کیلئے وسیلے کے طور پر استعمال کرنے کی بات کرتے ہیں تو یہ کہنا کافی ہے کہ اسلام کی رو سے نیک مقصد کے اصول کیلئے حرام وسیلے کا استعمال جائز نہیں۔ اسلئے ایک مسلمان کیلئے یہ حرام ہے کہ وہ ایک شخص کو قانون ساز نمائندہ (MNA یا MPA) بنانے کیلئے ووٹ دے۔ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہی قانون ساز (شارع) ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت میں اسلام کے قیام کیلئے ہمیں ایک درست طریقہ کار دیا ہے ۔ اس طریقہ کار سے ہٹ کر کسی اور طریقہ کار کو اختیار کرنا ایک سنگین غلطی ہے جیسا کہ جمہوری نظام میں شامل ہونا جو کہ دراصل استعماری کفار کی ایک چال ہے تا کہ ہمیں ہمارے اسلام سے دور کر سکے۔ استعمار جبکہ اب نا امید ہوتا جا رہا ہے کہ وہ ان ظالم آمروں اور جابروں کو بچا پائے گا جو مسلمانوں کے سروں پر مسلط ہیں تو وہ متبادل کے طور پر اسلامی سرزمین میں جمہوریت کے ذریعے اسلام کا راستہ روکنے کی سعی کر رہا ہے۔

❑❑❑❑

معیز مبین

مغربی تہذیب عالم گیر نہیں ہے

مسلم دنیا امریکہ میں بننے والی گستاخانہ فلم جس میں رسول اللہ ﷺ کی توہین کی گئی ہے کے خلاف ایک بار پھر اپنے غصے کے اظہار کے لیے سڑکوں پر نکل آئی ہے۔ اگرچہ اس قسم کا توہین آمیز مواد صدیوں سے مغربی تہذیب کا خاصہ ہے جو کتابوں، ڈراموں اور تقاریر کی صورت میں مغرب کے ریکارڈ خانوں میں موجود ہے جس میں مسلمانوں کے بنیادی عقائد پر شدید حملے کیے گئے ہیں لیکن گذشتہ چند سالوں سے مغربی تہذیب اور اس کے داعی ان افکار پر اصرار کرنے کے لیے جو سیکولر مغرب اور اس کی تہذیب کی ترجمانی کرتیں ہیں، رسول اللہ ﷺ اور قرآن پر انتہائی غلیظ اور بے ہودہ حملے کر رہے ہیں۔ جب سے دنیا میں لبرل ازم کا تصور وجود میں آیا ہے اور اس کو مغربی دنیا نے اپنایا ہے، مغربی دنیا کے طاقتور ملکوں نے مغربی افکار کو عالمی فکر کے طور پیش کیا اور لبرل ازم کی ایک عالمی آئیڈیالوجی (نظریہ حیات) کے طور پر ترویج کی جس کو دنیا کے تمام ممالک اور قوموں کو اختیار کرنا چاہیے۔

عثمانی خلافت کی تباہی کے بعد، جو مسلمانوں کی تہذیب اور عقائد کی ترجمان تھی، یورپ نے مسلم دنیا پر قبضہ کر کے ''لبرل'' آئیڈیالوجی کو مسلم دنیا میں متعارف کرایا۔ لیکن امریکیوں کے برعکس، جنھیں لبرل ازم سے یورپی طاقتوں نے اپنے استعماری دور میں متعارف کروایا اور امریکیوں نے لبرل ازم کو ایک آئیڈیالوجی (نظریہ حیات) کے طور پر اختیار کیا جبکہ انھوں نے یورپ کی سیاسی وفوجی بالادستی کو مسترد کر دیا تھا، مسلمانوں نے نہ صرف اپنی سرزمین پر یورپ کی سیاسی وفوجی بالادستی کو مسترد کیا بلکہ لبرل ازم کو بھی ایک نظریہ حیات کے طور پر مکمل طور پر مسترد کیا۔ ایسا اس وجہ سے ہے کہ مغربی دنیا میں سیکولر انقلاب سے قبل اسلامی خلافت دنیا کی واحد سپر پاور تھی جو دنیا کے امور کو چلا رہی تھی اور ریاست کی سرحدوں کے مسلسل پھیلاؤ کی پالیسی پر عمل پیرا تھی اور دنیا کی اقوام کو اسلامی نظریہ حیات کی طرف دعوت پیش کرتی تھی اور مسلمانوں کا اس نظریہ حیات پر مکمل اور بھرپور اعتماد تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کے وقت سے لے کر عظیم عثمانی خلفاء تک خلافت کی فوجی قوت نے اس کی سرحدوں کے پھیلاؤ میں معاونت فراہم کی لیکن درحقیقت نئے علاقوں میں لوگوں کے دل جیتنے اور بالآخر ان کے اسلام کو قبول کرنے کی اصل وجہ اسلامی نظریہ حیات کی فکری برتری تھی اور ریاست خلافت اسی نظریہ حیات کی علمبردار تھی۔ اسلامی نظریہ حیات پر اس فکری اعتماد نے امت کو لبرل ازم کی مخالفت پر ابھارا جب یورپی طاقتوں نے لبرل ازم کو ان پر طاقت کی بنیاد پر تھوپنے کی کوشش کی۔

مشہور مغربی دانشور اور Orientalist برناڈ لوئس نے ستمبر 1990 کے ''دی اٹلانٹک میگزین'' میں اپنے مضمون ''مسلمانوں کے غصے کی بنیاد'' میں مسلم دنیا کی جانب سے مغربی اقدار اور تہذیب کے خلاف بڑھتی ہوئی مخالفت کو واضع کرنے کے لیے ''تہذیبوں کے ٹکراؤ'' کی اصطلاح استعمال کی۔ اپنے خیالات کو واضع کرتے ہوئے برناڈ لوئس نے یہ لکھا کہ ریاست اور مذہب کی جدائی کا تصور خالصتاً مغربی دنیا کی پیداوار ہے جبکہ مذہب کے حوالے سے مسلم دنیا کا تجربہ عیسائی دنیا سے بالکل مختلف ہے۔ برناڈ لوئس نے کہا کہ ''مسلمانوں میں بھی مذہبی اختلافات ہیں لیکن ان کی شدت اس کشمکش کا عشرِ عشیر بھی نہیں جو عیسائی دنیا میں پروٹسٹنٹس (Protestants) اور کیتھولکس (Catholics) کے درمیان تھی، جس نے سولھویں اور سترویں صدی میں عیسائی یورپ کو تباہ برباد کر دیا اور بلاآخر عیسائیوں کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ مذہب کو ریاست کے معاملات سے الگ کرنے کے نظریے کو اپنائیں۔۔۔۔ مسلمانوں کو کبھی بھی اس چیز کی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوئی اور نہ ہی انھوں نے ایسا کوئی اصول وضع کیا۔ اسلام میں کسی سیکولر ازم کی ضرورت نہیں ہے''۔

کمیونزم کے خاتمے اور مغربی لبرل ازم کی کامیابی پر خوشیاں مناتے ہوئے امریکی فلاسفر فرانسس فوکویاما (Francis Fukuyama) نے 1989 میں ایک مضمون ''تاریخ کا خاتمہ'' کے عنوان سے تحریر کیا جس میں اس نے یہ لکھا کہ کمیونزم کے خاتمے کے بعد انسانیت کی ایک عالم گیر نظریہ حیات کی تلاش کی جستجو اختتام پذیر ہوگئی ہے اور وہ عالم گیر نظریہ مغربی لبرل ازم ہے۔ اگرچہ یہ مضمون مغربی لبرل ازم کے علمبرداروں کا اپنی کامیابی پر خوشی کا اظہار تھا اور سوویت یونین کے ٹوٹنے اور لبرل اقدار کی بالادستی پر مغربی دانشور خوشی سے نہال ہوئے جا رہے تھے لیکن اس کے باوجود فوکویاما نے اس بات کا اقرار کیا کہ لبرل ازم کی عالمگیریت کے اثرات مسلم دنیا تک نہیں پہنچے۔ اس مضمون میں فوکویاما لکھتا ہے کہ ''آج کی دنیا میں صرف اسلام ہی ہے جو لبرل ازم اور کمیونزم کے سیاسی متبادل کے طور پر ایک مذہبی ریاست کے ماڈل کو پیش کرتا ہے۔ لیکن یہ ماڈل غیر مسلموں میں بہت کم مقبول ہے اور اس بات پر یقین کرنا بہت مشکل ہے کہ یہ (اسلامی) تحریک عالمی سطح کی تحریک میں تبدیل ہو جائے گی''۔ فوکویاما کا لبرل ازم کو ایک عالمی تصور قرار دینے کوشش کو اس کے ساتھ ہی امریکی دانشوروں نے مسترد کر دیا خاص طور پر روبرٹ کاغان (Robert Kagan) نے اپنے مضمون ''تاریخ کے خاتمے کا خاتمہ'' جو کہ 2008 میں شائع ہوا، میں اس تصور کو مسترد کیا۔ اس مضمون میں کاغان نے کہا کہ لبرل ازم نے اپنی عالمگیریت کو اپنی فکری برتری کی بنیاد پر ثابت نہیں کیا بلکہ درحقیقت کمیونزم کے خاتمے کے بعد مغربی دنیا کی سیاسی اور فوجی قوت نے یہ تاثر دیا کہ لبرل ازم ایک عالمگیر فکر ہے۔ دوسرے لفظوں میں مغربی دنیا نے دنیا کی دوسری اقوام کو لبرل نظریے کو اپنی سیاسی وفوجی قوت کی بناء پر قبول کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن ''مغربی تہذیب ایک عالمگیر تہذیب ہے''، کہ تصور کو سب سے زیادہ اور بھرپور طریقے سے چیلنج امریکی سیاسی امور کے ماہر سیمیول ہننگٹن (Samuel Huntington) نے 1996 میں شائع ہونے

والی اپنی کتاب ''تہذیبوں کے تصادم اور نئے عالمی نظام کی تشکیل نو'' (The Clash of Civilizations and Remaking of the New World Order) میں کیا۔

سیموئیل نے لکھا کہ ''مغرب کی پوری تاریخ میں ریاست کے ساتھ ساتھ پہلے ایک چرچ پھر کئی چرچ نمایاں رہیں ہیں۔مغربی ثقافت میں ہمیشہ سے دو طاقتوں کا تصور رائج رہا ہے جیسے خدا اور بادشاہ، چرچ اور ریاست، روحانی اتھارٹی اور دنیاوی اتھارٹی۔مغربی تہذیب کے علاوہ صرف ہندو تہذیب ایسی ہے جہاں مذہب اور ریاست واضع طور پر دو مختلف تصورات کی صورت میں موجود ہیں۔اسلام میں خدا ہی بادشاہ ہے، چین اور جاپان میں بادشاہ خدا ہے، آرتھوڈوکسی (Orthodoxy) میں بادشاہ خدا کا نائب ہے۔ ریاست اور چرچ کی جدائی اور ان کا تصادم جو مغربی تہذیب کا خاصہ بن گئی ایسا تصادم کسی اور تہذیب میں نہیں ملتا۔قوت اور اتھارٹی کی اس تقسیم نے مغرب میں آزادی کے تصور کی تشکیل میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے''۔

لہذا گستاخانہ فلم پر بحث آزادی رائے اور مغرب میں اس پر کسی حد کے تعین کی بحث نہیں اور مسلم دنیا سے یہ کہنا کہ وہ مغربی حکومتوں کی مشکلات اور اسلام مخالف نفرت انگیز مواد کی اپنے معاشروں میں ترویج کے خلاف ان حکومتوں کی بے بسی کو سمجھے، اصل مسئلے کو ایک غلط رخ دینے کی کوشش ہے۔یہ اس لیے غلط ہے کیونکہ کہ اس بحث میں پہلے سے ہی یہ بات قبول کر لی جاتی ہے کہ مغربی تہذیب ایک عالمی تہذیب ہے اور مذہب اور ریاست کی جدائی کا تصور ایک عالمی تصور ہے۔ہیلری کلنٹن کی اس توہین آمیز فلم اور اس کے بنانے والے کی مذمت کرنے کا مقصد مسلم دنیا میں امریکی مفادات کو بچانا اور مسلمانوں کے غصے کو ٹھنڈا کرنا ہے۔ہیلری کلنٹن کا نہ تو کوئی ارادہ ہے اور نہ ہی وہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اس قسم کے گستاخانہ مواد پر مغربی معاشروں میں پابندی عائد کی جائے کیونکہ مغربی تہذیب کے نقطہ نظر سے اس قسم کی فلم بنانا کوئی مسئلہ نہیں سوائے ایک صورت کے جہاں انھیں اس کا سیاسی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔اسی لیے ہیلری ایک سیاستدان کی حیثیت سے تو اس فلم کی مذمت کرتی ہے لیکن ہیلری ایک مغربی دانشور کی حیثیت سے مسلم دنیا میں اس فلم کے ردعمل میں ہونے والے مظاہروں کو مسترد کرتی ہے۔ہیلری اور اوباما کبھی بھی تہذیبوں کے ٹکراؤ کے تصور کو عوامی سطح پر قبول نہیں کریں گے جبکہ یہ فلم اسی بات کا ایک کھلا مظہر ہے۔ایسا اس وجہ سے ہے کہ مغربی حکومتیں اس تصور کا، کہ مغربی تہذیب ایک عالمگیر تہذیب ہے، پرچار کرتیں ہیں، اور اسکو اپنے سیاسی، معاشی اور فوجی اثر ورسوخ کو غیر مغربی ممالک میں بڑھانے کے لیے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتیں ہیں۔

جہاں تک مسلم دنیا کا تعلق ہے اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور طرز حیات اختیار کرنا اس کے لیے ممکن ہی نہیں ہے۔مغربی معاشروں کے چند عناصر کی جانب سے مسلمانوں کے مقدس عقائد اور شخصیات کے خلاف ہونے والے مسلسل حملوں کے خلاف مسلم دنیا کا مسلسل اور بھرپور ردعمل اس بات کی نشان دہی کرنے کے لیے کافی ہے کہ مسلم دنیا اس مسئلہ کو نظر انداز کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔اس سے بڑھ کر مسلمانوں کا طاقتور ردعمل مغربی معاشروں کے لیے پیغام ہے کہ مسلمان مذہب اور ریاست کی جدائی کے عقیدے کی بنیاد پر قائم مغربی تصورات پر ایمان نہیں رکھتے۔اس مسئلہ کو نظر انداز کرنا یا کسی اور طرز حیات کو اختیار کرنا ان کے لیے مذہب اور ریاست کی جدائی کے تصور کو قبول کرنے کے مترادف ہے۔لیکن مسلم دنیا میں تشدد اور جلاؤ گھیراؤ بھی اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔تو پھر اس مسئلے کا حل کیا ہے؟

مسلم دنیا کا مسئلہ یہ ہے کہ ان پر لبرل ازم کے تصورات پر مبنی ریاستی ڈھانچوں کے ذریعے حکمرانی کی جا رہی ہے جن کی بنیاد ہی مذہب اور ریاست کی جدائی پر رکھی گئی ہے اور جو یورپی استعماریت کی نشانی ہیں۔تو ایک طرف مسلم دنیا توہین آمیز فلم کے خلاف غصے سے پھٹ پڑی ہے لیکن دوسری جانب لبرل ریاستی ڈھانچہ مسلمانوں کی ترجمانی نہیں کر رہا۔لہذا سڑکوں پر نکلے مسلمانوں کے مطالبات اور جذبات کو مسلم ممالک کی حکومتیں اپنے عمل کے ذریعے سیاسی عمل میں نہیں ڈھال رہیں ہیں جیسا کہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ مغربی سفارت کاروں کو بے دخل کیا جائے یا مغربی حکومتوں سے تعلقات کو منقطع کیا جائے بلکہ مسلم ممالک کی حکومتوں کا ردعمل اس کے بالکل برعکس ہے۔اس کی نشان دہی ان مناظر کے ذریعے ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ غصے سے بپھرے لوگ امریکی سفارت خانوں کی جانب بڑھ رہے ہیں جبکہ ریاستی مشینری ان سفارت خانوں کو محفوظ بنانے کے انتہائی سخت رویہ اختیار کرتی ہے۔یعنی اسلام اور مغرب کے درمیان جاری تہذیبوں کے تصادم میں مسلم ممالک کی حکومتیں مغربی طاقتوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔

مسلم ممالک کی حکومتوں کے ساتھ ساتھ لبرل مسلم دانشوروں کی اکثریت تہذیبوں کے تصادم کے تصور کو مسترد کرتی ہے۔ایسا اس وجہ سے نہیں ہے کہ تہذیبوں کے تصادم کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے بلکہ ایسا صرف اس وجہ سے ہے کہ مسلم حکومتیں اور لبرل مسلم دانشور مغربی تہذیب کو ایک عالمگیر تہذیب کے طور پر قبول کر چکے ہیں۔انھوں نے مذہب کے حوالے سے عیسائی دنیا کے انتہائی بھیانک تجربے کو اختیار کر کے اسلام کو بھی اسی کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے۔ان کا خیال ہے کہ مسلم دنیا انتہا پسندی کی وجہ سے مغربی اقدار کو رد کر رہی ہے اور وہ اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ مسلم دنیا بھی مذہب اور ریاست کی جدائی کے مغربی تصور کو اختیار کرے۔ان کے خیالات اور تجزیے مغربی تصورات پر مبنی ہیں اور وہ انتہائی شدید غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔سیموئل نے ان کی اس غلطی کو اس طرح سے بیان کیا ہے ''مغرب کا مسئلہ اسلامی انتہا پسندی نہیں ہے بلکہ اسلام ہے۔یہ ایک مختلف تہذیب ہے جس کے ماننے والے اس بات پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ ان کی تہذیب برتر ہے اور وہ اپنی طاقت کی کمزوری کی فکر میں مبتلا ہیں''۔مسلم دنیا میں افراتفری، غصے اور غیر یقینی کی صورتحال اس وقت تک جاری رہے گی جب تک مسلم دنیا میں ریاستی ڈھانچوں میں بنیادی تبدیلی نہیں آتی جو مسلمانوں کی خواہشات کی مظہر ہو اور جو دین اور حکومت کو یکجا کر دے پھر اسلام کی سیاسی طاقت اور اسلامی تہذیب کا احیاٗ ہو جس طرح خلافت کے دور میں تھا۔

□□□□

سلیم سیٹھی

محمد مرسی، حسنی مبارک کی راہ

تیونس میں حکمرانوں کے ظلم کے خلاف اُٹھنے والی بغاوت کی لہر نے ایسے عرب ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا، جہاں ایسا تصور کرنا بھی مشکل تھا۔ مصر کی سرزمین بھی اُنہی میں سے ایک تھی کہ جہاں پر حسنی مبارک پچھلے 30 سالوں سے براجمان تھا۔ حسنی مبارک کے دور کا اگر داخلہ اور خارجہ پالیسی کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اُس کا طرزِ حکومت وہاں پر بسنے والے اکثریتی مسلمانوں کی خواہشات اور مرضی کے برخلاف تھا۔ اگر خارجہ پالیسی کی بات کی جائے تو حسنی مبارک کے دور میں مصر امریکہ کے نہایت قریب تھا اور ایک لمبے عرصہ سے امریکہ سے سب سے زیادہ فوجی امداد حاصل کرنے والا ملک ہے۔ اُس کے دور میں اسرائیل کے حوالے سے امریکی پالیسی ہی مصر کی پالیسی رہی۔ 'معاہدہ کیمپ ڈیوڈ' کی تکمیل میں حسنی مبارک کا کردار اہم تھا کہ جس کے ذریعے امریکہ نے اسرائیل اور فلسطین کے حوالے سے اپنی پالیسی کو آشکار کیا۔ حسنی مبارک کی حکومت میں مصر آئی ایم ایف کے سودی قرضے لینے والے ممالک میں سرفہرست تھا۔ اور جہاں تک داخلہ پالیسی کا معاملہ ہے تو ڈکٹیٹر حسنی مبارک کا تیس سالہ دور اُس ''ایمرجنسی قانون'' کا مرہونِ منت تھا، جس کے تحت انسانی حقوق معطل کردیئے گئے تھے، اِس قانون کے ذریعے کسی بھی فرد کو بغیر کسی عدالتی کاروائی کے گرفتار کر کے غیر معینہ مدت تک جیلوں میں بند کیا جاسکتا تھا اور معروف ویب سائٹ وکی پیڈیا کے نزدیک تقریباً 30 ہزار لوگوں کو اِس قانون کے تحت بغیر کسی عدالتی کاروائی کے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ سرکاری طور پر مصر کو سیکولر ملک کی حیثیت حاصل تھی، اور مغربی طرزِ زندگی کا فروغ حسنی مبارک کی حکومت کی اہم پالیسیوں میں سے ایک تھی۔ اور چونکہ مصر کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ سیاحت کے شعبے سے حاصل ہوتا ہے اِس لیے مصر میں شراب نوشی اور برہنہ مغربی کلچر پر مبنی 'ساحلی سیاحت' کی عام اجازت تھی۔ ظاہر ہے یہ پالیسیاں مصر میں رہنے والے مسلمانوں کی دل کی آواز نہ تھیں اور اِن پر محاسبہ حسنی مبارک کی حکومت کے بنائے ہوئے قوانین کے تحت ناممکن تھا۔ یہ پالیسیاں اسلام کے قوانین کے برخلاف تھیں جبکہ اسلام کی دعوت شجرِ ممنوعہ کی طرح تھی۔ بلکہ جو شخص اسلام پر چلنے والا ہوتا اُس پر گہری نظر رکھی جاتی اور اکثر غائب کردیئے جاتے۔ جب تیونس میں اُٹھنے والی لہر نے مصر کا رُخ کیا تو ظلم و بربریت کے خلاف برپا ہونے والی اِس بغاوت کی لہر میں اسلام کا رنگ گہرا تھا۔ لوگ مسجدوں سے نماز پڑھ کر اِن مظاہروں کا حصہ بنتے، تکبیر کی صدائیں بلند ہوتیں اور مظاہرین کا مرکز 'التحریر سکوائر' مسجد کا سماں پیش کررہا ہوتا۔ لاکھوں کے اِس مجمع میں کلمہ طیبہ والے سیاہ وسفید اسلامی جھنڈے نمایاں ہوتے جو اِس بات کو ظاہر کرتے تھے کہ یہ مظاہرین فقط ظلم و بربریت پر مبنی مبارک حکومت کا خاتمہ ہی نہیں چاہتے بلکہ وہ اسلام کا نفاذ بھی چاہتے ہیں۔ چنانچہ مصر کے مسلمانوں کی استقامت کے سامنے یہ ڈکٹیٹر ٹھہر نہ سکا اور جلد ہی اخوان کے حمایت یافتہ محمد مرسی کی جمہوری حکومت نے مصر کا اقتدار سنبھال لیا۔ بظاہر اسلامی شکل وصورت کی حامل اِس حکومت کے اقتدار میں آنے سے تاثر یہی ملا کہ شاید مصر کے مسلمانوں کے دل کی آواز سنی گئی، حتیٰ کہ پاکستان میں کچھ لوگوں نے قرآن وسنت کی بنیاد پر پرکھے بغیر خوشی کے مارے مٹھائیاں بھی تقسیم کیں کہ مصر کے اندر ایک اسلامی انقلاب آچکا ہے۔ تاہم جلد ہی یہ بات بے نقاب ہوگئی کہ محمد مرسی اُسی راہ کا مسافر ہے کہ جس پر حسنی مبارک چل رہا تھا۔ محمد مرسی نے جن داخلہ اور خارجہ پالیسیوں کا اعلان اور نفاذ کیا ہے وہ اُن پالیسیوں سے چنداں مختلف نہیں جو حسنی مبارک کی حکومت نے اپنا رکھی تھیں۔ اپنی پہلی ہی پالیسی تقریر کے اندر محمد مرسی نے اِس بات کا اعلان کیا کہ 'کیمپ ڈیوڈ' سمیت تمام بین الاقوامی معاہدوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ جو اِس بات کا واضح اعلان تھا کہ وہ مصر کی خارجہ پالیسی کو اُسی طرز پر جاری رکھے گا جس طرز پر حسنی مبارک کی حکومت گامزن تھی اور مندرجہ بالا بیان سے یہ بھی آشکار ہوگیا کہ مرسی کے دورِ حکومت میں امریکہ کے ساتھ دوستی میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور اِس بات پر اُس وقت مہرِ تصدیق ثبت ہوگئی جب امریکہ نے مصر کے لیے اپنی امداد کو نا صرف جاری رکھنے کا اعلان کیا بلکہ پچھلی امداد کا ایک بڑا حصہ معاف بھی کردیا۔ جہاں تک استعماری اداروں کے جڑے رہنے کی بات ہے تو 22 اگست 2012 کو معروف انگریزی اخبار DAWN نے یہ خبر شائع کی کہ مرسی حکومت کی طرف سے آئی ایم ایف سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اِس حکومت کو 4.8 ارب ڈالر کا قرضہ فراہم کرے، جو اِس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ مرسی حکومت مصر کو بدستور اِن استعماری اداروں کے رحم وکرم پر رکھنا چاہتی ہے۔ اور جہاں تک داخلہ پالیسی کا تعلق ہے تو 27 ستمبر 2012 کو محمد مرسی کا یہ بیان تمام میڈیا کی زینت بنا کہ مصر بدستور سیکولر ملک کی حیثیت سے برقرار رہے گا، یہی نہیں بلکہ 10 اکتوبر 2012 کو مصر کے وزیر سیاحت کا یہ بیان نیوز ایجنسی رائٹر کے حوالے سے برطانوی اخبار ٹیلی گراف نے شائع کیا کہ مصر میں ماضی کی طرح ''ساحلی سیاحت'' جاری رہے گی بلکہ مرسی حکومت اِس سیاحت کو بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ اِس کے ساتھ ساتھ محمد مرسی اِس بات کا اعلان پہلے ہی کرچکے ہیں کہ ملک میں سیاحت کے فروغ کے لیے شراب پر کسی قسم کی پابندی نہیں لگائی جارہی۔ مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ مصر میں تبدیلی اسلام کے نام پر ضرور آئی ہے تاہم یہ تبدیلی فقط چہروں کی تبدیلی ہی ہے، جو اقدامات مرسی حکومت کی طرف سے اُٹھائے جارہے ہیں اُن کا اسلام سے بھی کوئی تعلق نہیں کیونکہ قرآن میں یہ واضح آیت موجود ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق حکمرانی نہیں کرتے، وہی لوگ ظالم ہیں'' چنانچہ مصر پر ظلم کی حکمرانی جاری ہے، وہی ظلم جو حسنی مبارک گزشتہ تیس سالوں سے برپا کیے ہوئے تھا۔

اے خلیفہ! امریکہ کے بدمعاش رسول اللہ ﷺ کی توہین کررہے ہیں اور مسلم حکمران ان حکومتوں سے تعلقات تک ختم کرنے کو تیار نہیں جو ان ذلیل بدمعاش لوگوں کی حمائت کررہے ہیں

کس آسانی سے اور کس بے شرمی سے زمین پر اللہ کی مخلوقات میں سب سے بدترین اور غلیظ ترین قوم انسانوں میں سب سے بہترین انسان کی توہین کررہی ہے جو کہ اس امت کے نبی اور رحمت اللعالمین ﷺ ہیں۔ امریکہ میں مقیم قبطی عیسائیوں کے ایک گروہ ، جن کو ان کے اپنے قبطی لوگوں نے دھتکار دیا ہے، نے امریکی پادری ٹیری جونز، جو کہ اسلام، اس کے نبی ﷺ اور اس کے ماننے والوں سے نفرت کرتا ہے اور پچھلے سال قرآن کو جلانے کا جرم کر چکا ہے، کے ساتھ اس منصوبے میں تعاون کیا۔ اس منصوبے کو سینکڑوں یہودیوں اور ان لوگوں نے مالی معاونت فراہم کی جو اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں اور امریکہ ، جس نے عراق اور افغانستان میں مسلمانوں کا قتل عام کیا ، نے اس منصوبے کو قانونی تحفظ فراہم کیا۔ ان تمام لوگوں نے اس مجرمانہ فلم کو تیار کرنے میں کردار ادا کیا جس میں تمام انبیاء کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق جھوٹ بولا گیا، ان پر الزامات لگائے گئے اور ان کی توہین کی گئی۔ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں:

(كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِباً)

''بات جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے وہ بہت بڑی ہے۔ وہ صرف جھوٹ کہتے ہیں''۔ (کہف:5)

اے مسلمانو! ایسا پہلی بار نہیں ہوا کہ امریکہ اور یورپ میں موجود اسلام کے دشمنوں نے ان چیزوں کے متعلق غلاظت بکی ہے جو مسلمانوں کے لیے انتہائی محترم ہیں۔ بلکہ یہ کفار ممالک مسلم امت اور اس کے لیے انتہائی محترم شخصیات اور تصورات پر کیچڑ اچھالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ان کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسلام کے داعیوں سے نفرت اس قدر شدید ہے کہ یہ کبھی سامنے آکر کبھی چھپ کر کسی شخصیت یا ادارے کی ڈھال لے کر اس طرح کی ذلیل حرکتیں کرتے ہیں۔ اسلام کے ان دشمنوں کو قانونی تحفظ حاصل ہے جس سے ان عناصر کو تقویت ملتی ہے کہ وہ اسلام اور اس کی حرمات کے خلاف ذلیل حرکتیں کرسکیں۔ یہ لوگ حقیقت میں تمام جہانوں کے مالک اللہ سبحانہ وتعالی، قرآن، اسلام کے نظریہ حیات اور اس امت کے نبی ﷺ کے خلاف مسلسل حالت جنگ میں ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں

(إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَئِكَ فِي الأَذَلِّينَ)

''یقیناً مخلوقات میں سب سے زیادہ بدبخت وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں''۔ (مجادلہ:20)

یہ دشمن ہیں، لہذا ان سے ہوشیار رہو۔۔۔

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ممالک پر قبضہ کیا، معصوم اور نیکوکار لوگوں کا خون بہایا، قوموں کی دولت کو لوٹا اور تباہ کیا، تفرقہ پیدا کیا، مسلمانوں کے درمیان تقسیم پیدا کی تا کہ ان کو کمزور کیا جائے اور ان پر اپنے تسلط کو قائم کیا جائے، یہی لوگ رحمت اللعالمین اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کے خلاف تہمت لگاتے ہیں اور قرآن پاک کو جلاتے ہیں۔ اللہ جو سب سے طاقتور اور بڑا ہے نے ان کے متعلق درست کہا ہے:

(قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ) اور (يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ)

''بغض ان کے منہ سے ٹپکتا ہے اور جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ تو اس سے بھی بڑا ہے۔ یقیناً ہم نے تمہارے لئے کھول کھول کر اپنی نشانیاں بیان کردیں ہیں اگر تم عقل والے ہو'' (آل عمران۔118)۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اپنے نور کو پورا کرکے رہے گا اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے''۔ (صف:8)

اور اللہ کی بات سے بڑھ کر کس کی بات درست ہوسکتی ہے؟

اے مسلمانو! مسلمان اس شدید تذلیل اور مصائب کا شکار نہ ہوتے اور نہ ہی اللہ کے دشمنوں کو اس قدر جرأت ہوتی کہ وہ اس امت کے نبی ﷺ کے خلاف جارحانہ رویہ اختیار کریں اگر مسلم دنیا میں ریاستِ خلافت موجود ہوتی کیونکہ خلافت اسلام اور مسلمانوں کی محافظ ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ان کے لیے ایک ڈھال اور ناقابل تسخیر قلعہ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تاریخ خود کو دہرا رہی ہے لیکن ایک دوسرے طریقے سے۔ انیسویں صدی کے آخر میں سنہ 1890 میں ایک واقع پیش آیا جب ایک فرانسیسی مصنف نے ڈرامہ

بقیہ: صفحہ نمبر 45

صرف مسلمانوں کا خلیفہ ہی رسول اللہ ﷺ کی توہین کا ایسا بدلہ لے گا جو نبی ﷺ کے شایانِ شان ہو

11 ستمبر 2012ء کو مراکش سے لے کر بنگلا دیش تک پورے عالمِ اسلام میں امریکی سفارت خانوں کے باہر زبردست مظاہرے شروع ہو گئے۔ یہ مظاہرے ایک امریکی فلم کے خلاف شروع ہوئے جس میں نبی ﷺ کی دل سوز توہین کی گئی ہے۔ مظاہرین اس عزم کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ اس توہین کا بدلہ لیں گے اور نعرے لگا رہے ہیں: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنی جانیں آپ پر قربان کر دیں گے''۔

لیکن اس مسئلے پر مسلم حکمرانوں کا ردِ عمل کیا تھا کہ جن کے پاس ساٹھ لاکھ مسلم افواج اور امت کی بیش بہا وسائل موجود ہیں؟ یہ حکمران چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پھنسے ہوئے ہیں، ایک طرف امریکہ کے ساتھ وفاداری اور غلامی کا طوق ہے جبکہ دوسری جانب امریکی تکبر اور وحشیانہ طرزِ عمل کے خلاف مسلمانوں کا شدید غم و غصہ ہے۔ چنانچہ ان حکمرانوں نے حسب معمول اپنی روایتی سستی اور بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتہائی کمزور اور بزدلانہ جواب دیا۔ ان حکمرانوں نے مسلمانوں کو اس انتہائی اہم مسئلے پر بھی ویسے ہی اکیلا چھوڑ دیا جیسے وہ مسلمانوں کے دین، ان کی دولت، ان کی سرزمین اور ان کی جانوں کی حفاظت کے اہم مسئلوں پر تنہا چھوڑ چکے ہیں۔

اور جہاں تک پاکستان کے حکمرانوں کا تعلق ہے، جو اگرچہ انتہائی بہادر اور تجربہ کار سات لاکھ فوج کی سربراہی کرتے ہیں، وہ افواج جو ایٹمی سلحے سے بھی لیس ہے، تو ان کا ردِ عمل کیا تھا؟ بجائے یہ کہ پاکستان کا دفترِ خارجہ انتہائی مضبوط ارادے کے ساتھ ایسا بیان جاری کرتا کہ ایمان والوں کے دلوں کو اطمینان اور راحت محسوس ہوتی، وزارتِ خارجہ نے 12 ستمبر 2012 کو ایک انتہائی کمزور بیان جاری کیا اور کہا کہ ''حکومت پاکستان امریکہ میں تیار کردہ توہین آمیز فلم کی اشاعت کی پرزور مذمت کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی انتہائی قابل احترام اور متقی شخصیت کے خلاف کیچڑ اچھالا گیا ہے''۔ اس کے اگلے ہی دن 13 ستمبر کو جنرل کیانی نے افواجِ پاکستان کے کور کمانڈرز کا 153 واں اجلاس طلب کیا، لیکن یہ انتہائی اہم معاملہ اس اجلاس کے ایجنڈے پر سرے سے موجود ہی نہ تھا۔

> ہم کبھی بھی توہین رسالت کے مرتکب مجرم امریکیوں سے بدلہ نہیں لے سکیں گے جو نبی ﷺ کے شایان شان ہو جب تک ہمارے پاس ایسا متقی خلیفہ نہ ہو جو اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کرے اور اسلام ہی کی بنیاد پر مسلم افواج کی سربراہی بھی کرے۔

اے پاکستان کے مسلمانو! تمام انبیاء کے سردار، رحمت للعالمین سیدنا محمد ﷺ نے فرمایا:

((اذا لم تستحی فاصنع ماشئت))

''اگر تم میں شرم نہیں تو پھر تم جو چاہو کرو'' (بخاری)۔

اور یہ حکمران اِس فرمان کا عملی نمونہ ہیں۔ پس یہ حکمران اس تکلیف کو محسوس نہیں کرتے جو ہم مسلمان محسوس کرتے ہیں، یہ اس چیز کو پسند نہیں کرتے جو ہم کرتے ہیں، یہ اس چیز کی فکر نہیں کرتے جس کی ہم فکر کرتے ہیں۔ ان کے دل و دماغ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہیں اور ان سے کسی خیر کی امید رکھنا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ یہ حکمران اپنے کافر آقاؤں کے مفادات کو پورا کرنے کے لیے تو پوری جانفشانی سے حرکت میں آتے ہیں لیکن جب ہم اپنے کسی حق کا ان سے مطالبہ کرتے ہیں تو یہ صرف ہمارے غصے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ ان کے آقاؤں کے مفادات کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ یہ ہمارے ہی وسائل کو ہمارے خلاف استعمال کرتے ہیں اور دن رات ہمارے دشمنوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہیں اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی توہین کا بدلہ لینے کے لیے انگلی بھی نہیں ہلاتے۔ چنانچہ یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے جب مغرب، جس کی سربراہی امریکہ کر رہا ہے، نے نبی ﷺ کی ذاتِ مبارک پر حملہ کیا ہو اور ان غدار حکمرانوں نے اپنی ذمہ داری سے کنارہ کشی اختیار کی ہو۔ اور یہ بھی پہلا موقع نہیں ہے کہ ان حکمرانوں نے اسلام کی دیگر حرمتوں کے تحفظ کی ذمہ داری سے سنگین غفلت کا مظاہرہ کیا ہو، مسلمانوں کی زندگیوں کی حفاظت سے غفلت اس میں سے ایک ہے۔ یقیناً آج امریکہ اور مغرب ہی ان لوگوں کی پشت پناہی کر رہا ہے جو شام میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے گلے کاٹ رہے ہیں بالکل ویسے ہی جس طرح امریکہ اور مغرب افغانستان اور عراق میں اپنے غنڈوں کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ ان ایجنٹ حکمرانوں کے لیے ''امن'' اور ''حفاظت'' کے اصل معانی یہ ہیں کہ مسلمانوں کا خون اس لیے بہایا جائے تا کہ کفار ''حفاظت'' کے ساتھ اپنی بالا دستی قائم کر سکیں اور یہ

ایجنٹ حکمران کفار کو ایسا ''پرامن'' ماحول فراہم کریں کہ کوئی بھی کفار کے تسلط کو چیلنج ہی نہ کر سکے ،جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((والذی نفسی بیدہ لقتل المئومن اعظم عند اللہ یوم القیامۃ من زوال الدنیا))

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت کے دن اللہ کے نزدیک ایک مومن کا قتل پوری دنیا کی تباہی سے زیادہ سنگین ہوگا'' (نسائی)۔

جب تک کہ خلافت دوبارہ قائم نہیں ہو جاتی، ہم کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کے شایانِ شان توہینِ رسالت کے مرتکب مجرموں سے بدلہ نہیں لے سکیں گے۔ یاد کریں اس وقت کو جب ہماری خلافت، خلافتِ عثمانیہ، جو اگرچہ اپنے کمزور ترین دور میں تھی، لیکن اس نے ایسی ہی ایک توہین آمیز حرکت پر اس وقت کی دو عالمی طاقتوں برطانیہ اور فرانس کے خلاف جنگ کا اعلان کیا تھا۔ یورپ میں والٹیر (لعنت اللہ) کی شیطانی تصنیف Mahomet ou la fanatisme ''محمد یا جنونیت'' (نعوذ باللہ) پر ایک ڈرامہ بنایا گیا جس میں محمد ﷺ کی شان میں توہین کی گئی تھی۔ اس وقت کے خلیفہ عبدالحمید دوئم نے فرانسیسی سفیر کو بلوایا اور اس کو کئی گھنٹوں انتظار کروایا پھر خلیفہ پورے جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر اس کے سامنے آیا اور تلوار میان سے نکال کر اس کی نوک فرانسیسی سفیر کی جانب کر دی، جس کا مطلب اعلانِ جنگ تھا۔ خلیفہ نے یہ عمل کیا اور پھر کوئی لفظ بولے بغیر سفیر کو واپس چلتا کر دیا۔ اور پھر جب برطانیہ نے اس معاملے پر اپنے غرور کا مظاہرہ کیا اور وہی ڈرامہ دکھانے کا ارادہ کیا، تو خلیفہ نے اُس زبان میں برطانیہ سے بات کی جو وہ سمجھتا تھا، خلیفہ نے برطانیہ کو دھمکی دی کہ پوری امتِ مسلمہ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس کے نتیجے میں برطانیہ اور فرانس اپنی خباثت سے باز آ گئے۔

پس ہم کبھی بھی توہینِ رسالت کے مرتکب مجرم امریکیوں سے ایسا بدلہ نہیں لے سکیں گے جو نبی ﷺ کے شایانِ شان ہو جب تک ہمارے پاس ایسا متقی خلیفہ نہ ہو جو اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کرے اور اسلام ہی کی بنیاد پر مسلم افواج کی سربراہی بھی کرے۔ صرف خلیفہ ہی ساٹھ لاکھ مسلم افواج کو حرکت میں لائے گا، امریکی اڈوں، سفارت خانوں اور قونصل خانوں کو ختم کرے گا، تمام امریکی انٹیلی جنس اداروں، سفارتی اور فوجی افسران کو ملک سے بے دخل کرے گا اور افغانستان پر قابض امریکی صلیبی فوجوں کے لیے فراہم کی جانے والی زمینی اور فضائی رسد کو کاٹ دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِن وَّرَائِهِ وَيُتَّقٰى بِه))

''بے شک خلیفہ ہی ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے'' (بخاری)۔

ہم کبھی بھی توہینِ رسالت کے مرتکب ان مجرموں سے ایسا بدلہ نہیں لے سکیں گے جو نبی ﷺ کے شایانِ شان ہو جب تک ہم اس خلافت کو قائم نہیں کرتے۔ پس یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم حزب التحریر کے ساتھ مل کر کام کریں اور اس کی اس پکار کے ساتھ کھڑے ہوں جس میں وہ افواجِ پاکستان کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ کیانی، زرداری اور سیاسی اور فوجی قیادت میں موجود دیگر غداروں کو ہٹائیں اور موجودہ نظام کی جگہ خلافت کو قائم کریں۔

اے افواجِ پاکستان کے افسران! کیا آپ کا خون اس بات پر نہیں کھولتا کہ جنرل کیانی اور دوسرے غدار آپ کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ آپ امریکہ کو بچانے کے لیے اپنا خون نچھاور کریں لیکن وہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کی توہین کا بدلہ لینے اور آپ ﷺ کی ناموس پر جان قربان کرنے کا حکم جاری نہیں کرتے؟ کیا آپ نے اللہ سے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ آپ ہماری، ہمارے دین اور ہماری سرزمین کی حفاظت کریں گے یا پھر آپ نے یہ قسم کھائی ہے کہ آپ امریکہ اور ملک میں موجود اس کے ایجنٹوں کی حفاظت کریں گے؟ آپ یہ جانتے ہیں کہ ہمیں امریکہ کی اس ذلیل حرکت پر رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی حفاظت کی خاطر مظاہروں اور ریلیوں کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے اگر آپ ہماری پکار پر لبیک کہتے ہوئے خلافت کے قیام کے ذریعے ملک سے امریکی راج کا خاتمہ کر دیں۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ امریکہ کے غرور کو خاک میں ملانے سے امت کو روکنے میں سیاسی و فوجی قیادت میں موجود چند غدار ہی حائل ہیں۔ اب یہ صرف آپ پر ہی منحصر ہے کہ آپ حزب التحریر کو نُصرۃ فراہم کریں اور ان امریکی غلاموں کو چند گھنٹوں میں ہٹا کر خلافت کو قائم کر دیں۔ صرف اسی صورت میں آپ یہ دیکھیں گے کہ میدانِ جنگ میں آپ کی قیادت مسلمانوں کا خلیفہ کرے گا، جو اسلام کو نافذ کرے گا اور اس کا تحفظ کرے گا اور شام سے لے کر انڈونیشیا تک اور ایران سے لے کر وسطی ایشیا تک مسلمانوں کو ایک ریاست تلے وحدت بخشے گا، جو دنیا کی سب سے زیادہ طاقتور اور باوسائل ریاست ہوگی اور اللہ کے کلمے کو باقی تمام کلموں پر بلند کر دے گی۔

حزب التحریر آپ سے مطالبہ کرتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر حرکت میں آئیں۔ تو آپ کب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہیں گے؟

﴿يَاۤ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ وَاعْلَمُوۤا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾

''اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کا حکم قبول کرو جب کہ وہ تمہیں ایسے کام کی طرف بلاتے ہیں جس میں تمہارے لیے زندگی ہے اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے''۔(الانفال۔24)

26 شوال 1433 ہجری — حزب التحریر

13 ستمبر 2012ء — ولایہ پاکستان

اسلام کی نیوکلئیر پالیسی اور ریاست خلافت کا نیوکلئیر ڈاکٹرائین

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ

''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت) کے زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے مقابلے کے لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے''۔ (الانفال۔60)

دوسری جنگِ عظیم سے لے کر آج اکیسویں صدی کے دوسرے عشرے تک عالمی سیاست میں ایٹمی ہتھیاروں کا رول نمایاں رہا ہے۔ خصوصاً ان ممالک کی خارجہ پالیسی میں جو کہ مانی ہوئی ایٹمی طاقتیں ہیں۔ ان میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، روس، چین، بھارت، پاکستان اور شمالی کوریا شامل ہیں۔ جب ہم ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق پالیسی اور سیاست کا مشاہدہ کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل اہم نکات ہمارے سامنے آتے ہیں۔

۱۔ نیوکلیئر انڈسٹری

۲۔ ایٹمی عدم پھیلاؤ اور اس سے متعلق بین الاقوامی معاہدات (Nuclear non proliferation)

۳۔ تخفیف اسلحہ کے معاہدات (Nuclear arms control)

۴۔ نیوکلیئر ڈاکٹرائین

۵۔ نیوکلیئر ٹیکنالوجی کا پرامن استعمال

۶۔ ایٹمی ریاستوں کے مابین معاہدات

۷۔ نیوکلیئر کمانڈ اینڈ کنٹرول سیٹ اپ

عالمی طاقتوں نے ان سات نکات پر پچھلے 62 سالوں سے انتہائی منظم انداز میں سیاست کر کے ایک دوسرے کے اوپر فوجی اور سیاسی غلبہ ڈالنے کی کوشش کی۔ اس کی ایک مثال سوویت یونین اور امریکہ کے درمیان طے پانے والے ایٹمی تخفیف اسلحہ کے معاہدات ہیں جن کی بنیاد پر امریکہ کو یورپ میں سرد جنگ کے آخری عشرے میں اپنے فوجی مقاصد بڑھانے کا راستہ ملا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ امریکہ ان ممالک میں سرفہرست ہے جو نیوکلئیر ہتھیاروں سے متعلق عالمی ڈپلومیسی میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے اور دنیا میں موجود ایٹمی پالیسی سے متعلق بحث کو اپنے سانچے میں ڈھالتے ہوئے اپنے سیاسی وفوجی مفادات کو آگے بڑھا رہا ہے۔

اس تمام ابتدائی بحث کو سامنے رکھنے کے بعد ہمارے سامنے جو سوال اُبھر کر آتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق پالیسی کیا ہے اور ریاست خلافت کس طرح سے عالمی نیوکلیئر سیاست کو اثر انداز کرے گی۔ یہ سوال اس وجہ سے بھی اہم ہے جبکہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ مسلم دنیا کا سیاسی درجہ حرارت اس نقطہ پر پہنچ چکا ہے کہ بہت جلد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے امتِ مسلمہ اپنے معاملات کی بھاگ دوڑ ریاست خلافت کو قائم کر کے اپنے ہاتھوں میں لینے والی ہے۔

جب بھی کوئی نظریاتی ریاست عالمی منظر نامہ پر اُبھرتی ہے تو دنیا کی سیاست کو اپنے نظریئے کے مطابق استوار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس نظریئے کی حفاظت اور اس کے پھیلاؤ کا بھی انتظام کرتی ہے۔ اسلام میں ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق پالیسی اسلام کی خارجہ سیاست سے منسلک ہے جس کا بنیادی مقصد اسلام کو پوری انسانیت تک لے کر جانا اور تمام باطل افکار کا خاتمہ کر کے انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی روشن ہدایت کی طرف لے کر آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو''۔ (ال عمران۔110) اور فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر لوگوں کی اکثریت بے علم ہے''۔ (السبأ۔28)

اسلام کو پوری دنیا تک لے کر جانے کا عملی طریقہ جہاد ہے۔ چونکہ ریاست خلافت کا جہاد ہر اس مادی قوت یا اتھارٹی کو ہٹانا ہے، فوجی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے، جو اسلام کے پھیلاؤ میں رکاوٹ ہے۔ اس وجہ سے جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہونا ریاست خلافت کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ

''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت) کے زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے مقابلے کے لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے''۔ (الانفال۔60)

دشمن کے دل میں رعب اور دبدبہ ڈالنے کے لیے ایٹمی ہتھیاروں کا نہایت کلیدی کردار ہے۔ اسلام نے چونکہ تمام اسالیب کو اپنانے کا حکم دیا ہے جس سے کفار پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو سکے۔ اس وجہ سے ریاست خلافت Nuclear Deterrence کو قائم کرے گی جس کی موجودگی میں اسلام دشمن ریاستوں کو اس کے خلاف کسی بھی قسم کی فوجی مہم

جوئی کی جرأت نہیں ہوگی۔

ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق جس چیز کی ممانعت ہے وہ اس کا اس طرح سے استعمال ہے جس سے لاکھوں افراد کو مار دیا جائے۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی فوجی مہمات ہیں جس میں بچے، عورتوں، بوڑھوں اور مادی اشیاء کا بے دریغ خاتمہ کرنے کے خلاف واضح ہدایات دی گئیں۔ اس کے ساتھ اسلام کو پھیلانے کے مقاصد بھی فوت ہو جاتے ہیں کہ اگر ایک خاص ریاست پر ایٹمی حملہ کر کے جن لوگوں پر اسلام نافذ کرنا ہو ان کو نقصان پہنچایا جائے۔ اگر اسلامی ریاست کے شہروں پر پیشگی ایٹمی حملہ (Preemptive Strike) کیا جائے تو پھر ویسا ہی جوابی حملہ کرنے کا اختیار اسلامی ریاست کے پاس موجود ہے۔

اب آیئے ملاحظہ کیجئے! ریاست خلافت کا ڈرافٹ نیوکلیئر ڈاکٹرائین جس کو فوراً عملی جامعہ پہنایا جائے گا جب اللہ تعالیٰ کی مدد سے پاکستان میں خلافت کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

ریاست خلافت کا نیوکلیئر ڈاکٹرائین

۱۔ ریاست خلافت ایٹمی عدم پھیلاؤ پر مکمل یقین رکھتی ہے (Nuclear non proliferation)

۲۔ ریاست خلافت ایٹمی عدم پھیلاؤ کو یقینی بنانے کے لیے اسلام کے برآمدی (Export Control) قوانین کا سہارا لے گی نہ کہ تعصب اور استعماری کفار کے غلبے تلے عالمی ایٹمی پھیلاؤ کے معاہدات کا۔

۳۔ خلافت ایک ذمہ دار ایٹمی ریاست ہے اور عالمی نیوکلیئر ڈپلومیسی میں اہم اور مؤثر کردار ادا کرے گی۔

۴۔ جب تک دنیا میں ایٹمی ہتھیار موجود ہیں، ریاست دشمن پر رعب ڈالنے اور اس کے خلاف فوجی مہمات کو ناکام بنانے کے لیے اپنے پاس ایٹمی ہتھیار رکھنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

۵۔ ریاست خلافت اس وقت ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے کا حق رکھتی ہے جبکہ

الف۔ ریاست کی فوج کا بڑا حصہ تباہ ہو جاتا ہے (Military threshold)

ب۔ ریاست کے بڑے زمینی حصے اور آبی گزرگاہوں پر دشمن کا قبضہ ہو جائے (Space threshold)

ج۔ ریاست کے شہروں پر پیشگی ایٹمی حملہ کیا جائے۔

۶۔ ریاست خلافت غیر ایٹمی ممالک کو ایٹمی حملے سے نہیں دھمکائی گی۔ سوائے ان ممالک کے جو کسی حربی ایٹمی ریاست کے ساتھ کسی معاہدے کے تحت نیوکلیئر ہتھیار ریاست خلافت کے خلاف اپنی سرزمین پر رکھے ہوئے ہیں۔

۷۔ ریاست خلافت Credible deterrence کی نیوکلیئر پالیسی پر یقین رکھتی ہے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ ایٹمی ہتھیاروں کی پہنچ عالمی رینج کی ہو۔

۸۔ انتہائی مربوط اور جدید ترین خلائی نظام Nuclear deterrence کا کلیدی ستون ہے اور ریاست موجودہ خلائی انفراسٹرکچر کو ایسے انداز میں منظم کرے گی جس سے یہ عالمی سطح پر اثر انداز ہو سکے۔

۹۔ ریاست خلافت نیوکلیئر سیفٹی اور سیکیورٹی کو robust اور effective بنانے کے لیے موجودہ کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم کو مزید مضبوط کرے گی۔

۱۰۔ ریاست خلافت میں نیوکلیئر فوج (Strategic forces) کی ہیئت triad کی شکل میں ہوگی۔ (یعنی کہ بری، بحری اور فضائی افواج ایٹمی حملہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے)۔

ریاست خلافت کے نیوکلیئر ڈاکٹرائین کے نکات ایک اور دو کی شرعی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو مسلمانوں پر کوئی اختیار یا غلبہ عطا نہیں کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا

''اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا''۔ (النسأ۔141)

لہٰذا ریاست خلافت کو ایٹمی ہتھیار اور ٹیکنالوجی کافر ریاستوں کو ٹرانسفر نہیں کرے گی۔ اسی طرح ریاست خلافت نیوکلیئر نان پرولیفریشن ٹریٹی (NPT) کی بنیاد پر قائم عالمی ایٹمی عدم پھیلاؤ سسٹم کا حصہ نہیں بنے گی جس میں پانچ عالمی طاقتوں کو فوجی اور ٹیکنالوجیکل برتری حاصل ہے اور نیوکلیئر ٹیکنالوجی پر اجارہ داری (monoply) دی گئی ہے جبکہ باقی 182 ریاستوں کو پرامن ایٹمی ٹیکنالوجی میں حصے کا جھانسہ دے کر اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ مستقبل میں کوئی ایٹمی طاقت نہ اُبھر سکے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اہم ہے کہ ریاست خلافت کسی بھی ایسے ایٹمی معاہدے کا حصہ نہیں بنے گی جس سے اس کی فوجی طاقت پر فرق آسکے۔ مثلاً سی ٹی بی ٹی (CTBT)، مستقبل میں ہونے والے ایف ایم سی ٹی (FMCT) کا معاہدہ، Nuclear weapons free zones(NWFZ) وغیرہ۔

اسلام ایٹمی ٹیکنالوجی کے پرامن استعمال کو جائز قرار دیتا ہے مثلاً بجلی پیدا کرنا، زرعی شعبہ، میڈیکل شعبہ وغیرہ۔ اس وقت عالمی طاقتوں نے اس بات کو یقینی بنایا ہوا ہے کہ نیوکلیئر ٹیکنالوجی اور اس کے پرامن مقاصد کو دوسرے ممالک کی پہنچ سے دور رکھا جائے۔ ریاست خلافت سب سے پہلے خود ہر قسم کی نیوکلیئر ٹیکنالوجی پر دسترس حاصل کرے گی تاکہ داخلی صنعت کو دنیا کی مضبوط ترین صنعت بنایا جا سکے۔ اس کے بعد اس طرح سے پرامن نیوکلیئر مارکیٹ میں داخل ہوا جائے گا کہ اس سے اسلام دشمن قوتیں مضبوط نہ ہونے پائیں۔ اس سلسلے میں عالمی سطح پر امریکہ اور دوسری استعماری ریاستوں کے ایٹمی معاملات پر دوغلہ پن اور منافقت کو بھی اُجاگر کیا جائے گا۔

بلیسٹک میزائل ڈیفنس (BMD) بھی نیوکلیئر سٹریٹیجی کی بحث کا اہم موضوع ہے۔ مختصراً اس سسٹم کی حقیقت یہ ہے کہ ایٹمی حملے سے مکمل بچاؤ کے

بقیہ: صفحہ نمبر 33

آتشزدگی اور احتساب

پاکستان میں پیش آنے والے حالیہ دہشت گردی کے واقعات پاکستانی قوم کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ ان واقعات پر ہر درد رکھنے والی آنکھ اشکبار ہے۔ اس سانحہ میں سینکڑوں افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ رسول اللہؐ نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کعبہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا"... قسم اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، مسلمان کے خون کی حرمت اللہ کی نظر میں تجھ سے زیادہ ہے"۔

جہاں آتشزدگی کے اس واقع پر ہر آنکھ پرنم ہے وہیں لواحقین اور عوام ایک بار پھر یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس واقع کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ایک طرف محاسبہ اور سزا کے مطالبات ہیں تو دوسری طرف یہ خدشات بھی زباں زد عام ہیں کہ اس سانحہ کا انجام بھی دوسرے سانحات جیسا ہی ہوگا، جہاں اعلانات تو بہت ہوئے لیکن کبھی ذمہ داروں کا تعین نہ ہو سکا۔ پچھلے سال آنے والا سیلاب اسی حکومتی بے حسی کی زندہ مثال ہے۔

ذمہ داروں کا تعین نہ ہونا، ان بنیادی وجوہات میں سے ہے جس کی وجہ سے اس جیسے واقعات وقوع پزیر ہوتے رہتے ہیں۔ سیاست دانوں، اداروں اور حکمرانوں نے ابھی سے Blame Game کا آغاز کر دیا ہے۔ کہیں فیکٹری مالکان کو ذمہ دار ٹھرایا جا رہا ہے تو کہیں آگ بجھانے کی سست کوششوں کو، کہیں سائٹ ایسوسی ایشن کا نام لیا جا رہا ہے تو کہیں رجسٹریشن اتھارٹی کا، کہیں صوبائی حکومت پر الزام لگایا جا رہا ہے، تو صوبائی حکومت اور اتحادی اس کی ذمہ داری بلدیاتی حکومت پر ڈالتے نظر آتے ہے۔ کہیں فائر فائٹنگ کے آلات کا ذکر آتا ہے تو کہیں مرکز کی طرف سے فنڈز کی کمی کا رونا رویا جا رہا ہے۔ الغرض تمام سیاست دان اور حکمران دلی افسوس اور بیان بازی پر اکتفا کیے ہوئے ہیں۔

اس طرح کے مسائل ہمیں صرف ترقی پذیر ممالک میں ہی نظر نہیں آتے بلکہ ترقی کی دوڑ میں سرِ فہرست ممالک کو بھی اسی قسم کے مسائل کا سامنا ہے۔ چین میں کانوں (Mines) میں پیش آنے والے حادثات ہو یا حالیہ سیلاب یا لینڈ مافیا کے قبضوں کا مسئلہ، مرکزی حکومت صرف یہ کہہ کر کہ وہ اختیارات لوکل گورنمنٹ کو منتقل کر چکی ہے، خود بری الذمہ ہو جاتی ہے۔ ہندوستان میں ہونے والے فسادات ہوں یا ٹرین کو جلائے جانے کا معاملہ، امریکہ میں آنے والے قطرینہ طوفان پر سست ایکشن کی تحقیقات ہوں یا پورے یورپ اور امریکہ میں قرضوں کا بحران کہ جس نے کئی ممالک کا دیوالیہ نکال دیا ہے اور ابھی مزید لائن میں ہیں، جس کے نتیجے میں Austerity کے نام پر لاکھوں لوگوں کو ان کے بنیادی سہولیات سے محروم کیا جا رہا ہے، جس میں ایک طرف مغربی حکومتیں بینکوں کو مورِدالزام ٹھراتی ہیں اور دوسری طرف انہیں سرمایہ داروں کا Bail out کے نام پر بچایا جاتا ہے۔ ان سب میں مشترک بات اصل ذمہ داروں کا تعین نہ ہونا ہے۔ زیادہ سے زیادہ حکومتیں کسی ایک وزیر سے استعفیٰ لے کر اسے لوگوں کے غم کا مداوا سمجھتی ہیں اور خود پر مہذب ہونے کا تمغہ سجا لیا جاتا ہے۔

آخر وہ بنیادی وجہ کیا ہے جس کی وجہ سے ان سانحات اور بحرانوں کے حقیقی ذمہ داروں کا تعین نہیں ہو سکتا؟ اگر ہم فکر کو بلند کرتے ہوئے سوچ کا دائرہ وسیع کریں تو ہر ذی شعور شخص اس بات کا ادراک کر سکتا ہے کہ مسئلہ دراصل سرمایہ دارانہ نظام اور اس میں پایا جانے والا ناممکن حد تک مشکل احتساب کا عمل ہے۔ اداروں کی آزادی اور اقتدار کی نچلی سطح تک منتقلی کے نام پر عوام کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اب ان کے مسئلے ان کی چوکھٹ پر حل ہونگے۔ جبکہ حقیقت میں اداروں کی یہ آزادی مقنّنہ، عدلیہ، اور انتظامیہ کے درمیان ایک نئی محاز آرائی کو جنم دیتی ہے اور ادارے عوام کے مسائل پر توجہ دینے کی بجائے اپنے سربراہوں اور ایلیٹ کو بچانے میں، اور ایک دوسرے پر سبقت لیجانے میں مگن ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح اداروں کی نچلی سطح پر منتقلی کے نام پر حکمران خود عوام کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ پھر چاہے مہنگائی کا مسئلہ ہو یا بجلی کی لوڈشیڈنگ کا یا بڑھتے ہوئے جرائم کا، بے روزگاری کا یا امن و امان کا، کبھی پولیس مورِدالزام ٹھہرتی ہے تو کبھی عدلیہ پر ملزموں سے نرمی برتنے کا الزام آتا ہے۔ صوبائی حکومت مرکزی حکومت پر الزام لگاتی ہے تو کبھی لوکل گورنمنٹ صوبائی حکومت پر، پولیس صوبائی حکومت کے ماتحت ہے تو انٹیلیجنس مرکزی حکومت کے تحت۔ الغرض عوام اس پریشانی میں مبتلاء رہتے ہیں کہ ان کے مسائل کا اصل ذمہ دار کون ہے۔ اسی طرح حکومتیں مدتیں پوری کر کے چلی جاتی ہیں اور اب نئی حکومت پرانی حکومت کا رونا شروع کر دیتی ہے۔

اسلام، سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس حکمرانی کو Centralized کرتا ہے۔ ریاست میں پیش آنے والی کسی بھی سانحے یا بحران کی ذمہ داری براہ راست خلیفہ پر آتی ہے، وہ یہ کہہ کر بری الذمہ نہیں ہوسکتا کہ یہ میری ذمہ داری میں نہیں آتا، یا یہ فلاں کی ذمہ داری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت کا کوئی بھی فرد چاہے مرد ہو یا عورت خلیفہ کا بلا جھجک احتساب کر سکتا ہے۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال عمرؓ کے دور میں مدینہ میں آنے والا قحط ہے۔

بقیہ: صفحہ نمبر 19

افتخار احمد

خالق کے وجود کا انکار اور عقلی طرزِ استدلال

دہر زمانے کو کہتے ہیں، اور دہریت یہ ہے کہ ایک شخص یہ اعتقاد رکھے کہ زمانہ ہی تخلیق کرتا ہے اور زمانہ ہی مارتا ہے، یعنی اس کائنات کے خالق کا کوئی وجود نہیں، بلکہ یہ کائنات خود سے ہے۔ اس کائنات میں جاندار چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر مر کر ختم ہو جاتی ہیں اور یہ چکر مسلسل خود بخود چل رہا ہے۔ انگریزی میں ایسے یا اس سے ملتے جلتے افکار کو atheism کہتے ہیں۔ 2005 کے ایک سروے کے مطابق دنیا کی کل آبادی کا 2.3 فیصد خالق کے ہونے کو یقینی تصور نہیں کرتا۔ پوری دنیا میں دہریوں کی شرح کے لحاظ سے سویڈن سر فہرست ہے، جہاں یہ شرح تقریباً 85 فیصد ہے، جبکہ فرانس یہ شرح 32 فیصد، جرمنی میں 20 فیصد، برطانیہ میں 17 فیصد ہے۔ حال ہی میں امریکہ میں کیے جانے والے سروے کے مطابق امریکہ میں یہ شرح 20 فیصد ہے۔

پاکستان میں دہریت کے خیالات روسی کیمونسٹ آئیڈیالوجی سے متاثر لوگوں کے ذریعے پھیلنا شروع ہوئے۔ پاکستان میں سوشلسٹ تحریکوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک خاطر خواہ تعداد دہریت کی سوچ کی حامل تھی۔ یہ لوگ مذہب کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے تھے اور اپنی فکری نشستوں میں مذہب سے نفرت اور بیزاری کا کھلم کھلا اظہار کرتے تھے۔ تاہم دہریت کی یہ سوچ اسلامی دنیا سمیت پاکستان میں سوشلسٹ آئیڈیالوجی کے پھیلنے میں بہت بڑی رکاوٹ تھی کیونکہ پاکستان کا معاشرہ ایک مذہبی معاشرہ تھا اور دہریت کی سوچ ان کے لیے کسی طور قابل قبول نہ تھی۔ روس میں کیمونزم کے زوال کے بعد پاکستان میں موجود سوشلسٹ تحریکوں کے غبارے سے بھی ہوا نکل گئی۔

آج پاکستان میں معاشرے کے کچھ طبقوں میں پھیلنے والی دہریت کی سوچ سوشلزم کی وجہ سے نہیں بلکہ مغربی کفریہ نظام کے نفاذ کے زہریلے نتائج میں سے ایک ہے، سرمایہ دارانہ نظام سے نکلنے والی آزادیوں کو بھرپور انداز سے اپنانے اور اپنی لذتوں کو پورا کرنے کی خاطر جینے اور جانوروں جیسی زندگی گزارنے کے لیے دہریت کی سوچ جواز فراہم کرتی ہے۔ یہ وہی حقیقت ہے جسے اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ جاثیہ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (22) أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ ... (23) وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (24)﴾

اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا ہے اور تاکہ ہر شخص اپنے اعمال کا بدلا پائے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے کے (گمراہ ہو رہا ہے)...۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ (یہیں) مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد ایسے شخص کا ذکر کیا جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور پھر ان لوگوں کی فکر کو بیان کیا جو دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرتے ہیں۔ دہریت کے اعتقاد کا لازمی نتیجہ قیامت کے دن کا انکار ہے اور جو قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا اس کے لیے اپنی خواہشات کو معبود بنانے سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔

اگرچہ پاکستان میں خالق کا انکار کرنے والے لوگوں کی مجموعی تعداد قلیل ہے لیکن elite طبقے میں ایسے لوگ بکثرت مل جاتے ہیں جو اگرچہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمان کہلانے پر فخر کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ سوچ بھی رکھتے ہیں کہ اللہ کے وجود کو قطعی طور ثابت کرنا ممکن نہیں۔ اس سوچ کی انتہاء وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لانا نتائج کے لحاظ سے اللہ پر ایمان نہ لانے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر آپ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق نہیں، تو آپ کا یہ اعتقاد نتائج کے لحاظ سے مرنے کے بعد آپ کے لیے مسئلے کا باعث نہیں بنے گا۔ لیکن اگر آپ اللہ پر یقین نہیں رکھتے اور مرنے کے بعد حقیقت یہ کھلی کہ اس کائنات کا خالق ہے تو پھر آپ مشکل میں پھنس جائیں گے، لہٰذا بہتر ہے کہ کائنات کے خالق کے موجود ہونے کا اعتقاد اختیار کیا جائے۔ یہ خوبخو وہی سوچ ہے جو مغربی مفکر William James نے پیش کی۔ اگرچہ اکثر مغربی مفکرین بھی اس طرزِ فکر کو درست نہیں سمجھتے کیونکہ یہ سرے سے کوئی فکر نہیں بلکہ یہ تو محض نفع و نقصان کی بنیاد پر افکار میں ایک سمجھوتہ ہے۔

اسلام مسلمانوں کے فکری زوال کے اس دور میں محض عبادات اور رسوم و رواج تک محدود ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کے اذہان میں یہ تصور کسی قدر دھندلا چکا ہے کہ اسلام ایک مضبوط فکر بنیادوں پر استوار ایک آئیڈیالوجی ہے جس کا عقیدہ عقلی ہے اور یہ عقلی دلائل شک وشبے سے بالا ہیں۔ چنانچہ یہ فکری کمزوری وہ زرخیز زمین ہے جس میں atheism کے دعویدار اپنے افکار کی آبیاری کی کوشش میں ہیں اور لوگوں کے خالق کے موجود ہونے کے ثبوت کے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم اسلام کا انسانوں کی فطرت کے مطابق ہونا، اسلام کے احکامات کا حیرت انگیز حد تک اعلیٰ ہونا اور اسلام کا

بطور عقیدہ باقی تمام عقائد سے برتر، واضح، جامع اور جھول سے خالی ہونا atheist کی دعوت کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور ہم دیکھتے ہیں تمام تر فکری کمزوری کے باوجود مسلمان اسلام کے عقیدے سے مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں اور اسے ہی درست سمجھتے ہیں۔

جو چیز ہمارے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کے سامنے اسلامی عقیدہ کی فکری بنیادوں کو واضح اور شفاف کریں تا کہ وہ کسی بھی قسم کی تشکیک سے محفوظ رہیں۔ دہریت کا تصور اسلام کے لیے نیا نہیں ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے جزیرہ نما عرب میں اسلام کی دعوت کا آغاز کیا تو اس وقت بھی ایسے لوگ موجود تھے جو اس کائنات کے لیے ایک خالق کے وجود کا انکار کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت کے شاعر کا شعر ہے:

حياة ثم موت ثم نشر

حديث خرافات يا ام عمرو

زندگی، پھر موت اور پھر دوبارا اٹھایا جانا

اے امِ عمرو، یہ تو محض خرافات ہے

مسلمانوں نے ہر دور میں ایسے لوگوں کو چیلنج کیا اور ان کے تصور کے بودے پن کو بے نقاب کیا۔ ماضی کے مسلمان علماء کی کتابوں میں جا بجا ملحدین کے ساتھ مسلمان علماء اور متکلمین کے بحث و مباحثے کا تذکرہ ملتا ہے۔ بعض مفسرین نے اپنی تفاسیر میں ان مباحث کو بیان کیا ہے کہ جو اس دور میں اور خاص طور پر عباسی خلفاء کے دور میں ہوئے، جن میں خلیفہ مامون الرشید کا نام بہت نمایاں ہے۔ ان مباحثوں میں خلیفہ بھی شرکت کیا کرتا تھا اور اس کے لیے ہفتے میں با قاعدہ ایک دن مقرر کیا گیا تھا۔

تاہم ان مباحث میں یہ چیز نہایت واضح ہے کہ اس وقت مسلمان یونانی فلسفہ اور منطق سے متاثر ہو چکے تھے۔ اور اللہ کے وجود پر ان کے دلائل میں منطق کا استعمال نمایاں تھا۔ مثال کے طور پر ابن مسکویہ خالق کے ثبوت کی دلیل میں لکھتے ہیں: "ہر جسم کے لیے حرکت ضروری ہے، کوئی طبعی جسم ایسا نہیں کہ جو متحرک نہ ہو اور ہر متحرک کے لیے ایک محرک کا ہونا ضروری اور لازمی ہے کہ جس پر تمام حرکات کا سلسلہ ختم ہوتا ہو، وہی محرکِ اول ان تمام اجسام و اعیان کا خالق اور بنانے والا ہو گا۔ اور چونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ محرک متحرک کے سوا کوئی اور ہونا چاہیے اس لیے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ محرک اول متحرک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محرک اول کے لیے ضروری ہے کہ وہ حرکت سے پاک اور منزہ ہو ورنہ اگر محرکِ اول متحرک ہو گا تو پھر اس کے لیے بھی محرک ماننا پڑے گا۔ اور جب ایک اور محرک نکل آیا تو جس کو محرک اول فرض کیا تھا وہ محرک اول نہ رہا اور اس کی اولیت جاتی رہی۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ محرک اول جسم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ہر جسم کے لیے متحرک ہونا لازمی اور ضروری ہے"۔

مندرجہ بالا دلیل میں منطقی طریقہ استدلال بہت نمایاں ہے اور درحقیقت یہ اسی حادث اور قدیم کی بحث سے ماخوذ ہے جو ارسطو نے بیان کی تھی۔ منطقی طریقہ استدلال میں کیا خامیاں ہیں اور اسے عقیدہ اور احکامات کے لیے کیوں استعمال نہیں کیا جا سکتا، یہ ایک علیحدہ بحث ہے جو کسی اور موقع پر کی جائے گی۔ یہاں میں صرف اس بات کو بیان کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں کہ اس دور کے مفکرین اور علماء کی طرف سے منطق کے استعمال نے مسلمانوں کے طرزِ فکر کو متاثر کیا اور اس کے نتیجے میں اسلامی عقائد کی فروعات میں جو کجی اور پراگندگی پیدا ہوئی اس کے اثرات آج تک موجود ہیں۔

سولہویں صدی میں یورپ میں پیدا ہونے والی فکری بیداری اور سائنسی ترقی نے خالق کے ہونے یا نہ ہونے کی بحث کو ایک اور جہت دی۔ مغرب نے اس فکری انقلاب، سائنسی ترقی اور پے در پے ایجادات کو انسانی عقل کے superior ہونے اور نتیجتاً انسان کے قانون ساز ہونے کے جواز کے طور پر استعمال کیا۔ آج سائنسی نقطہ نظر کو کسی بھی phenomenon کے پرکھنے کے لیے پیمانہ بنا دیا گیا ہے۔ پس ہر وہ چیز جو سائنس سے ثابت ہے وہ عقلی ہے اور درست ہے اور اگر مذہب کی کوئی چیز سائنس کے اصولوں کے ذریعے ثابت نہیں تو وہ عقل کے معیار سے گری ہوئی اور فرسودہ ہے۔ اور چونکہ سائنس کے نزدیک تجربے یا experimentation کے ذریعے ہی ایک چیز کے وجود یا عدم وجود کو قطعی طور پر ثابت کیا جا سکتا ہے لہٰذا خالق کے وجود کے متعلق سائنس قطعی نتیجے پر پہنچنے سے قاصر ہے، کیونکہ سائنس صرف انہی چیزوں کو تجرباتی عمل سے گزار سکتی ہے جو کہ مادہ ہیں اور خالق مادہ نہیں ہے۔ سائنس کے لیے کوئی ایسا detector بنانا ممکن نہیں جو ایسی چیز کو detect کر سکے کہ جس کی صفات مادے کی صفات سے مختلف ہوں لہٰذا سائنسی آلات کے ذریعے خالق کی موجودگی کو detect کرنا ممکن نہیں۔ اسی طرح سائنس کائنات کی تخلیق کے بارے میں بھی قطعیت کے ساتھ کچھ کہنے سے قاصر ہے، بگ بینگ اور اسے طرح کی دوسری تھیوریاں محض مفروضے ہی ہیں، کیونکہ سائنسی تجربے سے انہیں prove یا disprove کرنا محال ہے۔

سائنس کی خاص انداز سے تعلیم کا دہریت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ مغرب میں کیے جانے والے متعدد سروے اس بات کو ظاہر کر چکے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے early schooling کے بعد ہی تعلیم کو خیر باد کہہ دیا، ان میں دہریت کی شرح ان لوگوں کے مقابلے میں کہیں کم تھی جنہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، خاص طور پر جنہوں نے اعلیٰ سائنسی تعلیم کو شعبے کے طور پر اختیار کیا۔

اگرچہ کچھ سائنس دان کائنات کی تخلیق اور اس کے لیے کسی خالق کی موجودگی اور اسی نوعیت کے دیگر موضوعات کو سائنس کا درجہ دینے اور ان پر سائنسدانوں کے بحث کرنے پر کڑی تنقید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ metaphysical topics پر بحث کرنا سائنس کے دائرہ کار سے تجاوز کرنا ہے۔ مگر بہت سے لوگ کائنات کی تخلیق کے متعلق سائنسی دلائل کے استعمال کو درست تصور کرتے ہیں۔

atheist کا کہنا یہ بھی ہے کہ اگر خالق کا کوئی وجود ہے تو اسے نظر آنا چاہیے یا سائنسی تجربات کے ذریعے اس کا ثبوت ملنا چاہیے۔ پس وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ مادہ مخلوق ہے تو اسے پیدا کر کے دکھاؤ۔ اگر مادہ فنا ہو سکتا ہے اور یہ ہمیشہ نہیں رہے گا تو کوئی ایک مثال دکھاؤ کہ کبھی ایک پتھر خود سے فنا ہو گیا ہو۔ ہر چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر ہی یقین کرنے سے کچھ ملتا جلتا مطالبہ ہمیں قریشِ مکہ کے منہ سے بھی سننے کو ملتا ہے۔ قرآن نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ o قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

''ان کی یہی حجت ہوتی ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر) لاؤ۔ کہہ دو کہ اللہ ہی تم کو جان بخشتا ہے پھر (وہی) تم کو موت دیتا ہے پھر تم کو قیامت کے دن جس (کے آنے) میں کچھ شک نہیں تم کو جمع کرے گا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

سائنس کی اس ہوشربا ترقی سے بہت سے مسلمان مبلغین اور مفکرین بھی متاثر ہوئے، جس کی وجہ سے انہوں نے خالق کے ثبوت کے لیے سائنس کا ہی سہارا لینا شروع کیا۔ بالکل اسی طرح جیسے ماضی میں ارسطو کے مادے کے حادث اور قدیم ہونے کی دلیل اور ہر متحرک چیز کے مخلوق ہونے کی دلیل کو اختیار کیا تھا۔ جبکہ کچھ لوگوں بشمول عیسائیوں نے خالق کے ثبوت کے لیے Teleological argument, Design argument, Cosmological argument, Ontological argument اختیار کیے۔

قرآن کا طرزِ استدلال اس سے مختلف ہے اور یہ طرزِ استدلال اگرچہ عقلی ہے مگر یہ نوعیت کے اعتبار سے 'سائنسی طریقہ کار' نہیں اور اسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے خواہ وہ سائنس کا علم رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

حزب نے خالق کے وجود کے ثبوت کے لیے قرآن کے عقلی طرزِ استدلال کو ہی اپنایا ہے۔ حزب اپنی کتاب نظام الاسلام میں بیان کرتی ہے: جہاں تک اشیاء کے لیے ایک ایسے خالق کے وجود کی ضرورت کا تعلق ہے تو یہ اس لیے ہے کہ وہ تمام اشیاء جن کا عقل ادراک کرتی ہے مثلاً انسان، حیات اور کائنات سب کی سب محدود یعنی پابند، عاجز و ناقص اور محتاج ہیں۔ پس انسان محدود ہے کیونکہ وہ ہر چیز میں ایک حد تک جا سکتا ہے، اس سے تجاوز نہیں کر سکتا، لہٰذا وہ محدود ہے۔ زندگی بھی محدود ہے، کیونکہ اس کا مظہر ہی انفرادی ہے اور حواس کے ذریعے اس بات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ یہ ایک فرد کے اندر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ بھی محدود ہے۔ کائنات بھی محدود ہے کیونکہ یہ ایسے اجسام کا مجموعہ ہے، جن میں ہر جسم محدود ہے اور محدود اشیاء کا مجموعہ بھی لازمی طور پر محدود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان، کائنات اور حیات سب کے سب قطعی طور پر محدود ہیں۔ جب ہم ایک محدود چیز پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ازلی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ چیز ازلی ہوتی تو محدود نہ ہوتی۔ لہٰذا محدود چیز لازمی طور پر کسی اور کی مخلوق ہوگی اور وہ ذات ہی انسان، حیات اور کائنات کی خالق ہے۔ پھر یہ خالق یا تو کسی اور کی مخلوق ہوگا یا خود اپنا ہی خالق ہوگا یا پھر وہ ازلی ہوگا، جس کے وجود کا ہونا ایک لازمی امر ہو۔ اس کا کسی اور کی مخلوق ہونا تو باطل ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ محدود ٹھہرے گا۔ نیز اپنے آپ کا خالق ہونا بھی باطل ہے کیونکہ اس صورت میں وہ ایک ہی وقت میں اپنا خالق اور اپنے آپ کی مخلوق ہوگا، اور یہ بھی باطل ہے۔ لہٰذا یہ خالق ازلی اور واجب الوجود ہی ہو سکتا ہے اور یہ خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

اس پیراگراف کے مطابق ہم مندرجہ ذیل دو نکتوں کی بنیاد پر یہ قطعی طور پر جان سکتے ہیں کہ ایک کائنات کے خالق کا وجود ہے۔ ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ وہ چیزیں جن کا حواس مشاہدہ کرتے ہیں اور عقل ان کا ادراک کرتی ہے، وجود رکھتی ہیں۔ اور ہم یہ قطعی طور پر جانتے ہیں کہ یہ چیزیں اپنی صلاحیتوں میں محدود ہیں۔ اشیاء کا صلاحیتوں میں محدود ہونا کائنات کی ہر چیز سے ظاہر ہے۔ مثلاً مادّہ یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے آپ کسی اور چیز میں تبدیل ہو جائے، سوائے اِس کے کہ اُسے مخصوص حالات سے بھی گزارا جائے جس عمل میں کہ کچھ دوسری چیزوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر پانی کو بھاپ میں بدلنا ہو تو اُس کیلئے خاص حرارت کی ضرورت پڑے گی اور اگر انڈے سے چوزا پیدا کرنا ہو تو اس کیلئے بھی انڈے کو ایک خاص درجۂ حرارت میں ایک معین مدت تک رکھنا پڑے گا۔ یہی معاملہ انسان کا بھی ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں میں محدود ہے، انسان مجرد اپنے جسم کے ساتھ ہوا میں نہیں اُڑ سکتا اور نہ ہی وہ پانی پیئے بغیر اپنے آپ کو زندہ حالت میں برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اور یہ بھی ایک قطعی حقیقت ہے کہ محدود اشیاء کی خواہ کتنی ہی تعداد جمع کر لی جائے وہ محدود ہی رہتی ہیں۔ مثلاً ہم خواہ کتنے ہی انسانوں کو جمع کر لیں وہ سب مل کر بھی اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا نہیں کر سکتے کہ وہ کسی اور چیز کی مدد کے بغیر ہوا میں اڑ سکیں یا پانی پیئے بغیر زندہ رہ سکیں یا اگر پانی ہی کی مثال لی جائے تو پانی کی خواہ کتنی ہی مقدار جمع کر لی جائے وہ اپنے آپ کو حرارت کی موجودگی کے بغیر خود سے بھاپ میں تبدیل کرنے کی صلاحیت سے عاجز ہی رہے گا۔ سو محدود اشیاء کا مجموعہ بھی محدود ہی ہے۔

پس صلاحیتوں میں محدود ہونے کی وجہ سے کائنات کی ہر شے محتاج dependent ہے۔ کوئی بھی چیز جو dependent ہے وہ اپنے علاوہ کسی اور چیز کی محتاج ہے، جس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے بل بوتے پر وجود میں نہیں آ سکتی اور نہ ہی برقرار رہ سکتی ہے۔ اگر کوئی چیز خود سے وجود رکھنے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو تو وہ ازلی نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کے وجود میں رہنے کے لئے کسی اور چیز کا بھی وجود میں ہونا ضروری ہے۔ پس ہر محدود چیز کسی

خالق کی مخلوق ہے جس نے انہیں تخلیق کیا ہے اور کوئی بھی محدود چیز ازلی نہیں ہے۔ اور خالق مخلوق نہیں ہوسکتا، اُسے ازلی ہونا چاہیئے۔ اگر خالق کو کسی نے پیدا کیا ہے تو پھر وہ خود مخلوق ہوا اور محدود اور محتاج ٹھہرا۔ کیونکہ دو ہی شکلیں ممکن ہیں، خالق یا مخلوق، اور یہ دونوں اپنے لحاظ سے الگ الگ وجود ہیں۔ کیونکہ خالق کی خصوصیات میں سے ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ تخلیق نہیں کیا گیا، اس لئے خالق وہ ہے جسے کسی نے تخلیق نہ کیا ہو۔ یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ خالق کسی چیز کا تو خالق ہے اور کسی چیز کی مخلوق، کیونکہ یہاں زیرِ بحث مسئلہ کسی مخصوص چیز جیسے آدمی اور مشین کی تخلیق نہیں ہے بلکہ یہ تمام تر مخلوقات کے خالق کے بارے میں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسان، کائنات اور حیات سب کی سب مخلوق ہیں اور ان کا ایک خالق ہے جو ازلی ہے اور کسی چیز پر محتاج نہیں ہے۔

جہاں تک اس دلیل کا تعلق ہے اشیاء کسی اور مادی چیز ہی کی محتاج ہیں مثلاً پانی کی ایک مخصوص مقدار کو ابلنے کے لئے حرارت کی ضرورت ہے اور حرارت بھی مادہ ہے، پس مادے کی یہ محتاجی مادے پر ہی ہے۔ ایسا کہنا درست نہیں کیونکہ یہ محتاجی کچھ خاص قوانین کے تحت ہے۔ مثلاً پانی کی مخصوص مقدار کو بھاپ میں بدلنے کے لیے مخصوص مقدار میں حرارت کی ضرورت ہے۔ اور یہ تناسب فکس ہے۔ نہ ہی پانی اور نہ ہی حرارت اس تناسب کو بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اگر ان تناسبات کو مقرر کرنا پانی یا حرارت کا اپنا کام ہوتا تو ان کے پاس ان تناسبات کو بدلنے کی قدرت ہوتی اور ان کے پاس ایسی کوئی قدرت نہیں ہے۔

ہم اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں پوری کائنات خاص قوانین کی پابند ہے جسے وہ تبدیل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ کائنات کے سیارے ایک مخصوص نظام کے تحت چل رہے ہیں جسے وہ خود سے تبدیل نہیں کر سکتے۔ ایک سیارہ جس مدار (Orbit) پر بڑھتا ہے وہ متعین ہے سیارہ اس سے باہر نہیں جا سکتے۔ مدار ایک راستے کی طرح ہے اور سیاروں کی حیثیت اُس راستے پر چلنے والے کی طرح ہے۔ یہ نظام ان سیاروں کو محض چلاتا ہی نہیں، بلکہ انہیں مدار کی حدود میں بھی رکھتا ہے اور اس سے باہر نہیں جانے دیتا۔ یہ نظام ان سیاروں کا بنایا ہوا نہیں اگر یہ سیاروں کی طرف سے خود اختیار کردہ ہوتا تو وہ اس نظام کو تبدیل کرنے کا اختیار بھی رکھتے۔

اس کی ایک اور مثال ہماری اپنی ذات ہے۔ آپ یہ فیصلہ خود کر سکتے ہیں کہ آپ کو کیا کہنا چاہیے اور کیا نہیں کہنا چاہیے، کیونکہ بولنا آپ کے اختیار میں ہے۔ مگر آپ یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ پیدائش پر آپ کے بالوں کا قدرتی رنگ کیا ہونا چاہیے۔ آپ کے بالوں کا رنگ آپ کے اختیار سے باہر اور آپ پر عائد کیا گیا ہے۔ اگر آپ کہیں کہ آپ کے بالوں کا رنگ خاص مواد کی وجہ سے ہے، تب بھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ یا آپ کے بال یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آپ کے بالوں کا قدرتی رنگ کیا ہونا چاہیے۔ اسی طرح آنکھ میں بینائی کی صفت موجود ہے مگر آنکھوں کی بینائی ایک مخصوص دائرے میں ہی کام کر سکتی ہے مثلاً آنکھ کی بینائی ایک کلومیٹر دور کی شے کو نہیں دیکھ سکتی یا دیوار کے پار نہیں دیکھ سکتی۔ اور اس مخصوص دائرے کو آنکھ نے خود مقرر نہیں کیا۔ بلکہ یہ دائرہ آنکھ پر impose کیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے اوپر اپنے اختیارات میں محدود ہیں۔

لہٰذا اگر انسان، حیات اور کائنات کو ایک ہی چیز سمجھا جائے تب بھی یہ اپنے سے علیحدہ ایک چیز پر منحصر ہیں کیونکہ کائنات کی تمام اشیاء ایک خاص نظام اور تناسبات کے تحت چل رہی ہیں، جو اس کائنات کے اندر سے نہیں نکلا اور کائنات کی تمام اشیاء مل کر بھی اس نظام کو تبدیل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ o وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ o لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾

''اور سورج اپنے مقرر رستے پر چلتا رہتا ہے یہ (اللہ) غالب اور دانا کا (مقرر کیا ہوا) اندازہ ہے۔ اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ (گھٹتے گھٹتے) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ تو سورج ہی سے ہوسکتا ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے، سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں'' (یٰس)

جب ہم کہتے ہیں کہ انسان، حیات اور کائنات محدود ہیں تو اس سے مراد ان کا رقبہ یا وقت یا تعداد کے لحاظ سے متناہی یا محدود ہونا نہیں ہے۔ اور نہ ہی محدود کے مطلب کا کائنات کے حجم کے متعلق سائنسی نظریوں سے کوئی تعلق ہے۔ محدود کی اصطلاح سے ہمارا مطلب اختیارات اور صلاحیت کا محدود ہونا ہے، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ جبکہ خالق اختیارات اور صلاحیتوں میں محدود نہیں اور اسے ہر چیز پر مکمل اختیار اور طاقت حاصل ہے، اور لہٰذا وہ ہر چیز سے بے نیاز وجود رکھنے کے قابل ہے، اور ازلی ہونے کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُم مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ﴾

کہہ دو کہ جن کو تم کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ان میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے (سبا:22)

اور فرمایا:

﴿قل هوالله احد o الله الصمد﴾

''کہو کہ وہ اللہ ایک ہے o اللہ (ہر شے سے) بے نیاز ہے''

اور جہاں تک لامتناہیت infinity کے تصور کی بات ہے تو یہ ایک ریاضیاتی تصور ہے اور اس کا استعمال صرف قیاسی خاکوں اور ان کے اطلاق application میں ہوتا ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے ہم حقیقت میں محسوس کرتے ہوں۔ اور اس کا خالق کے وجود کے ثبوت سے کوئی تعلق نہیں۔

ازلیت اللہ کی صفت ہے۔ البتہ انسان کا محدود ذہن اللہ کی صفات کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ خالق کے وجود کے ثبوت کے لئے ہمارا ازلیت کو سمجھنا درکار نہیں ہے۔ اس کے لئے صرف یہ درکار ہے کہ ہم انسان، حیات اور کائنات کو سمجھیں، جن میں سے کوئی بھی ازلی نہیں ہے اور یہ تمام چیزیں ہمارے ادراک کے دائرے میں ہیں۔ اور ہمارا یہ سمجھنا بھی درکار ہے کہ خالق بذاتِ خود مخلوق نہیں ہوسکتا، ورنہ وہ محدود ٹھہرے گا اور لہٰذا وہ بھی کسی اور چیز پر منحصر ہوگا۔ لہٰذا اس کا ازلی ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ ہم یہ ثابت نہیں کرتے کہ خالق اپنے حجم اور رقبے میں لامتناہی ہے۔ ہم خالق کی صفات سے آگاہ نہیں جب تک وہ ہمیں خود نہ بتائے۔ خالق کے ثبوت کے متعلق ہمیں صرف یہ سمجھنا ہے کہ وہ خود سے وجود رکھتا ہے۔ جب یہ ثابت ہوجائے، تو پھر جو بھی خالق نے وحی کے ذریعے ہمیں اپنے بارے میں بتایا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، مثلاً اس کا رحیم ہونا اور اس کے عذاب کا سخت ہونا، اس کا سمیع و بصیر ہونا، اس کا علیم و خبیر ہونا۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مادہ کیوں وجود رکھتا ہے یا اس کا مقصد کیا ہے، تو ہم خود سے اس کا جواب طے نہیں کرسکتے، اس کائنات کا خالق ہی بتاسکتا ہے کہ اس کائنات کو بنانے میں اس کا مقصد کیا ہے۔ ہمیں تو یہ جاننا ہے کہ اس دنیا میں ہمیں کیا کرنا ہے۔ اور یہ فیصلہ کرنے کیلئے کہ ہمیں دنیا میں کرنا کیا ہے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس دنیا سے پہلے اور بعد میں کیا ہے۔ کیا ہم اس دنیا میں محض مزے کرنے آئے ہیں یا کچھ اور مقصود ہے؟ ہمیں اس وقت تک یہ معلوم نہ ہوسکتا جب تک کہ ہم یہ نہ جان لیں کہ اس کائنات کا کوئی خالق بھی ہے اور اگر ہے تو وہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔

اور جہاں تک atheist کے اس سوال کا تعلق ہے کہ اگر یہ مادہ مخلوق ہے تو اسے پیدا کر کے دکھاؤ یا اگر مادہ فنا ہوسکتا ہے اور یہ ہمیشہ نہیں رہے گا تو کوئی ایک مثال دکھاؤ کہ کبھی ایک پتھر بھی خود سے فنا ہوگیا ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان یا کائنات کی کسی بھی چیز میں اس صلاحیت کا موجود نہ ہونا کہ وہ مادے کی تخلیق کرسکے یا اسے فنا کرسکے، بذاتِ خود انسان اور کائنات کے مخلوق ہونے کا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ بھی صلاحیت کا محدود ہونا ہے جیسا کہ اوپر محدودیت کو بیان کیا گیا۔ اس کائنات کے خالق نے کائنات کو اس انداز سے تخلیق کیا ہے کہ اس نے کائنات کے اندر یہ صلاحیت ہی نہیں رکھی کہ وہ مادے کو تخلیق کرسکے یا خالق کے تخلیق کردہ مادے کو فنا کرسکے۔ اور اللہ نے بھی قرآن میں اس بات کو بیان کیا ہے، ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾

''بھلا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا کہ جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے دکھاؤ کہ زمین میں سے کونسی چیز ایسی ہے جو ان کی تخلیق کردہ ہے'' (فاطر:40)

پس کائنات میں موجود کوئی بھی چیز خالق نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ خالق کے اندر تو یہ صفت لازمی ہونی چاہیے کہ وہ اشیاء کو تخلیق کرسکے تبھی تو وہ خالق ہے اور چونکہ یہ صلاحیت اس کائنات میں موجود نہیں لہٰذا کائنات بشمول انسان خالق نہیں ہوسکتی۔ اور جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا ہے وہ ان پر مکمل قدرت رکھتا ہے، لہٰذا انہیں فنا بھی کرسکتا ہے، انسان یا کائنات خود سے اپنے وجود کو فنا نہیں کرسکتے، وہ خالق کے طے کردہ قوانین کے تحت محض مادے کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کرسکتے ہیں۔

﴿أَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَى وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيْمُ (81) إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئاً أَنْ يَقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

''بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے؟ کیوں نہیں اور وہ تو بڑا تخلیق کرنے والا اور علم والا ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرمادیتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے'' (یس:82-81)

□□□□

بقیہ: آتش زدگی اور احتساب

جب خلافت میں یہ مسئلہ پیش آیا تو خلیفہ نے یہ کہہ کہ یہ مسئلہ تو والی یا عامل کا ہے یا صحرا میں دور تک تمام لوگوں کو کھانا پہنچانا ممکن نہیں اور نہ ہی بیرونی امداد یا بجٹ کی کمی کو بہانا بنا کر اپنی جان نہیں چھڑائی اور نہ ہی اپنے آفس سے تعزیتی بیان جاری کیا۔ بلکہ خود سارے معاملے کی دن رات سرپرستی کی، جس میں ایک اندازے کے مطابق روزانہ ایک لاکھ لوگوں کو مفت کھانا مہیا کیا گیا۔ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے مسئلوں میں الجھے بغیر (کیونکہ وہاں صوبائی حکومتوں کے اور مرکزی حکومتوں کے مفادات الگ نہیں تھے۔)، اس ریاست نے اپنا زیادہ تر غلہ یمن کے صوبے (ولایہ) سے منگوایا اور ایک بہت بڑے انسانی المیہ سے دنیا کو بچالیا۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے حل مغربی نظاموں میں تلاش کرنے اور مغرب کے نام نہاد نعروں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے، اسلام کے اس آفاقی نظام کو نافذ کریں، جس نے ماضی میں بھی دنیا کو پستی سے نکالا اور مستقبل میں بھی انسانوں کی درست رہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے۔

□□□□

تہذیبوں کے درمیان تصادم

مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان تصادم زمانہ قدیم سے ہے، یہاں ہمیں غرض اسلام کے دیگر ادیان اور تہذیبوں کے تصادم سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کھل کر سامنے آنے کے حکم سے قیامت تک، اسلام کشمکش وجدوجہد کا دین ہے۔ جیسے ہی رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ جو کچھ انہیں بتایا گیا ہے، اُسے کھل کر بیان کر دیں۔ اسی وقت سے اسلامی افکار اور کفریہ تصورات کے درمیان فکری کشمکش (Intellectual Struggle) شروع ہوگئی تھی جو آج ہمارے دور میں بھی جاری ہے اور ختم نہیں ہوئی ہے، نہ ہی اس کے ختم ہونے کی گنجائش اور اجازت ہے، تاہم اس تصادم میں کچھ اور پہلو بھی شامل ہوگئے ہیں۔ یہ فکری کشمکش شدت، سختی اور کاٹ کے ساتھ دوسرے افکار کی تردید پر مشتمل ہے۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے انجام دیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُون﴾

''یقیناً تم اور وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، سب جہنم کا ایندھن ہے۔ تم سب اس میں داخل ہوگے'' (الانبیاء: 98)

﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ O مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ O عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ﴾

''جو طعنے دینے والا، چغلی کھانے والا ہے۔ نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھا ہوا گناہگار ہے۔ سخت دل ہے، اس کے بعد بداصل بھی ہے'' (القلم: 13-11)

﴿ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّآلُّونَ الْمُكَذِّبُونَ O لَاٰكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّومٍ O فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ O فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ O فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ O هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ O نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ﴾

''پھر تم اے گمراہو، جھٹلانے والو، زقوم کے درخت میں سے کھاؤ گے اور اسی سے پیٹ بھرو گے۔ اور اس کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ اور پھر پیو گے بھی ایسے کہ جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ یہ جزا کے دن ان کی پہلی ضیافت ہوگی۔ ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا تو تم اس بات کی تصدیق کیوں نہیں کرتے'' (الواقعہ: 57-51)

> یہ جدوجہد فکری بھی رہی اور عسکری بھی، یہاں تک کہ اسلام دنیائے قدیم کے بیشتر علاقوں میں عام ہوگیا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ اِن لوگوں نے اپنی سابقہ ثقافت اور ادیان دونوں کو خیرباد کہا اور ایک نئی امت میں ضم ہوگئے۔ ایسی امت میں جس کا عقیدہ ایک، افکار ایک، زندگی کے بارے میں نظریہ ایک، اُس کا نظام ایک، اُس کا مفاد ایک اور اُس امت کا مقصد بھی ایک تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمہ کو سربلند کیا جائے۔

﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَّسُعُرٍ﴾

''مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں پڑے ہوئے ہیں'' (القمر: 47)

﴿ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾

''پھر مل کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں'' (آل العمران: 61)

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہوا'' (اللھب: 1)

﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾

''بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے'' (الکوثر: 3)

ایسی فکری کشمکش اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس قول سے نہیں ٹکراتی جس میں فرمایا:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾

''اپنے ربّ کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ان سے ایسے طریقہ پر مباحثہ کرو جو بہترین ہو، تمہارا ربّ اسے خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹک گیا اور وہ ان سے بھی خوب واقف ہے جو ہدایت یافتہ ہیں'' (النحل: 125)

کیونکہ حکمت کے معنی عقلی برہان اور ناقابلِ ردّ حجت ہے اور موعظِ حسنہ خوبصورت یاددہانی ہے۔ یہ خوبصورت یاددہانی کسی کے افکار اور احساسات پر مجموعی طور سے اثر انداز ہو کر حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا O لِّلطَّاغِينَ مَآبًا O لَّابِثِينَ فِيهَآ أَحْقَابًا O لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا O إِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا﴾

''حقیقت میں جہنم ایک گھات کی جگہ ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانہ ہے، حال یہ ہے کہ وہ اس میں مدت پر مدت گزاریں گے۔ اس میں نہ وہ کسی ٹھنڈک کا ذائقہ چکھیں گے اور نہ کسی مشروب کا، سوائے کھولتے ہوئے پانی اور بہتی پیپ کے'' (النباء: 26-21)

یہاں بہتر طریقہ سے مباحثہ وہ ہے جس

میں مدِّ مقابل کے ضرر سے بچا جائے یعنی اُس کی جانب سے کی جانے والی اہانت یعنی جاہلانہ طرزِ عمل سے خود کو محفوظ کیا جائے۔ اسی طرح اس فکری کشمکش اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس قول میں بھی کوئی ٹکراؤ نہیں ہے:

﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ﴾

''اور اہلِ کتاب سے بحث بس اس طریقہ سے کرو جو بہتر ہو، رہے وہ لوگ جو ان میں ظالم ہیں انکی بات دوسری ہے'' (العنکبوت: 46)

اس فکری کشمکش میں جو چیز اَحْسَنُ ہے وہ اُن کی جانب سے پیش آنے والے ضرر سے خود کو محفوظ کرنا ہے۔ رہے وہ لوگ جو ظلم کریں، اسلامی احکام کو اپنے اوپر نافذ کئے جانے سے منع کریں اور قتال کریں یا جزیہ ادا کرنے سے انکار کریں، تو اُن سے مباحثہ تلوار کے ذریعہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ سے ایسے فکری کشمکش کی مثال مسند ابی شیبہ اور مسند عبدالرزاق میں نیز سیرت کی دیگر کتب میں قتادہ سے روایت کی گئی ہے:

((رسول الله ﷺ قال لرجل أسلم يا أبا حارث، فقال النصراني قد أسلمت، فقال له أسلم أبا حارث، فقال قد أسلمت، فقال له ثالثةً أسلم أبا حارث، فقال قد أسلكت قبلك، فغضب وقال كذبت حال بين و بين الإسلام خلال ثلاث: شريك الخمر و لم يقل شربك، وأكلك الخنزير ودعاؤك لله ولداً))

''رسول اللہ ﷺ نے ایک نصرانی شخص سے کہا: ابو حارث اسلام قبول کرلے، اُس نصرانی نے کہا میں نے کرلیا؛ پھر فرمایا: ابوحارث اسلام قبول کرلے، اُس نے پھر جواب دیا، میں نے کرلیا؛ پھر تیسری مرتبہ فرمایا اسلام قبول کرلے، اُس نے کہا: میں نے تم سے پہلے ہی کرلیا۔ اس پر آپ ﷺ کو غصہ آیا اور فرمایا: تونے جھوٹ کہا؛ تین چیزیں تیرے اسلام قبول کرنے میں مانع ہیں: ایک شراب خریدنا،، دوسرے تیرا خنزیر کھانا اور تیسرے تیرا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ایک لڑکے کی طرح پکارنا''

صنعانی نے اپنی تفسیر میں عبدالرزاق کی روایت نقل کی ہے جو وہ معمر سے اور وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابی بن خلف ایک سڑی ہوئی ہڈی اچھالتا ہوا لے کر آیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے محمد! کیا اللہ اسے بھی پھر زندہ کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نعم يحيي اللّٰه هٰذا و يميتك ويدخلك في النار))

''ہاں! اللہ اسے زندہ کرے گا اور تجھے مارے گا اور آگ میں داخل کردے گا''

حاکم نے اپنی مستدرک میں جابر بن عبداللہ ؓ سے صحیح روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں:

((إجتمعت قريش يوماً فأتاه عتبة ابن ربيعة بن شمس فقال: يا محمد أنت خير أم عبداللّٰه...فسكت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أفرغت، قال نعم، فقرأ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ﴿بسم اللّٰه الرَّحمٰن الرَّحيم O حٰم O تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحمٰنِ الرَّحِيْم﴾ حتى بلغ ﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ﴾ فقال له عتبة: حسبك حسبك ما عندك غير هذا؟ قال: لا، فرجع عتبة إلى قريش فقالوا ما وراءك؟ فقال: ما تركت شيئاً أرى أنكم تكلمونه إلا قد كلمته، قالوا: فهل أجابك؟ قال: نعم والذي نصبها بنية ما فهمت شيئاً مما قال غير أنه أنذركم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود. قالوا: ويلك يكلمك رجل بالعربية ولا تدري ما قال؟ قال: لا واللّٰه ما فهمت شيئاً غير ذكر الصاعقة))

''قریش بیٹھے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور کہا: اے محمد (ﷺ) تم اچھے ہو یا عبداللہ؟ رسول اللہ ﷺ ذرا خاموش رہے، پھر فرمایا: ''کیا تم نے اپنی بات کہہ دی؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۃ حٰم السجدہ (سورۃ فصلت) کی آیات تلاوت فرمائیں اور اس آیت تک پہنچے: ﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ﴾ ''پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو میں تو تمہیں اس طرح کی کڑک سے ڈراتا ہوں جس طرح کی کڑک عاد اور ثمود پر نازل ہوئی'' (حٰم السجدة: 13) اس پر عتبہ نے کہا بس کیجئے، بس کیجئے؛ کیا آپ (ﷺ) کے پاس اس کے سوا کہنے کو اور کچھ نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں''۔ عتبہ اُٹھ کر قریش کے پاس واپس گیا تو اُنھوں نے اُس سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اُس نے بتایا: میں نے ہر وہ بات کہہ دی جو میں سمجھتا ہوں کہ تم کہتے۔ قریش نے پوچھا کہ پھر کیا کوئی جواب ملا؟ عتبہ نے کہا: ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس نے یہ سب کھڑا کیا، میں اس کے سوا اور کچھ بھی نہ سمجھ پایا کہ اُس (محمد ﷺ) نے تمہیں اُس بجلی کی کڑک سے خبردار کیا جو عاد اور ثمود پر نازل ہوئی تھی۔ قریش نے عتبہ سے کہا: خرابی ہو تیری، تجھ سے ایک شخص عربی زبان میں بات کرتا ہے اور تجھے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کیا کہا گیا؟ اُس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم، میں اس بجلی کے کڑکے والی بات کے سوا کچھ بھی نہ سمجھا''

یہ رسول اللہ ﷺ کی فکری کشمکش سے متعلق روایت شدہ گفتگو کا کچھ حصہ ہے جو ہم نے یہاں بیان کیا ہے۔ یہی طرزِ عمل صحابہ کرام کا بھی رہا جن کے بارے ابن اسحٰق نے زبیر ؓ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد پہلا شخص جس نے مکہ میں قرآنِ مجید بہ آوازِ بلند پڑھا وہ عبداللہ بن مسعود ؓ تھے۔ ایک دن صحابہ کرام جمع ہوئے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم! اب تک قریش نے قرآن کی تلاوت نہیں سنی ہے، سو کون ہے جو اُنھیں قرآن سنائے گا؟ عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا میں سناؤں گا۔ صحابہؓ نے کہا کہ ہمیں تمہاری سلامتی کے بارے میں خوف ہے، ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا شخص ہو جس کے خاندان والے اُسے قریش کے شر سے محفوظ رکھیں۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا، میری فکر مت کرو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری حفاظت فرمائے گا۔ دوسرے دن عبداللہ بن

مسعود ؓ دوپہر کے وقت مقامِ ابراہیم پہنچے اور سورۃ الرحمٰن تلاوت کی: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پھر اپنی آواز بلند کی اور پڑھا: ﴿الرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْآنَ﴾ ''رحمٰن، جس نے قرآن سکھایا'' (الرحمٰن: 2-1) عبداللہ بن مسعود ؓ کا رخ قریش کی جانب تھا، وہ سوچنے لگے اور پوچھنے لگے کہ یہ ابنِ اُم عبد کیا کہہ رہا ہے؟ ایک نے کہا کہ وہ پڑھ رہا ہے جو محمد (ﷺ) لائے ہیں۔ لہٰذا وہ لوگ عبداللہ بن مسعود ؓ کے چہرے پر ضرب لگانے لگے، لیکن آپ ؓ برابر پڑھتے رہے اور جتنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا وہ آپ ؓ نے پڑھا، پھر آپ ؓ اپنے زخمی چہرے کے ساتھ صحابہؓ کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے کہا کہ ہمیں اسی بات کا خوف تھا۔ آپ ؓ نے فرمایا میرے نزدیک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دشمن اتنے کمزور کبھی نہ تھے، اگر تم لوگ چاہو تو میں کل یہی کچھ دہراؤں گا۔ صحابہؓ نے کہا کہ نہیں اتنا کافی ہے، آپ نے اُنھیں وہ سنا دیا جو اُنھیں ناگوار تھا۔ اسی طرح ابنِ کثیر اپنی کتاب ''جامع المسانید والسنن''، میں روایت کرتے ہیں: ''حاطب ؓ سے روایت ہے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے اسکندریہ کے مقوقس جریج بن مینا کے پاس بھیجا تھا، تو اُس نے حاطب ؓ سے پوچھا کہ تمہارے نبی اُن لوگوں کے خلاف دعا کیوں نہیں کرتے جنھوں نے اُنھیں اپنے وطن سے نکال دیا ہے؟ آپ ؓ نے جواب دیا کہ بالکل اسی وجہ سے، جس وجہ سے عیسیٰ ؑ نے اُن لوگوں کیلئے بددعا نہیں کی تھی جو اُنھیں قتل کرنا چاہتے تھے، یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُنھیں اُٹھالیا۔ مقوقس نے کہا کہ بہت بہتر! تم ایک دانا شخص ہو جو ایک صاحبِ حکمت کی طرف سے آئے ہو''۔ حاکم نے مستدرک میں روایت نقل کی ہے اور اُسے شیخین کی شرائط پر صحیح بتایا ہے کہ ابوموسیٰ الاشعری ؓ نقل کرتے ہیں: ''ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا کہ ہم نجاشی کے ملک کی طرف نکل جائیں، جب قریش کو یہ خبر ملی تو اُنھوں نے عمرو بن العاص اور عمارۃ بن الولید کو نجاشی کیلئے تحفوں کے ساتھ پیچھے بھیجا۔ ہم نجاشی کے پاس پہنچے اور وہ لوگ بھی پہنچے، اُنھوں نے نجاشی کو تحفے پیش کئے جو اُس نے قبول کئے، پھر اُن لوگوں نے نجاشی کو سجدہ کیا اور عمرو بن العاص نے نجاشی سے کہا: ''ہم میں سے کچھ لوگ ہمارے دین سے پھر گئے ہیں اور اب آپ کے ملک میں ہیں۔ نجاشی نے پوچھا میرے ملک میں؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہاں! نجاشی نے ہمیں بلوایا تو جعفر بن ابی طالب ؓ نے ہم سے کہا :''تم میں سے کوئی نہ بولے، آج میں تمہاری طرف سے خطاب کروں گا۔ ہم جب وہاں پہنچے تو نجاشی اپنی مجلس میں تھا، اُس کے دائیں جانب عمرو بن العاص اور بائیں جانب عمارۃ بن الولید بیٹھا تھا، اور دربار کے پادری اور علماء موجود تھے۔ عمرو بن العاص اور عمارۃ بن ربیعۃ نے نجاشی سے کہا کہ یہ لوگ تمہیں سجدہ نہیں کرتے، پھر جب ہم داخل ہوئے تو پادریوں نے ہماری سرزنش کی اور بادشاہ کو سجدہ کرنے کو کہا، جعفر ؓ نے اُن کو بتایا کہ ہم لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے۔

نجاشی نے پھر ہم سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ جعفر ؓ نے اُن کو بتایا ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے درمیان اپنا رسول بھیجا ہے جس کی خوشخبری عیسیٰ ؑ نے دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد ہوگا، اُس نبی نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ ہی کی عبادت کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں، ہم نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، اُنھوں نے ہمیں بھلائی کا حکم دیا اور برائی سے روک دیا۔'' اُن کی باتوں نے لوگوں کو حیران کردیا۔ عمرو بن العاص نے جب یہ ماجرا دیکھا تو نجاشی سے کہا: ''اللہ آپ کا اقبال بلند کرے، یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم ؑ کے معاملہ میں آپ سے اختلاف رکھتے ہیں۔'' نجاشی نے جعفر ؓ سے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھی (رسول اللہ ﷺ) ابن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جعفر ؓ نے اُن کو بتایا کہ وہ وہی کہتے ہیں جو اللہ کا قول ہے کہ ابنِ مریم روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، جنھیں اللہ نے پاک دامن اور کنواری مریم سے پیدا کیا جنھیں کسی مرد نے نہ چھوا تھا۔ نجاشی نے زمین سے ایک چھڑی لے کر اُسے اوپر اُٹھایا اور پادریوں سے کہا کہ جو کچھ تم لوگ ابنِ مریم کے بارے میں کہتے ہو، اُن باتوں اور ان لوگوں کی باتوں میں بس اِس چھڑی جتنا ہی فرق ہے۔ خیر مقدم ہے تمہارا اور اُن کا جن کی جانب سے تم لوگ آئے ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جن کی بشارت عیسیٰ ؑ فرما گئے تھے اور اگر مجھ پر اس بادشاہی کا بوجھ نہ ہوتا تو میں اُن کی جوتیاں اُٹھانے کے واسطے اُن کے پاس جاتا۔ آپ لوگ میرے ملک میں جب تک چاہیں رہیں۔ پھر نجاشی نے اُن کیلئے غذاء اور کپڑوں کیلئے حکم دیا اور کہا کہ اُن دونوں قریشیوں کے تحفے اُنھیں ہی لوٹا دیئے جائیں۔ امام احمد نے ام سلمیٰؓ سے طویل حدیث نقل کی ہے جو ابوموسیٰ ؓ والی اس روایت سے زیادہ مفصّل ہے، نیز ہیثمی نے بھی اپنی **المجمع** میں نقل کی ہے اور کہا کہ ابنِ اسحٰق کے سوا اِس روایت کے رجال صحیح ہیں، اور اس حدیث کی سماعت کی صراحت کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی مسلمان کفر ادیان اور اُن کی تہذیبوں سے یونہی برسرِ پیکار رہے۔ یہ جدوجہد (جیسا کہ آئندہ صفحات پر آئے گا) فکری بھی رہی اور عسکری بھی، یہاں تک کہ اسلام دنیائے قدیم کے بیشتر علاقوں میں عام ہوگیا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ اِن لوگوں نے اپنی سابقہ ثقافت اور ادیان دونوں کو خیر باد کہا اور ایک نئی امت میں ضم ہوگئے۔ ایسی امت میں جس کا عقیدہ ایک، افکار ایک، زندگی کے بارے میں نظریہ ایک، اُس کا نظام ایک، اُس کا مفاد ایک اور اُس امت کا مقصد بھی ایک تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمہ کو سربلند کیا جائے۔ پھر یہ امت دنیا کی قیادت کرنے لگی، اس کی بستیاں روشن فکری، عقیدۂ توحید، اور عادلانہ شریعت کا مرکز بن گئیں۔ یہ امت اللہ کی کتاب، نبی ﷺ کی سنت اور عربی زبان کو تھامے

رہی اور اسلام ہی تمام امت کی آئیڈیالوجی(Ideology) رہا، عربی زبان پر خصوصی توجہ دی گئی جس کے باعث امت میں مجتہدین اور لغت کے علماء پیدا ہوئے۔ اس امت میں عربی اور عجمی کے درمیان کوئی فرق نہ تھا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ نعمت تھی کہ سب آپس میں بھائی بھائی تھے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ عربی زبان کے خلاف ایک شیطانی مہم چھیڑی جا چکی ہے تاکہ عربی زبان کو اسلام سے علیحدہ کر دیا جائے اور عربی کی عامیانہ شکل کو بڑھایا جائے، اور مسلمانوں کی دیگر زبانوں کو لاطینی رسم الخط میں لکھا جائے اور مقامی عامیانہ بولیوں کو عربی تسلیم کیا جائے۔ یہ بات معروف ہے کہ جو شخص عربی زبان سے ناواقف ہے اسلام کا اجتہاد تو دور کی بات ہے، اُس کیلئے اسلام کا فہم حاصل کرنا بھی مشکل ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ عربی زبان کی حیثیت لاطینی (Latin) اور سریانی (Syriac) زبانوں کی مانند کر دی جائے تاکہ اسلامی فہم صرف غیر مستعمل عربی زبان کے ماہرین تک ہی محدود ہو کر رہ جائے۔ حقیقت میں اُن کا منشاء یہ ہے کہ یہ زبان مردہ ہو جائے۔ جو عربی پر عبور نہیں رکھتا، خبر اور انشاء، امر و نہی، حقیقت اور مجاز، علت وسبب، شرط و مانع، عام و خاص، مطلق و مقید، منطوق و مفہوم کے اشارے، دلالتِ التزام، حروف کے معانی، صرف ونحو وغیرہ جو نصوصِ شرعیہ کے فہم کیلئے ناگزیر ہوتے ہیں، کو نہیں جانتا، وہ شخص کیونکر شریعت کے نصوص کو سمجھ پائے گا؟ جو شخص ایسی سمجھ کی وکالت یا حمایت کرتا ہے وہ اسلام کا دشمن ہے اور جو ناسمجھی کی وجہ سے اِن پُر فریب باطل تصورات کا شکار ہوا وہ بے وقوف ہے!

البتہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین میں داخل ہونا ہر جگہ پر ہمہ گیر و جامع نہیں تھا یہاں تک کہ عربوں میں بھی، پس وہ ادیان اور تہذیبیں جو اسلام سے مغلوب ہو چکی تھیں، اُن کا وجود باقی رہا۔ آغاز میں تو اِن ادیان کا وجود ضعیف و لاغر ہو گیا کیونکہ اب وہ ماحول نہیں رہا تھا جس میں ایسے ادیان اور تہذیبیں پنپ سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ زندیق ناکام ہوئے اور اُن کا قلع قمع کر دیا گیا۔ البتہ بعد از آں عربی زبان کی طرف سے لاپرواہی ہوئی جس کے نتیجے میں اجتہاد کے دروازے بند ہوئے جس سے احکام کا فہم مبہم ہوتا گیا اور ریاستِ اسلامی کمزور ہونے لگی، یہاں تک کہ ٹوٹ کر چھوٹے چھوٹے ممالک میں منقسم ہو گئی۔ پرانی تہذیبوں کے افکار ورجحانات مسلمانوں میں داخل ہوئے جیسے ہندو فلسفہ سے ترکِ دنیا اور اپنے جسم کو اذیت پہنچانا، اسی طرح قوم پرستی اور دین کے مخفی (باطنی) معانی جیسے غلط افکار امت میں پھیلے، مرکزِ خلافت سے علیحدگی کی کوششیں شروع ہوئیں۔ یوں ریاست کمزور ہوئی اور فتوحات کا سلسلہ منقطع ہو گیا، بلکہ صلیبی عیسائی اور تاتاری خلافت پر للچائی نظریں ڈالنے لگے۔ اس کے بعد عثمانی خلافت نے ریاست کے بیشتر علاقوں کو اپنے اقتدار میں متحد کیا اور فتوحات پھر شروع ہوئیں۔ البتہ اِن فتوحات پر عسکریت کا عنصر حاوی رہا اور اسلامی آئیڈیالوجی کو اپنی صحیح شکل میں پیش نہیں کیا گیا، پس فاتح علاقوں کے لوگ اسلام کے سانچے میں اُس طرح نہیں ڈھلے جو اولین دور کی فتوحات میں ہوا تھا۔ چنانچہ ایک طرف ازبک، تاجک، پشتون، ایرانی، ترک، بربر، ہندوستانی، ترکمانی اور کرد اقوام ہیں جن کی اسلام کیلئے محبت ہے اور یہ اسلام کو تھامے ہوئے ہیں، تو دوسری طرف وہ اقوام ہیں جن کی فتوحات عثمانی خلافت کے دور میں ہوئی جیسے سرب (Serbians)، یونانی، ہنگری، کروشیائی (Croats) اور رومانیائی (Romanians) وغیرہ جو مغربی اقوام کے ساتھ اسلام اور اسلامی ریاست کے خلاف سازشوں میں شریک ہوئے اور انہوں نے انتقام لینے کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اس کے بعد ثقافتی حملوں (Cultural Invasions) اور مشنریوں کے ذریعہ دھاوا بولا گیا جس نے اسلامی ریاست کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے تباہ کر دیا اور مسلمانوں کی جماعت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔ سرمایہ دارانہ مغربی دنیا نے اس پر ہی اکتفاء نہ کیا بلکہ وہ اپنے افکار وسوچ مسلمانوں میں رائج کرنے میں جُتے رہے۔ قومیت، وطنیت، جمہوریت و آزادی جیسے افکار مسلمانوں میں عام کئے گئے، انسان کے وضع کئے ہوئے قوانین اور مسلمانوں کے ممالک کے درمیان مصنوعی سرحدیں حائل کر دیں اور اِن چھوٹے چھوٹے ''ممالک'' پر اپنے کرپٹ ایجنٹ حاکم کی حیثیت سے بٹھا دیئے جن کی وفاداریاں مغربی دنیا کے ساتھ تھیں اور وہ اُنہی کے رسوخ کو تقویت دیتے، اُن کے افکار اور سوچ کو عام کرتے، اُن ہی کے مفادات کی حفاظت کرتے، اُن کی ڈالی گئی تفریق کو اور گہرا کرتے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستے سے بھٹکاتے اور ہر ایسے مخلص شخص کے خلاف اقدامات کرتے جو اس فاسد طوق کو اپنی گردن سے اتار پھینکنے کی کوشش کرتا۔ اِن حاکموں کی مدد و اعانت میں یہ فکری ایجنٹ (Intellectual Agents) ہر وقت تیار رہتے تھے جو بڑے جوش وخروش سے سرمایہ دارانہ مغربی افکار کی دعوت دیتے تھے اور مغربی سوچ کا دفاع کرتے تھے۔ یہ فکری ایجنٹ بڑے انہماک سے اسلامی تہذیب سے نبرد آزما رہتے اور اپنے اندھے خلوص کی وجہ سے امت کے دشمن کی صفوں میں کھڑے ہو گئے تھے۔ اِن فکری ایجنٹوں کو صلیبی (Crusader) کفار اور مسلم ممالک میں اِن کے بٹھائے ہوئے حکام نے تعلیم اور میڈیا کے شعبوں پر مسلط کر دیا جہاں یہ خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ افکار کا یہ حملہ آج بھی تھما نہیں ہے، مغربی ثقافت وتہذیب کے افکار اور مفاہیم و تصورات مثلاً حریت (Liberty)، جمہوریت، تکثیریت (Pluralism)، سول سوسائٹی، متوازی خود مختار اداروں پر مشتمل ریاست، انسانی حقوق، حقوقِ نسواں، وطن پرستی اور مذاہب کے مابین مکالمہ (Interfaith Dialogue) وغیرہ کی جانب دعوت پورے جوش وخروش سے جاری ہے۔ لہٰذا اسے حقیقی معنوں میں دو تہذیبوں کے درمیان

یعنی اسلامی اور سرمایہ دارانہ تہذیبوں کے درمیان شدید فکری تصادم کہا جائے گا۔ خواہ بعض مغربی دانشور اور بااثر سرمایہ دار اسے چھپانے کی لاکھ کوشش کریں ہم اس تصادم سے دن رات دوچار ہیں اور یہ کشمکش اس قدر واضح اور عیاں ہے کہ اس کیلئے کسی ثبوت یا دلیل ضروری نہیں۔ مثال کے طور ہم دیکھتے ہیں کہ سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن اپنی کتاب ''سنہری موقع'' (Seize the Moment) میں کہتا ہے: ''ہماری (امریکی) تنہا پسندی (Isolationism) ہمارے اقدار اور ہمارے مذہبی عقیدے سے ٹکراتی ہے، یہ عقیدہ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ''نیکی'' کو سارے عالم میں عام کریں۔'' پھر یہی نکسن اپنی کتاب ''بغیر جنگ کی فتح'' (Victory Without War) میں کہتا ہے: ''اسلام کی انقلابی آئیڈیالوجی ، جدت اور جدت پسندی کا ردِّعمل ہے، کمیونسٹ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ تاریخ کا رخ آگے کی جانب موڑ دیں گے اور اسلامی بنیاد پرستی اسے پیچھے کی جانب کھینچ رہی ہے۔ یہ انقلابی کمیونسٹ اور اسلام پرست (ہمارے) فکری دشمن (Ideological Enemies) ہیں اور دونوں نے ایک ہی مشترکہ ہدف اختیار کرلیا ہے، وہ کسی بھی ذریعہ سے اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اپنی اقدار پر مبنی ایک ڈکٹیٹرشپ قائم کرسکیں اور یہ قابل قبول نہیں ! پھر ہم اٹلی کے موجودہ وزیر اعظم سلوِیو برلیسکونی (Silvio Berlesconi) کو دیکھتے ہیں، وہ کہتا ہے، ''یہ ضروری ہے کہ ہمیں ہماری تہذیب کے برتر ہونے کا شعور و ادراک ہو، یہ لازم ہے کہ مغرب نئے لوگوں کو فتح کرے اور انھیں مغربی ثقافت میں رنگے ، یہ پہلے کمیونسٹوں کے ساتھ ہو چکا ہے اور اسلامی دنیا کے بعض حصوں کے ساتھ بھی ہوا ہے۔'' ناروے کے ٹیری لارسن (Teri Larsson) جو اوسلو امن مذکرات کا منتظم (Co-ordinator) ہے، اُس نے فلسطینی مسلمانوں کے مغربی دنیا کے ساتھ تعلقات کو استوار کرنے کے رجحان کا خیر مقدم کیا ہے۔ اوسلو اور wye river مذاکرات میں یہودی وفد کے ایک رکن یوری سویر (Uri Savir) اپنی کتاب ''دِی پراسس'' (The Process) میں لکھتا ہے: ''عورتوں کے سروں سے حجاب اب غائب ہونے لگے ہیں، اُن کے لباس نیچے کی جانب سے مختصر ہونے لگے ہیں، اس بات کا لارسن نے خیر مقدم کیا ہے کیونکہ یہ مغربی دنیا کے ساتھ حالات استوار کرنے کی طرف ایک قدم ہے۔'' حقیقت بھی یہی ہے کہ پہلی انتفاضہ کے دوران اوسلو معاہدے سے قبل عورتیں اتنی بے باک نہ تھیں۔ چنانچہ امریکہ کی سابق نائب وزیرِ خارجہ فلس اوکلی (Phyllis Oakley) کہتی ہے: ''ہم اُن لوگوں سے متفق ہیں جن کا موقف یہ ہے کہ ثقافتوں کے مابین تصادم کو روکا نہیں جاسکتا۔'' میڈلین آلبرائیٹ (Madelene Albright) امریکہ کی سابق وزیر خارجہ نے کہا: ''ہم پر حملہ ہماری (مخصوص) شناخت کے سبب ہوا، ہم عالمگیریت (Globalisation) کے پاسدار ہیں، جمہوریت، آزادی اور کھلے معاشرے کا دفاع کرتے ہیں، یہی امریکہ کا مزاج ہے جسے ہم ترک نہیں کرسکتے۔'' (رسالہ القدس، ناتھان چارلس -واشنگٹن کے الفاظ کا ترجمہ)۔ پال کینیڈی، امریکہ کی یے ل یونیورسٹی (Yale University) میں تاریخ کا پروفیسر ہے وہ کہتا ہے: ''ہمیں لامحالہ یہ نتیجہ اخذ کرنا ہی پڑے گا کہ دہشت گرد حملوں کا خطرہ ختم نہیں ہوگا، نیز یہ کہ ہم ان حملوں کو روکنے میں بھی زیادہ کامیاب نہیں ہو پائیں گے۔ جن اب بوتل سے باہر نکل چکا ہے اور اُس میں انتقام کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، اُن کے 'کار بم' اب 'طیارہ بم' بن گئے ہیں۔'' (رسالہ القدس 22 ستمبر 2001)۔ 1992 میں پولینڈ کی پارلیمنٹ سے خطاب کے دوران یہودی ریاست کے سابق صدر ہرتزوگ (Hertzog) نے کہا: ''اسلامی بنیاد پرستی کی وباء بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے، یہ صرف یہودیوں کیلئے ہی خطرہ نہیں ہے بلکہ تمام انسانیت کیلئے ہے۔'' (رسالہ العربی، شمارہ 514)۔ شمعون پیریس (Shimon Peres) کہتا ہے، ''کمیونزم کے خاتمہ کے بعد اب بنیاد پرستی اس دور کا سب سے بڑا خطرہ بن گئی ہے۔'' (رسالہ العربی ، شمارہ 514)۔ امریکہ کا سابق وزیر خارجہ سائرس وانس (Cyrus Vance) کہتا ہے، ''ہمیں اِن شدت پسندوں سے نمٹنے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے اور پرعزم رہنا چاہئے، اِن کے آئندہ قدم کی پیشنگوئی نہیں کی جا سکتی۔'' (رسالہ العربی، شمارہ 514)۔ فرانس کا ثقافتی انسائیکلوپیڈیا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھتا ہے: ''دجّال، عورتوں کو اِغوا کرنے والا، انسانی عقل و دانش کا سب سے بڑا دشمن۔'' (نعوذ باللہ)

یہ لوگ اور اِن جیسے دوسرے لوگ اپنی اسلام دشمنی کا اظہار نہایت صراحت سے کرتے ہیں۔ اِن کا یہ اظہار واضح ثبوت ہے کہ وہ اپنی سرمایہ دارانہ تہذیب کے ذریعہ اسلامی تہذیب سے پرتشدد فکری کشمکش میں مشغول ہیں۔ البتہ اِن کے علاوہ ایک اور فریق بھی ہے، جن کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے عناد کسی بھی طرح پہلے فریق سے کم نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اُنھیں بھٹکا رہا ہے تاکہ وہ اپنے خمار ہی میں رہیں اور تبدیلی کیلئے نہ اُٹھیں۔ چنانچہ سابق امریکی صدر بل کلنٹن کہتا ہے: ''مشرقِ وسطیٰ میں ہمارا دشمن انتہاء پسندی ہے''، بل کلنٹن نے تہذیبوں کے درمیان تصادم کے خیال کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ''اس وقت جو تصادم جاری ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، یہ کشمکش اُن قوتوں سے ہے جو اسلام اور قومیت کی آڑ لے رہی ہیں اور یہ اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہے۔'' اُس نے اس بات پر زور دیا کہ اسلام دنیا میں اعتدال (Moderation) اور تحمل (Tolerance) کیلئے ایک بڑی قوت ہے (رسالہ العربی، شمارہ 514)۔ بلجیم کے وزیر خارجہ لوئی مچل (Louis

Mitchell) نے برلیسکونی کے سابقہ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: ''جب یورپی اتحاد کا کوئی وزیر اعظم اس منطق سے بات کرتا ہے تو یہ قطعاً قابلِ قبول نہیں ہے، یہ کہنا کہ فلاں تہذیب برتر واعلیٰ ہے یا یہ کہ اس کا مقام ومرتبہ دیگر تہذیبوں کے مقابلہ میں برتری کا ہے، اُن یورپی اقدار سے متضاد ہے جن پر ہم سب کا یقین ہے'' (**الجزیرۃ چینل** کے مذکورہ پروگرام سے اقتباس)۔ یہاں تک کہ موجودہ امریکی صدر بُش، جس نے علی الاعلان صلیبی جنگ کا اعلان کیا، اس کے باوجود وہ واشنگٹن کے اسلامی مرکز گیا اور وہاں اسلام کو امن وسلامتی کا دین بتایا، اسی طرح اس موجودہ حملے میں اُس کے شریک برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے بھی اسلام کو امن کا دین کہا اور قرآن حکیم کی اس آیت سے استدلال کیا:

﴿مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً﴾

''جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا زمین میں فساد برپا کرنے کی سزا دی جائے، تو گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کرڈالا'' (**المائدۃ: 32**)

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ مسلمان ایسے پُرفریب الفاظ سے جو یہ اور اِن جیسے اشخاص کہتے ہیں، دھوکہ نہ کھائیں، اِن کے سینوں کا بغض اِن کے افعال میں عیاں ہوتا ہے نہ کہ اُن کے پُرفریب بیانات میں، جن کے جھانسے میں ایک بابصیرت مسلمان ہرگز نہیں آسکتا۔

دراصل یہ لوگ اسلام کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں، بلکہ بعض مسلمانوں سے بھی بہتر سمجھتے ہیں، چنانچہ امریکہ کا سابق صدر نکسن جس کے اقوال ہم نے نقل کئے، کہتا ہے: ''اُن کے اقدار قابلِ برداشت نہیں... اور اسلامی بنیاد پرستی اسے پیچھے کی جانب کھینچ رہی ہے . . . اسلام پرست (ہمارے) آئیڈیالوجیکل دشمن (Ideological Enemies) ہیں۔'' نکسن اپنی تصنیف ''سنہری موقع'' (Seize the Moment) میں لکھتا ہے: ''اسلام محض ایک مذہب نہیں ہے، بلکہ یہ ایک عظیم تہذیب کی بنیاد ہے''۔ اس طرح اُس نے اسلام اور عیسائیت میں تمیز کی ہے اور اپنی کتاب میں وہ بنیاد پرستوں کے موضوع پر اظہارِ خیال کے دوران کہتا ہے: ''یہ لوگ ماضی کو بحال کر کے سابقہ اسلامی تہذیب کو پھر سے کھڑا کرنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہیں جس کی تحریک انہیں مغرب کی نفرت سے ملی ہے، اِن کا ہدف یہ ہے کہ وہ اسلامی شریعت کو نافذ کریں، جو کہ قرآن پر مبنی قانون ہے جس میں ریاست اور چرچ کی کوئی تفریق وتقسیم نہیں ہے۔'' پھر وہ کہتا ہے،'' ہماری تہذیب اُن کی تہذیب سے زیادہ مقدم نہیں ہے، دنیائے اسلام نے کمیونزم کا مقابلہ مغربی دنیا سے زیادہ طاقت سے کیا، یہ لوگ مادیت اور مغربی دنیا میں پھیلی اخلاقی گراوٹ کو مسترد کرتے ہیں اور یہ سب اُن کے حق میں جاتا ہے نہ کہ اُن کے خلاف۔'' اب جیسا کہ یہاں ظاہر ہو رہا ہے، وہ اپنے اِن اقوال میں پرخلوص ہے، اس کے باوجود وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ ہم آئیڈیالوجیکل دشمن (Ideological Enemies) ہیں۔ اپنے ان الفاظ کے باوجود وہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی حمایت کرتا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب ''بغیر جنگ کی فتح'' (Victory Without War) میں کہتا ہے،''اسرائیل کی بقاء کیلئے ہمارا التزام (Commitment) بہت گہرا اور قوی ہے، ہم محض رسمی حلیف ہی نہیں ہیں، ہمیں جو چیز مربوط کئے ہوئے ہے، وہ کسی کاغذ کے ٹکڑے سے کہیں مضبوط ہے، یہ ایک اخلاقی التزام ہے، ایسی پابندی جس سے ماضی میں کسی صدر نے روگردانی نہیں کی اور مستقبل میں بھی ہر صدر اس پر مکمل اخلاص سے کاربند رہے گا۔ امریکہ کبھی اسرائیل کے دشمنوں کو، جنھوں نے اسے مٹا دینے کی ٹھان رکھی ہے، اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔'' پھر اپنی کتاب ''سنہری موقع'' (Seize the Moment) میں کہتا ہے: ''جمہوری حکومتیں جیسے اسرائیل اور جنوبی کوریا، جنھیں خطرہ لاحق ہے، اگر ضرورت پڑے تو ہم اُن کی حفاظت کی خاطر فوجی طاقت کے استعمال کیلئے تیار ہیں۔'' مزید لکھتا ہے،''کوئی بھی امریکی صدر یا کانگریس کبھی بھی اسرائیل کو مٹا دیئے جانے کی اجازت نہیں دے گی۔'' یہ لوگ اسلام اور اس کی تہذیب کی حقیقت سے بخوبی واقف ہیں، تاہم اپنے کفر، عناد اور چالوں پر بھی قائم ہیں۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ جس طرح ایک مسلم بعض اہلِ مغرب کے مقابلہ میں اُن کی مغربی تہذیب کو بخوبی سمجھنے کے باوجود خلوص کے ساتھ اسلام اور اسلامی تہذیب پر قائم رہتا ہے، اسی طرح اس کے برخلاف بھی حقیقتِ واقعہ ہے۔ ضروری یہ ہے کہ ایک مسلمان اس قسم کے فریب سے دھوکہ نہ کھائے۔

اسلام اور کفر کے درمیان اس تصادم کا کلیدی نکتہ (Critical issue) نبوتِ کے نقشِ قدم پر ریاستِ خلافتِ راشدہ کا دوبارا قیام ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ اسلام نافذ نہیں ہو رہا ہے، مسلمانوں کی کمزور حالت افسوسناک ہے اور اُن کی پستی، ذلت، پسماندگی اور تفرقہ تاسف انگیز ہے، چنانچہ اس صورتِ حال میں اس تصادم اور اس کے متعدد پہلوؤں کو محض ذرائع ابلاغ میں دعوت کرنے، یا کتابیں لکھنے اور انفرادی رابطوں تک محدود کرنا نہ صرف سادہ لوحی اور بھول پن ہوگا بلکہ سراسر کم فہمی ہوگی۔ اور جب یہ ریاستِ خلافت، جس میں عدل، تحفظِ شرف وعزت، سعادت اور انسانیت مجسّم وعیاں ہوگی، قائم ہو جائے گی تو دور اور نزدیک کا ہر شخص خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اسے محسوس کر پائے گا، اس ریاست کا وجود لاکھوں کتب، لاکھوں فردی رابطوں اور ہزارہا ذرائع ابلاغ کا نعم البدل ہوگا۔ اور جب اِن تمام اسلوب وذرائع کا استعمال اِس ریاست میں کیا جائے گا، تو ہم

لوگوں کے گروہ کے گروہ اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیکھیں گے۔

(کتاب تہذیبوں کے تصادم سے اقتباس)

ابو ہاشم

پاکستان کا سربیا کے ساتھ معاہدہ خارجہ پالیسی کی ایک اور فاش غلطی ہے

پچھلے ہفتے، پاکستانی وزیر دفاع نوید قمر سربیا کے ہاؤس آف گارڈز کے سرکردہ رہنماؤں سے ملے تا کہ پاکستان اور سربیا کی افواج کے درمیان معاہدوں کا ایک فریم ورک طے کیا جا سکے۔ سربیا کے ساتھ اس معاہدے کا مقصد پاکستانی افواج کے لئے گولہ بارود، بکتر بند گاڑیوں اور رائفلوں سمیت دیگر اسلحہ حاصل کرنا ہے۔ دفاعی تعلقات بڑھانے کے علاوہ نوید قمر نے سربیا کو اسلام آباد میں اپنا سفارت خانہ کھولنے اور ترجیحی تجارتی معاہدے کی بھی تجویز دی۔ یہ اعلامیہ اس امر کی ایک اور مثال ہے کہ کیسے پاکستان کا حکمران طبقہ اسلام کے دشمنوں کو گلے لگانے کے لیے کس قدر ثابت قدم ہے اور ایک بار پھر خارجہ پالیسی کے میدان میں فاش غلطی کرنے جا رہا ہے۔

یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ امریکی دہشت گردی کی جنگ اپنانے کے بعد، جو کہ اسلام کے خلاف ایک خوفناک صلیبی جنگ ہے، پاکستان کے حکمرانوں کو اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالنے کا راستہ ہموار کیا ہے، اور جہاں ممکن ہوا ان اسلام دشمنوں کو مختلف تباہ کن رعایتیں دے کر ملکی سلامتی اور استحکام کو شدید خطرے سے دوچار کیا ہے۔ اس شرمناک خارجہ پالیسی کی چند جھلکیاں یہ ہیں: افغانستان میں امریکہ کی مسلط کردہ حکومت جو کہ پاکستان کی شدید مخالف ہے، بھارتی خوشنودی کی خاطر کشمیر سے دستبردار ہوجانا، اسرائیل تسلیم کرنے کی لیے پینگیں بڑھانا، روہنگیا کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر مجرمانہ خاموشی اختیار کرنا، روس سے تعلقات بڑھانے کی خاطر قفقاز کے مسلمانوں پر روس کے ہاتھوں ہونے والے مظالم پر خاموشی اختیار کرنا اور اب سربیا کو گلے لگانے کی پالیسی اپنانا جو کہ بوسنیا کے مسلمانوں کے قتل عام حوالے سے قصاب کے لقب سے مشہور اور کوسوو کے قتل عام کے میدانوں (killing fields) کے مؤجد ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں اس کے بعد اگلا کون اسلام دشمن کون ہوگا جس کو گلے لگایا جائے گا؟

بدنام زمانہ اسلام دشمنوں کے حلقہ احباب کی گود میں بیٹھنے کے بعد یہ کوئی اچھنبے کی بات نہیں کہ متاثرہ علاقوں کے مسلمان پاکستانی رہنماؤں سے کسی قسم کی محبت نہیں رکھتے بلکہ نفرت کرتے ہیں خواہ وہ فلسطینی ہو، کشمیری ہو، چیچن، روہنگیا، بوسنیائی یا کوسوو کے مسلمان۔ ان کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ پاکستان کی حکمران اسٹیبلشمنٹ سے ناراض ہوں۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان علاقوں میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی ایک وجہ پاکستان کا امریکہ سے اتحاد ہے جس کے باعث ستمبر 2001 کے بعد سے ان پر ہونے والے مظالم میں بتدریج اضافہ ہوا ہے۔

یہی کچھ پاکستان کے اندر ہونے والے مظالم کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے۔ حکمرانوں کی مسلسل امریکی غلامی نے امریکہ کو پاکستان کے اندرونی و بیرونی معاملات پر کھلی اجارہ داری دے رکھی ہے۔ امریکہ کا ایک جانب پاکستانی افواج کو بعض مخصوص ہتھیار اور ٹیکنالوجی دینے سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور دوسری جانب شمالی وزیرستان وغیرہ میں عسکریت پسندوں کے خلاف مسلسل آپریشن کے مطالبوں نے پاکستان کے حکمران طبقے کو سربیا کے ساتھ تعلقات بڑھانے کی جانب گامزن کیا۔ پاکستان نے 2009 سے پہلے تک سربیا کو مسلسل مسترد کر رکھا تھا تا آنکہ 2009 میں پاکستانی وزیر اعظم گیلانی نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان سربیا کو انتہائی اہم ملک سمجھتا ہے اور دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کو گرم جوشی پر مبنی اور دوستانہ قرار دیا۔ یہ بیان عین اسی وقت سامنے آیا جب امریکہ نے پاکستان کو شمالی علاقوں میں آپریشن نہ کرنے پر سختی سے برا بھلا کہا۔

اس کے بعد پاکستان نے سربیا سے تعلقات بڑھانے شروع کئے باوجود اس کے کہ سربیا نے بوسنیائی اور کوسوو کے مسلمانوں پر شدید مظالم روا رکھے اور جنگی جرائم کا ارتکاب کیا۔ نوے کی دہائی کے وسط میں پاکستان کی افواج، بوسنیا کی عوام کو سربیائی حملہ آور بھیڑیوں سے حفاظت فراہم کرنے کے لیے بوسنیا میں تعینات کی گئی تھیں اور آج 17 سال کے بعد یہی فوج انہی سربیائی افواج سے دوستی کرنا چاہتی ہیں جو اب بھی مسلمانوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ سربیا کی جانب سے کوسوو کی آزادی کی انتہائی مخالفت اسی نفرت کی ایک جھلک ہے۔ جنگی مجرموں کارڈزک، ملاڈک اور ہارڈک کی گرفتاری اور ان کا ٹرائل سربیا کے ہاتھوں مسلمانوں پر مظالم کی ایک دردناک اور سبق آموز یاددہانی ہونی چاہئے تھی۔

یہ انتہائی واضح امر ہے کہ پاکستان کے حکمران اسلامی کی بنیاد پر تعلق کی کوئی پروا نہیں کرتے اور اسلامی بھائی چارے کی بنیاد پر کوسوو، بوسنیا اور دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کی حفاظت کی ذمہ داری ادا نہیں کرتے۔ تاہم یہ حکمران اکثر و بیشتر جناح کے اصولوں کی زبان سے بہت تعظیم کرتے نظر آتے ہیں۔ جناح نے کہا تھا ''ہم ملکی اور بین الاقوامی معاملات میں ایمانداری اور برابری کے اصولوں کے قائل ہیں اور دنیا میں امن اور خوشحالی کے فروغ کیلئے حد درجہ حصہ ڈالنے کیلئے تیار ہیں۔ آپ پاکستان کو کبھی بھی دنیا کے مظلوم اور پسے ہوئے طبقات کی اخلاقی اور مادی مدد کیلئے آگے بڑھنے میں پیچھے نہیں پائیں گے۔۔۔''۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ آخر کیوں فلسطینیوں، کشمیریوں، روہنگیا اور دیگر مظلوم مسلمانوں کی مادی مدد کیلئے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا جا رہا جنہیں صرف ان کے مذہب کی بنا پر ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

بقیہ: صفحہ نمبر 27

کیا افغان حکومت کی سیاسی منافقت کی کوئی حد نہیں ہے؟

افغان وزیر خارجہ ذلمے رسول نے امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن سے ایک نئے کمیشن کے قیام کے لئے ملاقات کی، جس کا کام مستقبل میں امریکہ افغان تعلقات کو منظّم کرنا ہوگا جبکہ امریکہ اور NATO اپنی افواج 2014 کے آخر تک افغانستان سے نکال لیں گے۔

پاکستان اور افغانستان کے لئے نامزد امریکی نائب سفیر جیمز وارلک (James Warlick) مذاکرات میں امریکہ کی نمائندگی کریں گے جبکہ افغانستان کی نمائندگی افغانستان کے امریکہ میں سفیر اکلیل حاکمی کریں گے۔لیکن جمعرات 04/10/2012 کو افغان صدر حامد کرزئی نے کہا کہ ''باوجود اس کے کہ دونوں ممالک کے درمیان طویل المیعاد تزویراتی معاہدہ strategic cooperation موجود ہے، واشنگٹن پاکستان سے ہونے والی گولہ باری کے خلاف افغانستان کا دفاع کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔کرزئی نے مزید کہا کہ امریکہ اور افغانستان کے مابین تزویراتی معاہدے "strategic cooperation" کے تحت جب کبھی افغانستان نے بیرونی جارحیت کا سامنا کیا تو امریکہ افغانستان کی سرحدوں کے دفاع میں افغانستان کے ساتھ کھڑا ہوگا۔مگر وہ (امریکی عہدیدار) کہہ رہے ہیں کہ میڈیا اور افغان سیکیورٹی اداروں سے موصول ہونے والی اطلاعات غیر مصدقہ تھیں''۔

ذلمے رسول کے واشنگٹن میں دیے گئے کل کے بیان اور پھر آج حامد کرزئی کی طرف سے جاری کردہ بیان افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کی منافقانہ اور دوغلی حیثیت کے ٹھوس ثبوت ہیں۔ایک طرف تو یہ پاکستان کی طرف سے کی جانے والی گولہ باری پر امریکی خاموشی کی مذمت کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ امریکہ افغان امریکی تزویراتی معاہدے US-Afghan Strategic Agreement کی تنفیذ میں سنجیدہ نہیں اور دوسری طرف امریکہ سے ایک اور سیکیورٹی معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے مذاکرات کیے جا رہے ہیں۔اگر امریکہ افغان امریکی تزویراتی معاہدے US-Afghan Strategic Agreement کے تحت ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہا تو نئے معاہدہ کی کیا اہمیت ہے؟ درحقیقت نئے معاہدے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے سوائے اس کے کہ اسلامی سرزمین کے اس خطے (افغانستان) کو بیچنا مقصد ہو۔اور ہمیں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ پاکستانی حکومت بذات خود امریکہ کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی ہے اور امریکہ کی مرضی کے بغیر وہ کوئی معمولی سیاسی عمل بھی نہیں کرسکتی۔پاکستان کی کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے گولہ باری صرف اور صرف اپنی عوام کو دھوکہ دینا اور یہ تاثر دینا ہے کہ وہ امریکہ مخالف ہے۔

لوگوں کے سامنے خود کو امریکہ مخالف ظاہر کر کے حامد کرزئی افغان عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔حامد کرزئی افغان عوام کے مفاد کی بجائے امریکی مفاد کو زیادہ عزیز رکھتا ہے۔اس سے بڑھ کر اس کے یہ اقدام اسلامی احکام سے متصادم ہیں اور اس کی تمام تر کوشش اسلامی سرزمین پر فوجی اڈوں اور دفاعی معاہدات کے ذریعے دائمی امریکی قبضہ کی راہ ہموار کرنا ہے۔

چنانچہ افغانستان کی مسلم عوام کو امریکہ کے شیطانی کردار (policy) سے آگاہ ہونا چاہیے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے جس ملک میں بھی امریکہ کی افواج داخل ہوئی وہاں سے پھر وہ نکلی نہیں اور اس نے ہمیشہ اپنے مقبوضہ جات پر قبضہ برقرار رکھنے کے لئے دفاعی معاہدوں کو جواز بنایا۔افغانستان کے مسلم عوام اور مجاہدین کو اس معاملے میں خبردار رہنا ہوگا کہ کہیں افغان حکومت کی کرتوتوں کی بدولت امریکہ کے جال میں نہ جا پھنسے۔کیونکہ جس چیز کی طرف یہ بلاتے ہیں وہ حرام عمل ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کے ساتھ ایسی دوستی کو حرام قرار دیا اور ایسے مصنوعی سہارے کو مکڑی کے انتہائی کمزور جالے سے تشبیہ دی ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

آیت: جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی گھر بنا لیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہی گھر ہے کاش کہ وہ جان لیتے۔(العنکبوت۔41)

اور فرمایا: تم کو رہنے کی جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس چیزیں دیں۔(انفال۔26)

❑❑❑❑

بقیہ: سربیا کے ساتھ معاہدہ

یقیناً پاکستان کے حکمران نہ تو اسلام سے قوت لیتے ہیں اور نہ ہی قومیت کی بنیاد سے۔تو پھر کس بنیاد پر وہ خارجہ امور کو نمٹا رہے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے سول و فوجی قیادت کسی بھی ایسی عقلی بنیاد سے محروم ہے جو ان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد بن سکے۔ پاکستانی حکمران طبقہ صرف ایک ہی بنیاد سے واقف ہے اور وہ یا تو امریکی احکامات کے سامنے سر جھکانا ہے اور یا پھر اندھوں کی طرح آگے پیچھے دوڑنا ہے جب امریکہ ان سے ناراض ہو جائے۔ اس آقا اور غلام کے تعلق کا ایک ہی نتیجہ ہے اور وہ ہے سیاسی خودکشی!!!

جس چیز کی پاکستان کو ضرورت ہے وہ ایک مضبوط آزاد خارجہ پالیسی ہے جو اسلام کی بنیاد پر قائم ہو اور عوام کی امنگوں کی عکاس ہو۔اور یہ صرف خلافت کے قیام سے ہی ممکن ہے، جو نہ صرف سیاسی آزادی کو ممکن بنائے گی، بلکہ اس امر کو بھی یقینی بنائے گی کہ پاکستان کی سالمیت کا مکمل تحفظ ہو سکے۔

❑❑❑❑

جنرل کیانی امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ہماری جان اور عزت کی ہر قیمت لگانے کے لئے تیار ہے

امریکہ سوات سے تعلق رکھنے والی چودہ سالہ مسلمان لڑکی ملالہ یوسفزئی پر سفاک حملے پر اپنی خوشی کو چھپا نہ سکا کیونکہ اس واقعہ کے نتیجے میں امریکہ کو پاکستان کے قبائلی علاقوں میں اپنی جنگ کو بڑھانے کا ایک اور موقع میسر آ گیا ہے۔ 12 اکتوبر 2012ء کو امریکی محکمہ خارجہ کی ترجمان وکٹوریہ نولینڈ نے کہا کہ ''یہ بات واضح ہے کہ جتنا پاکستان کے لوگ اُن کے خلاف ہوں گے اتنا ہی ان کی حکومت کو ان کے خلاف کاروائی میں مدد ملے گی۔ یہ (ملالہ حملے کے) اس ہولناک واقعہ کا ایک مثبت پہلو ہے''۔ اور چونکہ وکٹوریہ اس بات سے واقف ہے کہ مسلمان ایسی سفاک کاروائیوں کے پسِ پردہ کارفرما امریکہ کے گھناؤنے کردار سے آگاہ ہو چکے ہیں اور اس بات سے باخبر ہیں کہ جب بھی امریکہ کو فوجی آپریشنوں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس طرح کے موقعوں اور ماحول کا بندوبست کرتا ہے، چنانچہ امریکی ترجمان وکٹوریہ نولینڈ ملالہ کے متعلق اپنے بیان میں یہ کہنا نہ بھولی کہ ''کیا اب بھی ملک کے نمایاں سیاست دان اور دانش ورحضرات یہ بات ہی دوہراتے رہیں گے کہ پاکستان میں دہشت گردی کا مسئلہ امریکہ کا پیدا کردہ ہے؟''۔

جہاں تک امریکہ کے سب سے وفادار اور قابلِ اعتماد ایجنٹ جنرل کیانی کا تعلق ہے، تو وہ اس واقعہ کے بعد اپنے امریکی آقاؤں کے مفادات کو پورا کرنے کے لیے بہت تیزی سے متحرک ہو گیا۔ جنرل کیانی کے لیے یہ ایسا زبردست موقع تھا جسے وہ کسی صورت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا، پس کیانی نے شمالی وزیرستان میں اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف فوجی آپریشن کے خلاف افواجِ پاکستان میں پائی جانے والی شدید ہچکچاہٹ کو دُور کرنے کے لیے اس واقعے کو استعمال کیا۔ بے شک یہ شمالی وزیرستان کے بہادر مسلمان ہی ہیں جنھوں نے افغانستان پر امریکہ کے فوجی قبضے کو اس حد تک کمزور کر دیا ہے کہ افغانستان کی یہ صورتحال ایک ایسے وقت میں امریکی صدر اوبامہ کے لیے انتہائی شرمندگی اور سیاسی ناکامی کا باعث بن گئی ہے کہ جب امریکہ میں صدارتی انتخابات سر پر پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا 9 اکتوبر 2012 کو جنرل کیانی نے اعلان کیا: ''ہم دہشت گردی کے سامنے جھکنے سے انکار کرتے ہیں۔ ہم لڑیں گے خواہ ہمیں اس کی کچھ بھی قیمت ادا کرنی پڑے''۔ اس کے بعد کیانی نے انتہائی عجلت میں 11 اکتوبر کو فوجی قیادت کا اجلاس طلب کیا تا کہ پاکستان کی افواج کو شمالی وزیرستان میں آپریشن کرنے کے امریکی مطالبے کے سامنے جھکانے کی کوشش کی جائے۔ پھر اسی رات کیانی نے اپنے حواری صدر زرداری سے ملاقات کی تا کہ وہ ملک کی سیاسی قیادت کو بھی امریکی مطالبے کے سامنے سرنگوں کرنے کے لیے کیانی کی مدد کرے۔ اور پھر 13 اکتوبر آئی۔ ایس۔ پی۔ آر کے ترجمان لیفٹیننٹ جنرل عاصم باجوہ نے جنرل کیانی کی ہی زبان بولتے ہوئے براہ راست میڈیا کے سامنے شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے معاملے کو اٹھایا۔

اس امر کے باوجود کہ امریکہ مسلمانوں کے خون اور حرمتوں کو مسلسل پامال کر رہا ہے، پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار امریکہ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں اور کبھی بھی امریکہ کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی اور فوجی قیادت کو فوری طور پر متحرک کرنے کے لیے کیانی کی یہ پھرتیاں اور تیزیاں ہمیں اُس وقت نظر نہیں آئیں جب امریکی رسول اللہ ﷺ کی توہین کر رہے تھے اور امریکی صدر اوبامہ انتہائی بے شرمی سے مسلمانوں کو آزادی رائے کے نام پر اس توہین کو قبول کر لینے کا درس دے رہا تھا۔ اسی طرح ایسے سخت الفاظ کیانی نے اس وقت تو ادا نہیں کیے جب امریکہ نے پاکستان کی علاقائی خودمختاری کو پامال کرتے ہوئے ایبٹ آباد پر حملہ کیا اور جس کے نتیجے میں پاکستان کی بہادر افواج اور اس کی صلاحیتوں کا مذاق اڑایا گیا۔ اور ایسے پرعزم اقدام کا اعلان کیانی نے اس وقت تو نہیں کیا جب امریکہ کی سرکردگی میں نیٹو نے سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ کر کے افواج پاکستان کے چوبیس جوانوں کو بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اور نہ ہی اس قسم کے بے باک موقف کا مظاہرہ کیانی نے اُس وقت کیا تھا جب امریکی دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس رنگے ہاتھوں پکڑا گیا تھا۔ اور نہ ہی کیانی نے ایسے جارحانہ طرزِ عمل کا مظاہرہ اس وقت کیا جب امریکیوں نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی عزت کو پامال کیا تھا۔

یہ غدار نہ صرف امریکہ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں اور کبھی بھی اس کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ یہ مسلمانوں کے قتلِ عام اور عزتوں کی پامالی کے لیے امریکہ کے ہاتھ مضبوط کرتے ہیں۔ یہ امریکیوں کو اڈے اور انٹیلی جنس معلومات فراہم کرتے ہیں تا کہ امریکی ڈرون طیاروں کے ذریعے ہزاروں مسلمانوں کے گھروں کو ملیامیٹ کیا جائے اور ان کے گھروں کو ہی ان کے لیے قبرستان بنا دیا جائے۔ ان غدار حکمرانوں نے بلیک واٹر جیسی غیر سرکاری فوجی تنظیموں کو پاکستان کے انتہائی حساس فوجی

علاقوں اور بڑے شہروں کے پوش رہائشی علاقوں میں ٹھکانہ بنانے کے مواقع فراہم کیے ہیں تا کہ یہ امریکی تنظیمیں بم دھماکوں اور قاتلانہ حملوں کی مہم کے ذریعے ہزاروں مسلمان شہریوں اور فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتاریں اور اس کا الزام قبائلی علاقوں کے مسلمانوں پر ڈال کر ملک میں امریکی جنگ کی آگ کو مزید بھڑکائیں۔ یہ غدار امریکی سفارت خانوں اور قونصل خانوں کی حفاظت کرتے ہیں جو کہ درحقیقت پوری دنیا میں فتنہ و انتشار پھیلانے کے اڈے ہیں اور جن کا اسلامی سرزمین پر موجود ہونا جائز نہیں۔ اس سے بڑھ کر ان غداروں نے اسلام آباد میں امریکہ کو دنیا کا دوسرا بڑا سفارت خانہ بنانے کی اجازت بھی دے دی ہے جو کہ حقیقت میں سفارت خانہ نہیں بلکہ ایک قلعہ نما امریکی فوجی اڈہ ہوگا۔ یہ غدار اللہ رب العالمین کے سامنے نہیں بلکہ امریکہ کے سامنے جھکتے ہیں، اور فتنے کی جنگ کو جاری رکھنے کے لیے اسی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں، اسی سے اپنی اس خدمت کا صلہ مانگتے ہیں اور اسی کی خوشنودی کے طلبگار ہوتے ہیں، جبکہ اس جنگ کے نتیجے میں ہزاروں مسلمان اپنی جانوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں اور پاکستان کی معیشت کو اربوں ڈالرز کا نقصان پہنچ چکا ہے۔

اے پاکستان کے مسلمانو! بابرکت اسلامی سرزمین کا حامل پاکستان، جو آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے، جس کا رقبہ تقریباً برطانیہ اور فرانس کے مجموعی حجم کے برابر ہے، جس کی فوج دنیا کی ساتویں بڑی فوج ہے جو کہ ایٹمی ہتھیاروں سے بھی لیس ہے، اسے فوجی و سیاسی قیادت میں موجود مٹھی بھر غداروں نے اس حال میں پہنچا دیا ہے کہ یہ طاقتور ملک امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہے۔ یہ مٹھی بھر غدار ہماری ہی افواج، انٹیلی جنس اداروں، سرزمین اور فضاؤں کو ہمارے علاقوں میں امریکہ کے مفادات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، وہ مفادات جن کو امریکہ اپنے بل بوتے پر حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور اگرچہ ہمارے قدموں تلے ایسے قدرتی وسائل موجود ہیں جن سے دنیا کی کئی بڑی طاقتیں محروم ہیں، لیکن اس کے باوجود ان غداروں نے اُن مغربی طاقتوں کو ہماری سرزمین پر اجارہ داری کا موقع فراہم کر رکھا ہے جنھیں پوری دنیا ان کے غرور اور ناانصافی کی وجہ سے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ انھوں نے دشمن کفار کو ہم پر مسلط کر دیا ہے جو اسلام اور امتِ مسلمہ سے شدید نفرت کرتے ہیں، جبکہ ہم وہ امت ہیں جو اسلام پر ایمان رکھتے ہیں جو دنیا کا واحد سچا دین ہے، اور جس دین نے ایسی عظیم شان اسلامی ریاستِ خلافت کو جنم دیا تھا جس نے صدیوں دنیا پر حکمرانی کی اور جو اس قدر قابلِ رشک تھی کہ اس سے قبل دنیا کی کسی تہذیب اور ریاست کو یہ مقام حاصل نہ ہو سکا۔

تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ان مٹھی بھر غداروں کی اتنی سنگین غداری کے سامنے جھک جائیں اور اسے قبول کرلیں جبکہ ہم میں سے ہر ایک پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کلمۂ حق کو بلند کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہو یہاں تک کہ اسلام اور اس کی ریاست یعنی خلافت اس سرزمین پر قائم ہو جائے۔ کیا ظلم وجبر اور فتنے کے سامنے جھک جانا تباہی و بربادی کو دعوت دینا نہیں؟ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

"اور ڈرو اس فتنے سے جو تم میں سے صرف ظالم لوگوں کو ہی اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا۔ اور جان لو کہ اللہ شدید عذاب دینے والا ہے" (الانفال: 25)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((والذی نفسی بیده لتامرون بالمعروف و لتنهون عن المنكر و لتاخذن علی يد الظالم و ليطرنه علی الحق اطرا او ليضربن الله قلوب بعضكم علی بعض و ليلعننكم كما لعنهم))** "قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، تمہیں ضرور نیکی کا حکم دینا ہے اور برائی کو روکنا ہے اور جابر کے ہاتھ کو روکنا ہے اور اسے حق بات کی جانب موڑنا ہے اور اسے حق پر قائم رکھنا ہے ورنہ اللہ تمھارے قلوب کو ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا اور تم پر ویسے ہی لعنت کرے گا جیسا کہ تم سے پچھلے لوگوں پر کی تھی" (الطبرانی)۔

ملکِ شام میں موجود اپنے مسلمان بھائیوں سے سبق حاصل کرو کہ وہ بھی ہماری طرح ہی مسلمان ہیں اور ہماری طرح ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ اپنے ملک کے ظالم و جابر حکمران بشار الاسد کے خلاف ایسی بہادری اور استقامت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں کہ بشار الاسد کا آقا امریکہ بھی شام میں خلافت کے سورج کو اُبھرتے دیکھ کر حواس باختہ ہو رہا ہے۔

اے افواجِ پاکستان کے افسران! حزب التحریر اور اس کے شباب نے اس بات کی قسم کھا رکھی ہے کہ وہ اللہ کے اذن سے خلافت کے قیام کے ذریعے اسلام کو عملی زندگی میں نافذ کر کے رہیں گے۔ چنانچہ جس طرح ہم یہ جانتے ہیں کہ عوام کی مشکلات اور مصائب کیا ہیں، اسی طرح ہم اس بات سے بھی واقف ہیں کہ افواجِ پاکستان کن مشکلات اور مصائب سے دوچار ہیں۔ ہم امریکہ کے ہاتھوں آپ کی ذلت و رسوائی پر آپ کے غم و غصہ سے واقف ہیں۔ ہم آپ کو پکارتے ہیں اور آپ سے ہرگز مایوس نہیں کیونکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ کے دل ایمان سے لبریز ہیں اور آپ کے دل شہادت کی آرزو کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ اس امت کے بیٹے ہیں اور دشمن امریکہ آپ کے عزم و حوصلے کو توڑنے میں ناکام رہا ہے اور نہ ہی آپ امریکہ سے ڈرتے ہیں اس بات کے باوجود کہ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں نے آپ کو امریکہ سے خوفزدہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر لی ہے۔ کیانی اور اس کے چمچوں نے ان لوگوں کی عزت کو خاک میں ملا دیا ہے کہ جن کی حفاظت کی خاطر آپ نے جان کی بازی لگا دینے کی قسم اٹھا رکھی ہے، اور اب یہ غدار قیادت آپ کو بھی

آپ کی ذمہ داری ادا کرنے سے روک رہی ہے۔ اس غدار قیادت نے آپ کومقبوضہ مسلم علاقوں کو آزاد کروانے کی ذمہ داری سے روک رکھا ہے جبکہ یہ وہ ذمہ داری ہے جو آپ کے رب اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ پر عائد کی ہے اور اس کی بجائے یہ غدار آپ کو قبائلی علاقوں میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو قتل کرنے کا حکم دے رہے ہیں جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس صورتِ حال میں آپ پر لازم ہے کہ آپ وہی کردار ادا کریں جو رسول اللہ ﷺ کے دورِمبارک میں انصار نے کیا تھا اور اسلامی سرزمین پر اسلام کی حکمرانی کو قائم کرنے کے لیے نصرۃ (عسکری مدد) فراہم کر کے کفار کے مکروہ منصوبوں کو ملیا میٹ کر دیں۔ یہ صرف خلیفۂ راشد ہی ہوگا کہ جس کی قیادت کے تحت آپ دشمن کے خلاف لڑیں گے اور اُس عزت کا ذائقہ پھر سے چکھیں گے کہ جس کے آپ حقدار ہیں اور اُس اجر کو سمیٹ سکیں گے کہ جس کی آپ تمنا کرتے ہیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ o تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گی۔ یہ کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانو۔ وہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور ہمیشہ رہنے والے باغوں میں عمدہ رہائش۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے''(الصّف: 12-10)

❑❑❑❑

پارلیمنٹ کے انتخابات کا اعلان اردن کے لوگوں کو بے وقوف بنانا ہے

اردن میں حکومت نے موجودہ پارلیمنٹ کو تحلیل کر کے نئے پارلیمانی انتخابات کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ اعلان لوگوں کے بڑھتے ہوئے غصے اور اکثریت کی جانب سے خاموشی توڑنے اور اردن میں لوگوں کی اپنی پامال ہوتی ہوئی عزت، لوٹی ہوئی دولت، غربت وافلاس، ریاست کے ہر ادارے کو اپنے لپیٹ میں لیتی ہوئی کرپشن، کافر مغرب کی اقتصادی اور سیاسی ماتحتی، یہودیوں کے ہاتھوں شرمناک یرغمالی، بڑھتے قرضوں کی وجہ سے تبدیلی کی ضرورت کے اشکار ہونے کے تناظر میں کیا گیا ہے۔ حکومت اس اعلان کے ذریعے لوگوں کو بے وقوف بنانے، ان کے مسائل کو نظر انداز کرنے، ان کی تکالیف اور مطالبات کو پسِ پشت ڈالنے کے لیے یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہی ہے کہ ان مسائل کا حل نئی پارلیمنٹ کا انتخاب ہے جو ضروری قانون سازی کرے گی اور حکومت منتخب کرے گی جس سے مسائل حل ہوں گے۔

اردن کے لوگوں کی تکالیف سے اس طرح جان بوجھ کر لاپرواہی برتنا اور رسوا کن طریقے سے ان کو نظر انداز کرنا اس بات کی تائید کرتا ہے کہ اردن کی حکومت اور اس کے ساتھی کھلاڑی بدستور لوگوں کو گمراہ کرتے اور ان کے شرعی حقوق اور حقیقی تبدیلی سے ان کی آنکھیں پھیرتے رہیں گے۔ مسئلہ صرف پارلیمنٹ میں نہیں بلکہ مسئلہ پورے کے پورے نظام میں ہے کیونکہ وہ اسلام کے اساس پر قائم نہیں اور مغرب کے ہاتھوں یرغمال بنا ہے۔ نئی پارلیمنٹ سے حالات تبدیل نہیں ہوں گے جو قانون سازی کرے گی جس کا کسی انسان کو حق ہی نہیں چاہے اس کا انتخاب ایک ووٹ کے قانون سے ہو یا کسی اور قانون سے۔ آئین میں جتنی بھی ترمیم کی جائے حالات تبدیل نہیں ہوں گے کیونکہ یہ سب کچھ اس نظام کی حفاظت کرے گا جو اسلام کی بنیاد پر قائم نہیں۔

شریفانہ اور باعزت زندگی گزارنے کے لیے لوگوں کے شرعی حقوق کا حصول اور کافر مغرب کی غلامی سے آزادی صرف اس اسلامی نظام کے نفاذ سے ہی ممکن ہے جس کو اللہ سبحانہ وتعالی نے مکمل کر دیا ہے اور اپنے بندوں کے لیے اس کو پسند کیا ہے، یہ وہی نظام خلافت ہے جس کے سائے میں ہم دنیا کے رہبر تھے اور جس کے بغیر خود ساختہ نظاموں کی بدبختی کی وجہ سے مصائب میں مبتلا ہی رہیں گے۔ ارشاد بار تعالی ہے:

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى

اب تمھارے پاس جب کبھی بھی میری طرف سے ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بھکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا۔ اور (ہاں) جو میرے ذکر (قرآن) سے منہ موڑے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے (طہ 124-123)

میڈیا آفس حزب التحریر ولایہ اردن

شام کی سرزمین کے مخلص انقلابیوں کو پُرزور پکار:

ہوشیار رہو! استعماری کفار خصوصاً امریکہ تمہارے انقلاب کا رخ موڑنے کی سازش کی خاطر مل بیٹھے ہیں

شام کے جابر حکمران بشار الاسد کے جرائم میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، پکڑ دھکڑ اور قتل وغارت کا بازار گرم ہے، انسان تو انسان پتھر اور شجر بھی بشار کی پھیلائی ہوئی تباہی سے محفوظ نہیں ہیں۔ وہ کھیتوں میں کھڑی تیار فصلوں کو جلا رہا ہے اور مویشیوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ اپنے جرائم میں وہ توپ خانے، ٹینک اور جنگی جہازوں کو استعمال کر رہا ہے، وہ لوگوں پر جلا کر راکھ کرنے والے مواد کے ڈرم اور کلسٹر بم گرا رہا جس سے خواتین، بچے اور بوڑھے ہلاک ہو رہے ہیں۔ ظالم بشار کے ذہن میں غاصب یہودی ریاست کے خلاف اِس اسلحے کے استعمال کا خیال تو کبھی نہیں آیا جو فلسطین اور گولان کی پہاڑیوں پر قابض ہے، بلکہ یہ اسلحہ ایسے غاروں میں ہی پڑا رہا جہاں وہ ہر نظر سے اوجھل تھا اور اس اسلحے کو اس وقت بھی استعمال نہ کیا گیا جب یہودی ریاست کے جنگی جہازوں نے بشار کے محل کے اوپر پرواز کی تھی۔ لیکن اب بشار اس اسلحہ کو نکال کر ان لوگوں کو تباہ کرنے کے لیے استعمال کر رہا ہے جن کے بارے میں وہ اب بھی دعوی کرتا ہے کہ یہ اس کی اپنی قوم ہے!۔

ان تمام تر مظالم کے ساتھ ساتھ سیاسی چالیں اور شرمناک سودے بازی بھی زوروں پر ہے۔ نام نہاد قومی کونسل کی کانفرنسیں بیرون ملک جاری ہیں اور اندرونِ ملک قاتل حکومت بھی کانفرنسیں منعقد کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی نمائندوں کا آنا جانا لگا ہوا ہے اور عید کے دوران جنگ بندی اور اس کے پس پردہ مذاکرات کی دعوت کے لیے رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے دن رات دورے ہو رہے ہیں، یعنی عید کے بعد قتل وغارت اور جرائم کا بازار پھر سے شروع کیا جائے گا۔ اس کے بعد ظالم اور مظلوم کے درمیان مذکرات کا ڈرامہ رچایا جائے گا جس میں ایک طرف شام کی ظالم حکومت ہوگی اور دوسری جانب انقلابی ہوں گے تاکہ دونوں اطراف پر مشتمل ایک عبوری حکومت تشکیل دی جائے اور اس طرح بشار کے جرائم پر پردہ ڈالا جائے گا اور اس کے مظالم پر اس سے احتساب نہیں کیا جائے گا اور اسے آزادی سے گھومنے پھرنے کی یقین دہانی بھی حاصل ہو جائے گی۔

اس حکومت کی درندگی سب کی آنکھوں کے سامنے ہے، جسے چھوٹے اور بڑے سب ممالک دیکھ رہے ہیں، اس کے لیے کسی سروے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس ڈرامے میں کردار ادا کرنے والی بڑی طاقتیں عسکری اور سیاسی دونوں طریقوں سے صورتحال کو بگڑنے دے رہیں ہیں۔ یہ اس خوف کی وجہ سے ہے کہ کہیں ظالم بشار کی حکومت کے خاتمے کی صورت میں پیدا ہونے والے خلاء کو اسلام کی بنیاد پر قائم ہونے والی حکومت پُر نہ کردے اور شام کی سرزمین پر خلافت قائم نہ ہو جائے۔ ان طاقتوں کو یاد ہے کہ جب مسلمانوں کا خلیفہ موجود تھا کہ جس کے ذریعے مسلمانوں کی حفاظت ہوتی تھی اور جس کی قیادت میں وہ لڑتے تھے، تو اس وقت مسلمانوں کی شان وشوکت کیا تھی اور استعماری کفار کتنے پست اور ذلیل ہوا کرتے تھے۔ یہی وہ خوف ہے کہ جس کی وجہ سے یہ سب کفار مل بیٹھے ہیں، صرف امریکہ ہی نہیں کہ جو اُس وقت تک اپنے ایجنٹ کو رخصت کرنا نہیں چاہتا جب تک کہ اس کا متبادل نہ ملے بلکہ یہی حال یورپ، روس، چین کا بھی ہے اور ان کے ایجنٹ مسلم حکمرانوں کا بھی۔ یہ اکٹھے ہیں اگر چہ ان ممالک کے مفادات اور مقاصد مختلف ہیں، چنانچہ کچھ کھلم کھلا بشار حکومت کی مدد کر رہے ہیں اور کچھ پسِ پردہ، کوئی بشار کو مہلت پہ مہلت دے رہا ہے، جبکہ کچھ ممالک اسلحہ کی مسلسل فراہمی سے اس کی مدد کر رہے ہیں اور کچھ اس کے خلاف پیش کی جانے والی قرار داد کو ویٹو کر دیتے ہیں۔ جہاں تک ایجنٹ مسلم حکمرانوں کا تعلق ہے وہ آنکھیں بند کر کے اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں، چنانچہ ترکی شام کے نائب صدر 'فاروق الشرع' کو آگے بڑھانے کے لیے اسے باضمیر آدمی قرار دے رہا ہے اور اردن 'ریاض حجاب' کو بااصول شخص کہہ رہا ہے، قومی کونسل 'مناف طلاس' کو خوش آمدید کہہ رہی ہے اور اس کی بغاوت کو حکومت پر کاری ضرب گردانتی ہے حالانکہ یہ اُسی حکومت کا بغل بچہ ہے... قطر اور سعودی عرب بہت سا مال لیکن بہت تھوڑا اسلحہ لے کر اس میدان کارزار کے گرد چکر کاٹ رہے ہیں کہ کہیں یہ اسلحہ سچے مؤمنوں کے ہاتھ نہ لگ جائے، جبکہ ایران تو بشار حکومت کے شانہ بشانہ لڑ رہا ہے اور اس کے پیروکار بھی ایسا ہی کر رہے ہیں اور وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ شام کی حکومت 'یہودی ریاست کے خلاف' مزاحمت کرتی ہے حالانکہ اس حکومت کا یہودیوں کے خلاف مزاحمت سے دور کا بھی تعلق واسطہ نہیں۔ یہ سب آپس میں کیسے برے دوست ہیں۔

یہ اہلِ شام کے خلاف ان کی بلند ہوتی ہوئی تکبیروں اوراُن فلک شگاف نعروں کے خلاف لڑنے کے لیے اکھٹے ہو گئے ہیں جن میں وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے نہ جھکنے کا اعلان کرتے ہیں اور یہ کہ عوام خلافت اور اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق حکومت چاہتی ہے... یہ نعرے ان ممالک کے کانوں میں تیر اور نشتر کی طرح چبھتے تھے یہاں تک کہ خلافت کے دوبارہ قائم ہونے کا خیال ان کے دلوں کو خوفزدہ کرنے لگا۔ پس انہوں نے انسانی حقوق، اجتماعی نسل کشی، وحشیانہ قتل وغارت اور انسانیت کے خلاف جرائم جیسے الفاظ کو خیر باد کہہ دیا کہ گویا یہ ان کی لغت سے ہی نکال دیے گئے ہیں۔ یہ سب ان کے ہاں جائز ہے بلکہ خلافت کو روکنے کے لیے یہ سب کرنا ان پر فرض ہے (اگر وہ اسے روک سکیں)... یہ کل بھی اسلام اور مسلمانوں سے کینہ اور بغض رکھتے تھے اور آج بھی اسلام اور مسلمانوں سے کینہ اور بغض رکھتے ہیں

﴿لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ﴾

"یہ لوگ تو کسی مسلمان کے حق میں کسی رشتہ داری یا عہد کا قطعاً لحاظ نہیں کرتے، یہ ہیں ہی حد سے گزرنے والے" (التوبۃ:10)

﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ﴾

"بغض ان کے منہ سے ٹپکتا ہے اور جو کچھ ان کے دلوں چھپا ہے وہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے" (آل عمران:118)۔

اے شام کے انقلابیو! ہم جانتے ہیں کہ آپ کے درمیان مغربی تہذیب سے دھوکہ کھایا ہوا ایک چھوٹا سا ٹولہ بھی موجود ہے، جو مغرب سے متاثر اور اس کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ یہ وہی کہتا ہے جو مغرب کہتا ہے، یہ ایک سیکولر عوامی جمہوری ریاست کی بات کرتا ہے جو زندگی کے معاملات سے دین کو الگ کرتی ہے... یہ مختصر ٹولہ اسلام کی حکمرانی نہیں چاہتا ہے، بلکہ مغربی نظاموں کو ان کے تمام تر عیوب کے ساتھ اختیار کرنا چاہتا ہے، تا کہ یہ نظام چہروں اور مہروں کی تبدیلی کے ساتھ قائم رہے۔ یہ لوگ بہت بڑی غلطی پر ہیں، اور ان کا کوئی قابلِ ذکر وزن بھی نہیں، ان کا وجود اس فاسد نظام اور ان کے آقاؤں کے مرہونِ منت ہے، جوں ہی اس فاسد نظام اور ان کے آقاوں کا چراغ گُل ہو گا اس ٹولے کا شعلہ بھی بجھ جائے گا کیونکہ یہ ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کے آپ کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے جو اس چھوٹے ٹولے سے کچھ بڑا ہے اور ان کا وزن بھی زیادہ ہے... یہ ایسے مسلمان ہیں جو اسلام سے محبت کرتے ہیں اور خلافت چاہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے (رایہ) سے لگاؤ بھی رکھتے ہیں۔ لیکن وہ جس چیز سے محبت کرتے ہیں اس کا اعلان نہیں کر تے، اس خوف سے کہ کہیں استعماری ممالک ان کے خلاف نہ ہو جائیں اور وہ کلمہ والے جھنڈے کو محض اس لیے بلند نہیں کرتے کہ کہیں قوم پرست ناراض نہ ہو جائیں۔ ہم انہیں نصیحت کرتے ہیں کہ شاید یہ خبردار ہوں اور عقل سے کام لیں۔ ہم ان کو نصیحت کرتے کہ وہ استعماری کفار کے مغربی تصورات سے فائدہ حاصل کرنے کی سوچ اختیار نہ کریں اور نہ ہی مغربی کفار کی ایجنٹوں کی دعوت کو قبول کریں جو قوم پرستی (نیشنلزم) کی دعوت دے رہیں ہیں۔ یہ محض ان کا خواب ہی رہے گا کہ اگر وہ مغرب کو اشتعال نہیں دلائیں گے اور اس کو ناراض کرنے سے اجتناب کریں گے تو مغرب لازمی ان کی مدد وحمایت کرے گا۔ کیونکہ یہ کفار تو ان سے اس وقت تک خوش نہیں ہوں گے جب تک یہ اپنے دین کو نہ چھوڑ دیں، قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾

"یہود اور نصاری ہرگز تم سے راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم ان کے دین کی پیروی اختیار نہ کر لو" (البقرہ: 120)۔

اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کے درمیان ایک بہت بڑی تعداد سچے انقلابیوں کی ہے، جو تکبیریں بلند کر رہے ہیں اور خلافت کے لیے پکار رہے ہیں اور زوردار انداز سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی کے آگے نہیں جھکیں گے... یہی اس انقلاب کا ہراول دستہ اور اس انقلاب کے مرکز ومحور ہیں۔ ہم ان سے مخاطب ہیں، کیونکہ انہی کے ایمان کے سامنے فتنے ٹوٹ رہے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(الا وانّ الایمان اذا وقعت الفتن با لشام)** "سنو جب فتنوں کی بھرمار ہو گی تو ایمان شام میں ہو گا" (رواہ الحاکم)

اے سچے انقلابیو! ہم آپ کو محتاط رہنے کا کہہ رہے ہیں۔ آپ کے اوپر ہونے والی عسکری اور سیاسی یلغار کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو مایوس کیا جا سکے اور آپ کو اس نظام اور اس کے آلہ کاروں اور کارندوں کے سامنے مذاکرات کے لیے بیٹھنے پر مجبور کر دیا جائے۔ آپ ان کے آلہ کاروں کے ساتھ ہرگز مت بیٹھیں، کیونکہ یہ سب خیانت اور غداری میں برابر ہیں۔ یہ نظام اور اس کے آقا صرف خائن اور غدار کو ہی سامنے لائیں گے، لہٰذا ان آلہ کاروں اور کارندوں سے خبردار ہو جاؤ، خبردار ہو جاؤ۔

﴿هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾

"یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو، اللہ انھیں غارت کرے، کہاں بھٹکے جا رہے ہیں" (المنافقون:4)۔

اے سچے انقلابیو! ذوالحجہ کے مہینے کی ان دس محترم راتوں میں ہم اس بیان کو آپ کی طرف بھیج رہے ہیں تا کہ آپ خبردار ہو جائیں اور اس نظام کے ساتھ کسی قسم کی سودا بازی سے بچیں، چاہے وہ کتنی ہی پُرکشش ہو، کیونکہ ایسا کوئی بھی عمل اللہ خالق کائنات کی ناراضگی کا باعث ہو گا کہ جس کی خاطر آپ نے اپنے بابرکت خون کو اب تک بہایا ہے۔ دھوکہ دینا خائن ایجنٹوں کا شیوہ ہے، وہ چھپ کر اور علانیہ طور پر تاک میں ہیں اور اگر وہ

دھوکے کی تاک میں ہیں تو ان کے ساتھ ویسا ہی ہو جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّآ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُونَ﴾

''کہہ دیجئے کہ تم ہمارے بارے میں جس چیز کا انتظار کررہے ہو وہ دو بھلائیوں میں سے ایک ہے۔ اور ہم تمھارے حق میں اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تمھیں کوئی سزا دے یا ہمارے ہاتھوں سے۔ پس ایک طرف تم منتظر ہو دوسری جانب ہم بھی منتظر ہیں''(التوبۃ:52)۔

جب تک آپ حق پر ثابت قدم ہو اللہ کے اذن سے آپ کامیاب رہو گے۔ اپنی نیت کو خالص رکھو، خلافت کے قیام کے عزم پر مضبوطی سے جمے رہو اور سازباز کرنے والوں اور مصلحتوں سے دور رہو، اس نظام، اس کے قانون اور اس کے کسی حصے کی بقا کو قبول نہ کرو۔

اے اپنے انقلاب میں سچے انقلابیو! رہنما اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا، حزب التحریر تمہاری خیر خواہ ہے اور تمہیں نصیحت کرتی ہے، حزب اور تم حق کے طلب میں یکساں ہو... حزب اس نظام کے ساتھ کسی بھی نام سے سمجھوتہ کرنے سے آپ کو خبردار کرتی ہے، چاہے وہ عبوری ہو یا دائمی، وہ عرب لیگ کی سرپرستی میں ہو یا اقوام متحدہ کی زیر نگرانی، وہ حکومت کے سربراہ کے ساتھ ہو یا اس کے آلہ کاروں اور گماشتوں کے ساتھ، یہ سب ہی برائی اور خیانت کی کڑیاں ہیں، یہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے قطعاً مختلف نہیں... اس نظام کو کسی بھی حال میں موقع مت دو بلکہ اس کو اس کی تمام جزئیات کے ساتھ قبر میں اتار کر اس کی جگہ خلافت راشدہ کو قائم کرو۔ صرف اسی صورت میں تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کا حق ادا کرو گے، اور شام کی مبارک سرزمین کو لالہ زار کرنے والے اس بابرکت خون سے وفا کرو گے، وہ سرزمین کہ جس کا بالشت بھر حصہ بھی شہیدوں اور زخمیوں کے بابرکت خون کی چھینٹوں سے خالی نہیں۔ دنیا اور آخرت کی کامیابی سمیٹ لو اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو۔

اے اپنے انقلاب کے ساتھ مخلص انقلابیو!

اس نظام کی طرف سے بڑھتے ہوئے حملے اس جانور کی مانند ہیں جو موت کے وقت ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور یہ اس کی مایوسی کی دلیل ہے۔ تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، یاد رکھو اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے، تم اس نظام کے ساتھ بیس مہینے سے لڑ رہے ہو، کامیابی تک اب جو وقت باقی ہے وہ گزر جانے والے وقت سے کم ہے، نظام ڈول رہا ہے اور گرنے والا ہے، وہ تاریخ کے گڑھے میں گرنے سے پہلے تمہیں مایوس کرنے کی آخری کوشش کر رہا ہے، اسی لیے اس نے اپنے وحشیانہ حملوں کو بڑھا دیا ہے اور اپنی مذاکراتی کوششوں اور سودابازی کے عمل کو بھی تیز کر دیا ہے۔ وہ بچ نکلنے کے لیے محفوظ راستہ ڈھونڈ رہا ہے، لیکن اس کو یہ موقع مت دو کہ کہیں یہ موت کے بعد دوبارہ زندہ نہ ہو جائے۔

﴿فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾

''خوفزدہ ہو کر صلح کی طرف مت بلاؤ، تم ہی غالب رہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہے، وہ ہرگز تمہارے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا''(محمد:35)

❑❑❑❑

بقیہ: ریاست خلافت کا نیوکلیئر ڈاکٹرائین

لیے بنائی جانے والے مختلف BMD نظام میں بڑے ٹیکنیکل مسائل موجود ہیں اور مکمل بچاؤ کی گارنٹی کسی بھی سسٹم میں نہیں۔ ریاست خلافت کی پالیسی اس سلسلے میں یہ ہوگی کہ اول، اس سسٹم پر تحقیق (research & development) کا کام کیا جائے تاکہ ایک مستحکم بچاؤ کا نظام عمل میں لایا جائے۔ دوم کسی بھی قسم کے BMD سسٹم کو ریاست خلافت کے گردونواح میں لگائے جانے کی ہر کوشش کو ناکام بنایا جائے گا۔

اختتامی کلمات (Conclusion)

حالیہ عرصے میں استعماری کفار کی مسلم علاقوں میں مداخلت اور سازشوں، خصوصاً عرب مسلم دنیا میں ایجنٹ حکمرانوں اور کفریہ نظاموں کے خلاف امت کی بغاوت نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا ہے۔ لیکن شام کے بہادر اور مخلص مسلمانوں کی اسلام اور خلافت کے لیے پاک جدوجہد نے امریکہ اور اس کے حواریوں کو شدید زخمی کر دیا ہے۔ بہت جلد اللہ کی مدد سے مسلمان ایک ایسی ریاست کو قائم کریں گے جس کی خارجہ پالیسی اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر مبنی ہوگی جس میں فرمایا گیا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

''اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے۔ پھر اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے''۔(الانفال۔39)

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

''اسی نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ چاہے مشرکوں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔ (التوبہ۔33)

یہ ریاست خلافت ہی ہوگی جو اپنی جدید ترین فوجی ساز و سامان، ایٹمی اسلحہ اور جذبہ جہاد سے سرشار فوج کو اسلام کے پھیلاؤ، مضبوضہ مسلم علاقوں کو آزاد کروانے اور ریاست کی حفاظت کے لیے استعمال کرے گی۔ اسلامی خلافت کی نیوکلیئر پالیسی ہی اسلام دشمن ریاستوں کے دلوں میں حقیقی خوف پیدا کرے گی جبکہ دوسری ریاستوں کو عالمی استعماری قوتوں سے نجات دلائے گی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر گامزن رکھے اور اس راستے پر استقامت عطا فرمائے اور ریاست خلافت کو مسلم دنیا میں جلد از جلد قائم فرمائے۔ آمین

اللہ اکبر،،،اللہ اکبر،،،اللہ اکبر،،،لا الہ الاّ اللہ،،،اللہ اکبر،،،اللہ اکبر،،،وللہ الحمد

عیدالاضحیٰ کے مبارک موقع پرحزب التحریر کی طرف سے عید مبارک

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول ﷺ، آپ ﷺ کے آل واصحابؓ اور متوالوں پر، ہر اس شخص پر جس نے آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلا اور اسلامی عقیدے کو ہی اپنی فکر کی اساس اور احکام شرعیہ کو ہی اپنے فیصلوں کے لیے معیار اور مصدر بنایا۔امابعد،

اے دنیا بھر کے مسلمانو! ہمیں خوشی ہے کہ ہم، حزب التحریر کا مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر کے امیر جلیل القدر عالم عطاء بن خلیل ابو رَشتہ کی طرف سے پوری امت مسلمہ کو عیدالاضحیٰ کی مبارک باد پہنچا رہے ہیں۔ہمیں اس بات پر بھی مسرت ہے کہ ہم حزب التحریر کے شباب (جوانوں) اور شابات (بہنوں) کو بھی مبارکباد پہنچا رہے ہیں جو جابرانہ عہد کی حکومتوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں اور اس خلافت کے قیام کے ذریعے اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے جدو جہد میں مصروف ہیں جس کی بشارت اللہ کے بندے اور رسول ﷺ نے دی ہے۔

گزشتہ سال ہم اللہ الحی القیوم کے سامنے بہت گڑگڑائے کہ خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب کردے اور اب ہم شام کے ظالم وجابر کو گرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

شام کے انقلاب کو مغربی ملکوں اور خاص کر ان کے سرغنہ امریکہ کی جانب سے دن رات کی سازشوں کا سامنا ہے۔وہ دمشق کے جابر کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے دن دھاڑے قتل و غارت گری اور خونریزی میں مصروف ہیں اور بشار الاسد قتل و غارت اور تباہی پھیلانے کے لیے ہر قسم کے دستیاب وسائل کو بروئے کار لا رہا ہے۔یہ شام کے انقلاب کے کھوک سے ریاست خلافت کے جنم لینے کے بارے میں مغربی قائدین اور غدار مسلم حکمرانوں کے خوف کی واضح دلیل ہے۔اگر اہل شام امریکی ڈکٹیشن اور اس کے ایجنٹوں کے سامنے جھکتے تو یہاں بھی وہ ایک اور کرزئی یا طنطاوی مسلط کرنے میں وہ کامیاب ہو جاتے جو انقلاب کو امریکی مفاد میں موڑ دیتا......یوں امریکی کونسل جس کو قومی کونسل کا نام دیا گیا ہے کے داعی قصرِ مہاجرین میں شام کے انقلاب کے امین کے طور پر داخل ہونے میں کامیاب ہو جاتے، حالانکہ یہ امریکی اور ترک حکومت کے گماشتوں سے زیادہ کچھ بھی نہیں......لیکن انقلابیوں کے گزشتہ جمعے کے مظاہروں میں ان کا پردہ بھی چاک کر دیا جب انہوں نے یہ نعرے بلند کیے کہ ''اے امریکہ! کیا اب بھی ہمارے خون سے تمہاری پیاس نہیں بجھی ''جو امریکی مکاری کی حقیقت کے بارے میں ان کی بیداری کی دلیل ہے۔

پوری امت مسلمہ کو عیدالاضحیٰ کی مبارک باد پیش کرنے کے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ہم تمام مسلمانوں، خاص کر قائدین اور فوجی افسران اور تبدیلی لانے پر قدرت اور طاقت رکھنے ولوں کو اس شام میں موجود ان کے بھائیوں اور اپنوں کی مدد کے حوالے سے ان کی ذمہ داری یاد دلاتے ہیں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''شام اسلام کا مسکن ہے''......اور ہم اپنے شامی بھائیوں کو اللہ کی اس مدد کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا اللہ وعدہ فرما چکے ہیں، ان کو چاہیے کہ انتہائی خلوص کے ساتھ اللہ کی راہ میں اس کو راضی کرنے کے لیے قربانی دیتے رہیں تاکہ وہ دو کامیابیوں میں سے ایک کو حاصل کر لیں یعنی نصرت یا شہادت۔

جس وقت میں آپ کو اور پوری امت مسلمہ کو حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے سربراہ اور اس میں کام کرنے والوں کی طرف سے عید الاضحیٰ کی مبارک باد پہنچا رہا ہوں وہاں میں اللہ سبحانہ وتعالی سے التجا کر رہا ہوں کہ آئندہ عید اس حال میں آئے کہ امت مسلمہ رایہ عقاب (اسلامی جھنڈے) کے سائے میں زندگی گزار رہی ہو، وحدت اور اللہ کے اذن سے کامیاب اور باعزت بن چکی ہو، اس کو اس کی قیادت دوبارہ مل چکی ہو۔ یقیناً وہی کارساز اور قدرت والا ہے۔(آمین)

اے اللہ اے الحی القیوم اے رحم کرنے والے کرم کرنے والے آسمانوں کو بغیر ستون کے اٹھانے والے خلافت کے ذریعے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کردے، اپنے دشمنوں دمشق کے جابر، اس کی مدد اور حمایت کرنے والوں کے مقابلے میں ہماری بھرپور مدد فرما، تیری راہ میں جہاد کرنے والوں کی ہر جگہ مدد فرما، ان کو تیرے کلمے کو بلند کرنے اور تیرے دین کی مدد میں کامیاب کردے۔(آمین)

ہم آپ کو متوجہ کرنا پسند کرتے ہیں کہ اس مبارک عید کی مناسبت سے ایک خاص براہ راست پروگرام ترتیب دیا گیا ہے جو جمعے کے دن سے شروع ہو گا جو کہ عیدالاضحیٰ کا پہلا دن ہے۔

ہمیشہ خوش اور سلامت رہو اللہ تمہاری نیکیوں کو قبول کرے

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سبحانک اللھم وبحمدک نشھد ان لا الہ الاّ انت نستغفرک ونتوب الیک

عیدالاضحیٰ کی رات 1433 ہجری

عثمان بخاش

ڈائریکٹر مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر

□□□□

حزب التحریر ولایہ پاکستان کی جانب سے ایران کے حکمرانوں کے نام کھلا خط

السلام علی من اتبع الھدی

ہم یہ خط ایران کے حکمرانوں کو پاکستان میں موجود ایران کے سفارتی مشن کے ذریعے بھیج رہے ہیں۔

ہم شام کے جابر اور امریکی ایجنٹ بشار الاسد کی مدد اور شام کے مسلمانوں کی مخالفت کے لیے ایرانی فوجوں کو شام بھیجنے کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ایرانی افواج خصوصاً جن کا تعلق انقلابی گارڈز سے ہے، بشار الاسد کی قاتل غنڈوں کی ملیشیا ''شبیہا'' کے ساتھ مل کر شام کے مسلمانوں کا قتل عام کر رہی ہیں۔ کچھ ایرانی افسر پہلے ہی آزاد شامی فوج (Free Syrian Army) کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں اور یہ افسر یقیناً شام کے مسلمانوں کے خلاف جرائم میں ملوث ہیں۔

ہم آپ کو اس بات سے خبردار کرتے ہیں کہ یہ کوئی اتفاق نہیں کہ ایرانی افواج کو شام بھیجنے کے ساتھ ہی پاکستان میں امریکی نجی فوج ''ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک'' کی معاونت سے فرقہ وارانہ حملوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ امریکہ کی یہ خواہش ہے کہ مسلمان اپنے ہتھیار ایک دوسرے کے خلاف استعمال کریں نہ کہ وہ ایک ریاست کے تحت متحد ہو کر امریکہ کا مقابلہ کریں۔ کفار کا کردار ایسا ہی ہے جیسا کہ

لَا يَرْقُبُونَ فِيْ مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ

''یہ تو کسی مسلمان کے حق میں کسی رشتہ داری یا عہد کا قطعاً لحاظ نہیں کرتے، یہ ہیں ہی حد سے گزرنے والے'' (التوبہ-10)۔

اور ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کس جنگ کے لیے آپ ایران کی مسلم افواج کو بھیج رہے ہیں؟ وہ جنگ جس میں آپ شام کے جابر کی حمایت کر رہے ہیں جبکہ وہ اور اس کا خاندان کفر کی بنیاد پر حکمرانی کرتے ہیں اور کئی دہائیوں سے کفار کے مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ وہ جنگ جس میں آپ شام کے مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے ہیں جو شام کے ظالم و جابر حکمران کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تا کہ اسلام کو نافذ کیا جائے اور امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تمام مسلمانوں کو ایک ریاست کے تحت جمع کیا جائے۔ جب امریکہ خلافت کے قیام کو قریب آتا دیکھ کر اپنے حواس کھو رہا ہے اس وقت آپ کیسے اس امریکی منصوبے کا حصہ بن سکتے ہیں کہ جس کے تحت اس امت کو فرقہ واریت کی آگ میں جھونک دیا جائے۔

ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ آپ بشار الاسد کی حکومت کے ساتھ ہیں کیونکہ آپ بھی بشار کی طرح امریکہ کے ایجنٹ ہیں۔ اس وقت تمام امریکی ایجنٹ امریکہ کو مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کرنے اور امریکہ کے تسلط کو پوری امت مسلمہ پر برقرار رکھنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے امریکی ایجنٹ مسلم حکمران اسلامی ریاست کے قیام کو روکنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں جو مسلمانوں کو ایک ریاست کے تحت جمع کرے گی اور ہمیشہ کے لیے آپ کے آقا امریکہ کے تسلط کا خاتمہ کر دے گی۔ ایران کے حکمرانو! گرتی ہوئی بشار کی حکومت کی حمایت کر کے آپ نے اللہ، اس کے رسول ﷺ، مسلمانوں کے امامین اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ اپنی غداریوں میں مزید ایک اور غداری کا اضافہ کیا ہے جیسا کہ اس سے قبل آپ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس وقت غداری کی تھی جب آپ نے افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کے قتل عام اور ان پر قبضے کے وقت امریکہ کے ساتھ کھڑا ہونا پسند کیا تھا۔ آپ نے اس چیز کا انتخاب کیا جو آپ کو پسند تھی اور آپ جیسی مثالیں کم ہی ہیں۔

اگر شام کے مسلمان ایران اور شام کو یکجا کرنے اور اسلامی ریاست کے قیام میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ مشرقِ وسطہ، وسطی اور جنوبی ایشیا میں امریکی تسلط کے خلاف ایک زبردست دھچکہ ہو گا۔ اس سے بڑھ کر اگر مسلمان اس عظیم کام میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس کے نتیجے میں فرقہ واریت کے زہر کا خاتمہ ہو جائے گا اور باقی مسلم ممالک، جن میں پاکستان بھی ہے، کا اسلامی ریاست میں شامل ہونے کا عمل آسان ہو جائے گا۔ لیکن بجائے اس کے کہ آپ اس معاملے سے الگ ہو جاتے تا کہ ایران میں بھی اسلام کی حکمرانی ہو آپ نے امریکہ کا ساتھ دے کر اللہ، اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں سے غداری کی اپنی روش کو جاری رکھا جبکہ آپ کہنے کو سب سے بڑے شیطان کے خلاف بہت واویلا کرتے ہیں

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ''

یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے اپنا دشمن ہی سمجھو'' (فاطر-6)

ہم جانتے ہیں کہ اب بہت دیر ہو چکی ہے کہ آپ اپنے کالے کرتوتوں پر توبہ کریں۔ جان لیجئے، اللہ کے حکم سے خلافت جلد ہی قائم ہونے والی ہے جو آپ کے کفر پر مبنی اقتدار کا خاتمہ کرے گی اور دوسرے غدار مسلم حکمرانوں کے ساتھ آپ کو بھی سزا دے گی۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایران کے مسلمان بھی آپ سے اتنے ہی ناراض ہیں جتنا کہ دوسرے عرب ممالک میں موجود ان کے مسلمان بھائی خود پر مسلط جابر حکمرانوں سے ناراض ہیں۔ چاہے آپ اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں یا نہیں لیکن جلد ہی ایران کے مسلمان بھی آپ کو آپ کی گردنوں سے پکڑ لیں گے بالکل ویسے ہی جیسے ان کے بھائیوں نے اپنے جابر حکمرانوں کو پکڑ لیا ہے۔ اللہ جس بات کو پورا کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں

وَإِذَ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْماً اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً شَدِيداً قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

''اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ بالکل ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت سزا دینے والا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ تمھارے رب کے روبرو عذر پیش کرنے کے لیے اور اس لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں'' (الاعراف-164)

□□□□

بقیہ: امریکہ کا روس کے ساتھ اتحاد

دینے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا، خواہ وہ گولان کی پہاڑیوں کو ''یہودی ریاست'' کے حوالے کرنا ہو یا عراق پر امریکی حملے میں امریکہ کو مدد فراہم کرنا ہو۔ لیکن بالآخر لوگوں میں موجود شدید غصہ ایک آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا اور شام کے شہروں اور قصبوں کی سڑکیں اور بازار مظاہرین سے بھر گئے جو اسلام کا مطالبہ کر رہے تھے اور ان میں سے کئی **(الشعب يريد الخلافة من جديد) ''عوام خلافت کا دوبارہ قیام چاہتے ہیں''** کے نعرے لگا رہے تھے اور آنے والی خلافت کے کلمہ طیبہ والے سیاہ اور سفید جھنڈے لہرا رہے تھے۔

اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے امریکہ نے، کہ جس کا سکون خلافت کے دوبارہ قیام کے خوف سے برباد ہو چکا ہے، اپنے ایجنٹ بشار الاسد کو حکم دیا کہ وہ اس تحریک کو وحشیانہ طریقے سے کچل ڈالے۔ اس کام میں بشار کو مہلت فراہم کرنے کے لیے امریکہ نے بشار کے خلاف انتہائی کمزور بیانات دیے اور لا حاصل عملی قدم اٹھائے۔ اس دوران الاسد حکومت اس تحریک کو کچلنے کی خاطر شہروں اور قصبوں کو توپوں، ٹینکوں، جنگی طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے تباہ و برباد کرتی رہی۔ بشار نے ہزاروں لوگوں کا قتل کیا اور اُس نے اِس بربریت کے دوران عورتوں، بچوں اور بوڑھوں تک کو بھی نہ بخشا۔ بشار کے غنڈوں نے مردوں کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا، عورتوں کی عصمت دری کی، بچوں کو اغوا کیا، اور راہ چلتی ماؤں کی گودوں سے ان کے بچے چھین لیے۔

لیکن اس تمام تر کے باوجود الاسد حکومت انقلاب کو روکنے میں ناکام ہو رہی ہے۔ اس کے اقتدار کے ستون گر رہے ہیں اور اس کو زندگی بخشنے والے عناصر فرار ہو رہے ہیں۔ کئی اعلیٰ سیاسی و فوجی قائدین شام کے ظالم حکمران سے منہ موڑ چکے ہیں جبکہ شام کی افواج میں سے ہزاروں سپاہی اور افسران ظالم حکمران کے خلاف اپنے عوام کے ساتھ آ ملے ہیں۔ یہ انقلاب اب تقریباً پورے ملک میں پھیل چکا ہے، یہاں تک کہ دو بڑے شہروں، دمشق اور حلب کے بیشتر حصے بھی اس انقلابی لہر میں شامل ہو چکے ہیں، کہ جن کے متعلق بشار الاسد فخر سے کہتا تھا کہ یہ شہر اُس کے مکمل کنٹرول میں ہیں۔

اگر امریکہ کو بشار کا کوئی متبادل مل جاتا تو وہ بشار کو بھی ویسے ہی تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک چکا ہوتا جیسا کہ امریکہ نے حال ہی میں دیگر عرب ممالک میں کھڑی ہونے والی عوامی تحریکوں کے ردِعمل میں کیا ہے۔ چنانچہ امریکہ ڈیڈ لائن کے نام پر بشار کو مسلسل مہلت دے رہا ہے تا کہ اس دوران وہ ایک مصنوعی متبادل چہرے تیار کر سکے... اسے یہ خطرہ لاحق ہے کہ کہیں اسلام اقتدار میں نہ پہنچ جائے اور ریاستِ خلافت قائم نہ ہو جائے۔ یہ خطرہ صرف امریکہ کو ہی نہیں بلکہ تمام کافر استعماری ریاستوں کو لاحق ہے۔ پس امریکہ نے اس معاملے میں روس کو اپنے ساتھ شریک کیا کہ بشار کی خفیہ اور اعلانیہ مدد کی جائے اور دونوں ممالک نے اسکے لیے متعدد حربے اختیار کیے۔ روس بھی امریکہ کی طرح خلافت کے دوبارہ قیام سے خوف زدہ ہے اور اس نے وسط ایشیائی ممالک میں خلافت کے قیام کو روکنے کے لیے تقریباً دو دہائیوں سے ایک جنگ برپا کر رکھی ہے۔ لہٰذا آج روس نے امریکہ کے ساتھ ویسا ہی اتحاد بنا لیا ہے جیسا کہ اس نے پہلی جنگِ عظیم کے دوران برطانیہ اور فرانس کے ساتھ بنایا تھا، جو خلافت کے خلاف لڑ رہے تھے۔ 18 جون 2012ء کو میکسیکو کے شہر لاس کابوس میں امریکی اور روسی صدر کی مابین ہونے والی ملاقات میں امریکہ نے شام کے دروازے روس کے لیے کھول دیے۔ چنانچہ روس اپنے فوجی اور انٹیلی جنس افسران کے ذریعے بشار الاسد کی حکومت کو کھلم کھلا حمایت فراہم کر کے امریکہ کی مدد کر رہا ہے جبکہ امریکہ پردے کے پیچھے رہتے ہوئے بشار کی مدد کر رہا ہے اور اسے مہلت دلوا رہا ہے۔

اور ہمیشہ کی طرح اس بار بھی امریکہ نے اس سخت ترین مشکل سے نبٹنے کے لیے مسلم امت کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کو آواز دی کہ وہ اس کی مدد کریں۔ پس ان غداروں نے اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف کفار کی مدد کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ حالانکہ اس قیادت کی ذمہ داری تو یہ تھی کہ وہ شام کے مسلمانوں کی مدد کے لیے اپنی ساٹھ لاکھ کی مجموعی فوج کو حرکت میں لاتی، جس کے نتیجے میں چند ہی دنوں میں خلافت کا قیام عمل میں آ جاتا اور یوں مسلم علاقوں میں امریکہ کی بالادستی پارہ پارہ ہو جاتی۔ خطے میں موجود عرب ممالک اور ترکی کی انٹیلی جنس بشار الاسد کا دفاع کرنے اور اس کے متبادل کی تلاش کے لیے سرگرمِ عمل ہیں جبکہ ایران قاتل بشار کی مدد کے لیے اپنی افواج کو خفیہ طور پر شام میں داخل کر چکا ہے۔

اور جہاں تک پاکستان کے حکمرانوں کا تعلق ہے، تو یہ امریکہ کے اس قدر غلام ہیں کہ وہ تاریخ کی اس بدترین غداری میں بھی پیچھے رہنا نہیں چاہتے۔ ان کے لیے اتنا ہی کافی نہ تھا کہ وہ خلافت کے قیام کو روکنے کے لیے افواج پاکستان میں موجود بریگیڈیر علی خان جیسے افسران کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں جو اسلام کی حمایت کرتے ہیں اور اُن سیاست دانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں جو خلافت کے قیام کی جدوجہد کر رہے ہیں جیسا کہ انہوں نے پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو اغوا کر رکھا ہے۔ بلکہ پاکستان کے حکمرانوں نے جہنم میں اپنا ٹھکانا پکا کرنے کے لیے شام کے مسئلے پر روس کے ساتھ اشتراک قائم کرنے میں بھی امریکہ کو ہر ممکن مدد فراہم کی۔ 20 جولائی 2012ء کو پاکستانی حکمرانوں نے انتہائی عجلت میں ایک وفد روس بھیجا، تا کہ شام کے مسئلے پر امریکہ کے اتحادی روس کی طرف سے اقوام متحدہ میں شام کے متعلق پیش کی گئی قرارداد پر اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائیں۔ پھر 29 جولائی کو پاکستان نے شام میں اپنے سفیر کو بھیجا کہ وہ شام کے وزیر اطلاعات سے ملاقات کرے تا کہ پاکستان کی میڈیا نشریات پر شامی انقلاب کی

خبروں پر کنٹرول رکھا جائے اور پاکستانی رائے عامہ کو شام میں امریکی اور روسی کردار کے حوالے سے دھوکے میں رکھا جائے۔ پھر آئی. ایس. آئی کے سربراہ جنرل ظہیر الاسلام نے یکم اگست سے تین اگست تک امریکہ کا دورہ کیا جس کے بعد پاکستان کے انٹیلی جنس اداروں کو متحرک کیا گیا کہ وہ افواجِ پاکستان میں ایک پروپیگنڈہ مہم شروع کریں جس کا مقصد افواج پاکستان کو شام کے متعلق روس اور امریکہ کے اشتراک کی اصل حقیقت سے بے خبر رکھنا تھا۔ پھر 3 اکتوبر 2012ء کو امریکہ نے اپنے قابل اعتماد اور آزمودہ ایجنٹ جنرل کیانی کو روس بھیجا، تا کہ وہ امریکہ کے نمائندے کی حیثیت سے روس کو ایسی یقین دہانیاں کروائے جس سے روس اور امریکہ کے اشتراک کو مزید تقویت حاصل ہو۔

اے پاکستان کے مسلمانو! شام سے اٹھنے والی آواز میں خلافت کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ یہ صورتِ حال ہم پر لازم کرتی ہے کہ ہم اپنی افواج کے ذریعے ان کی مدد کریں، جو ایٹمی اسلحے سے لیس دنیا کی ساتویں بڑی فوج ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من امری یخذل امرا عند موطن تنتهک فيه حرمته و ينتقص فيه من عرضه الا خذله الله عزوجل فی موطن يحب فيه نصرته و ما من امری ينصر امرا مسلما فی موطن ينتقص فيه من عرضه و ينتهک فيه من حرمته الا نصره الله فی موطن يحب فيه نصرته))

''وہ شخص جو کسی مسلمان کو اُس وقت بے یار و مددگار چھوڑ دے جب اس کی عزت اور حرمت کو پامال کیا جا رہا ہو، تو اللہ بھی اس شخص کی مدد سے اس وقت دستبردار ہو جاتا ہے جب اسے اللہ کی مدد کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ شخص جو کسی مسلمان کی اس وقت مدد کرے جب اس مسلمان کی بے عزتی کی جا رہی ہو اور اس کی حرمت کو پامال کیا جا رہا ہو تو اللہ بھی اُس وقت اس شخص کی مدد کرتا ہے جب اسے اللہ کی مدد کی شدید ضرورت ہوتی ہے''(مسند احمد)۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ ہماری سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار شام کے مسلمانوں کی مدد کے لیے کبھی بھی ہماری افواج کو حرکت میں نہیں لائیں گے ،لیکن اگر دنیا کے کسی بھی کونے میں امریکہ کی بالادستی کو قائم کرنے کے لیے فوج کی ضرورت ہو یا اقوام متحدہ یا کسی دیگر ادارے کے جھنڈے تلے افواج کو بھیجنا درکار ہو، تو وہ اس کی خاطر پاکستانی فوجیوں کا خون بہانے کے لیے ہر وقت آمادہ ہوتے ہیں۔ یہ غدار حکمران امریکی اڈوں ،سفارت خانوں اور نیٹو سپلائی لائن کی حفاظت کے ذریعے امریکہ کی مدد تو کرتے ہیں لیکن اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے اپنی انگلی اٹھانا بھی گوارا نہیں کرتے۔ یہ نہ صرف پاکستان میں خلافت کے قیام کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ دنیا میں کسی اور جگہ پر خلافت کے قیام کو روکنے کے لیے سات سمندر پار جانے کے لیے بھی تیار ہیں۔ اے مسلمانو! یہ ہم پر فرض ہے کہ ہم اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہماری افواج شام کے لوگوں کی مدد کے لیے متحرک ہوں، جو کہ مومنین کا ٹھکانہ ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کے متعلق فرمایا:

((الا ان عقر دار الاسلام الشام))

''بے شک شام کی سرزمین ایمان والوں کی جائے پناہ ہے''۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الا و ان الايمان حين تقع الفتن بالشام))

''جب امت فتنوں میں مبتلا ہو جائے گی تو اس وقت ایمان شام میں ہوگا''(مسند احمد)۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يا طوبى للشام، يا طوبى للشام، يا طوبى للشام، قالوا يا رسول الله و بما ذلک قال تلک ملائكة الله باسطوا اجنحتها على الشام))

''شام کے لیے خوشخبری ہے! شام کے لیے خوشخبری ہے! شام کے لیے خوشخبری ہے! صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ ایسا کس وجہ سے ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتوں نے اپنے پَر شام کے علاقے پر پھیلا رکھے ہیں''(ترمذی)۔

اے افواج پاکستان کے افسران! امت اسلام کے نفاذ کے لیے جاگ اُٹھی ہے اور اب وہ اس سے کم پر کسی صورت راضی نہ ہوگی۔ امت قربانیاں دے رہی ہے اور یہ سلسلہ اب رُکنے والا نہیں جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس معاملے کا فیصلہ نہ فرما دیں۔ امت کی حق پر استقامت اور بہادری نے امریکہ کے عزم اور حوصلے کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور وہ خلافت کے قیام کو روکنے کے لیے پاگل ہوا جا رہا ہے۔ اے افواج پاکستان کے جنگجو افسران! کیا امت کا یہ جذبہ آپ کو اس بات پر نہیں اُبھارتا کہ آپ آگے بڑھیں اور امت کو اس کی منزل تک پہنچا دیں؟ یہ بہترین وقت ہے کہ آپ کیانی، زرداری اور ان کے بدمعاشوں کے مختصر ٹولے کو ہٹا دیں جنھوں نے آپ کے خون اور اسلحے کو یرغمال بنا رکھا۔ اگر آپ خلافت کے فوری قیام کے لیے حزب التحریر کو نُصرۃ فراہم کر دیں تو چند گھنٹوں میں اس ٹولے سے چھٹکارا اور خلافت کا قیام ممکن ہے۔ تب مسلمان آپ کی نصرۃ پر خوشیاں منائیں گے اور آپ کا یہ اقدام دنیا کی کامیابیوں اور آخرت کی فلاح کا باعث بنے گا۔

﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (الصّف: 12-10)

''وہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور عمدہ رہائش ہمیشہ رہنے والے باغوں میں۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے''

حزب التحریر — 21 ذیقعد 1433 ہجری
ولایہ پاکستان — 7 اکتوبر 2012ء

□□□□

پاکستان میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کی طرف سے جاری کردہ اہم پریس ریلیز ز

قاتل بشار کی کی حمائت کر کے ایرانی قیادت نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنین سے غداری کی ہے

حزب کے وفد نے لاہور میں ایرانی سفارتی مشن کو ایران کی قیادت کے نام حزب التحریر ولایہ پاکستان کی جانب سے کھلا خط پہنچایا

حزب التحریر کے ایک وفد نے آج لاہور میں ایرانی سفارتی مشن کو ایران کی قیادت کے نام حزب التحریر ولایہ پاکستان کی جانب سے کھلا خط پہنچایا۔ یہ خط ایرانی قیادت کی جانب سے شامی عوام کے قاتل اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمن بشار الاسد کی حمائت کرنے کے خلاف لکھا گیا ہے۔ اس خط میں ایرانی حکومت کی ایک امریکی ایجنٹ بشار الاسد کی مدد کرنے، شام کے مسلمانوں کی مخالفت کے لیے ایرانی فوجوں کو شام بھیجنے اور ایرانی انقلابی گارڈز کا بشار الاسد کی بد نام زمانہ قاتل ملیشیا ''شبیحا'' کے ساتھ مل کر شام کے مسلمانوں کا قتل عام کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔ خط میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ ایرانی قیادت کس طرح ایران کی مسلم افواج کو بشار کی مدد کے لیے بھیج رہی ہے جبکہ وہ اور اس کا خاندان کئی دہائیوں سے کفر کی بنیاد پر حکمرانی کرتے آ رہے ہیں ۔ بشار کے مقابلے میں شام کے وہ مسلمان ہیں جو اس جابر و ظالم حکمران کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تا کہ اسلام کو نافذ کیا جائے اور امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تمام مسلمانوں کو ایک ریاست کے تحت جمع کیا جائے تو کیا ایران کی قیادت یہ نہیں چاہتی کہ شام میں کفر یہ نظام کا خاتمہ ہو اور اسلام کا نظام یعنی خلافت قائم ہو۔ خط میں مزید یہ کہا گیا ہے کہ ایران کے حکمرانوں نے بشار کی حکومت کی حمائت کر کے اللہ، اس کے رسول ﷺ، مسلمانوں کے امامین اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ اپنی غداریوں میں مزید ایک اور غداری کا اضافہ کیا ہے جیسا کہ اس سے قبل ایرانی قیادت نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس وقت غداری کی تھی جب ایرانی قیادت نے افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کے قتل عام اور ان پر قبضے کے وقت امریکہ کے ساتھ کھڑا ہونا پسند کیا تھا۔ خط میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کے حکم سے خلافت جلد ہی قائم ہونے والی ہے جو ایران میں آپ کے کفر پر مبنی اقتدار کا خاتمہ کرے گی اور دوسرے غدار مسلم حکمرانوں کے ساتھ آپ کو بھی سزا دے گی۔ خط میں مزید کہا گیا ہے کہ ایران کے مسلمان بھی آپ سے اتنے ہی ناراض ہیں جتنا کہ دوسرے عرب ممالک میں موجود ان کے مسلمان بھائی خود پر مسلط جابر حکمرانوں سے ناراض ہیں لہذا جلد ہی ایران کے مسلمان بھی آپ کو آپ کی گردنوں سے پکڑ لیں گے بالکل ویسے ہی جیسے ان کے بھائیوں نے اپنے جابر حکمرانوں کو پکڑ لیا ہے ۔ آخر میں خط میں ایرانی قیادت کو یہ نصیحت بھی کی گئی کہ وہ اپنی غلطیوں سے رجوع کر لیں اگر چہ جس کا امکان بہت ہی کم ہے۔

❑❑❑❑

کراچی کی عظیم شان ریلی توہین رسالت کے مسئلہ پر پاکستان کے جابر حکمرانوں کی منہ پر تھپڑ ہے

کراچی، جو کہ پاکستان کا سب سے بڑا شہر اور معاشی مرکز ہے، کے مسلمان شہریوں نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کا بدلہ لینے کے لیے زبردست ریلی نکال کر پاکستان کے جابر حکمرانوں کے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ پاکستان میں امریکہ کے غلام اور چوکیدار کیانی اور زرداری اینڈ کمپنی نے جمعہ کے دن کو اچانک عوامی تعطیل قرار دے کر رسول اللہ ﷺ کی توہین کے خلاف ہونے والے ملک گیر مظاہروں کو ناکام بنانے کی کوشش کی ہے۔ اوبامہ کی خوشنودی اور رضا مندی کے لیے ان بے شرم حکمرانوں نے امریکی سفارت خانوں کو قلعوں میں تبدیل کر دیا ہے، جمعہ کے دن تمام موبائل فون سروس کی بندش کا اعلان کر دیا ہے اور اسلام آباد کے داخلی اور خارجی راستوں کو تقریباً بند کر دیا ہے۔ انھوں نے انٹیلی جنس ایجنسیوں کے اہلکاروں کی بڑی تعداد کو تعینات کر دیا ہے تا کہ وہ ان مظاہروں اور ریلیوں میں بدنظمی پیدا کر کے مظاہرین کو امن وامان کی صورتحال پیدا کرنے کا ذمہ دار قرار دے دیں۔ لیکن کراچی کے مسلمانوں نے ایسا جواب دیا ہے جو عاشقان رسول ﷺ کے شایان شان ہے۔ حکمرانوں کی اس مکروہ حرکت کو ناکام بناتے ہوئے ایک دن قبل ہی کراچی کے لوگوں نے بڑی تعداد میں حزب التحریر کی ریلی میں شرکت کی ۔ انھوں نے افواج پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ فوراً امریکی سفارت خانے اور اڈوں کو بند کریں اور تمام امریکی سفارت کاروں اور فوجی انٹیلی جنس اہلکاروں کو ملک بدر کریں۔ انھوں نے خلافت کے فوری قیام کا مطالبہ بھی کیا جو صحیح معنوں میں امت اور اس کے دین کی نگہبان ہوتی ہے۔ حکمرانوں کو جان لینا چاہیے کہ وہ مراکش سے لے کر وسطی ایشیا تک اس بیدار ہوتی ہوئی عظیم امت کو روکنے والوں کے ساتھ کھڑے ہو کر فاش غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یہ امت اسلام کے لیے کھڑی ہو رہی ہے اور وہ اللہ کی رضا اور اس مقصد کے حصول کے لیے نہ تو اپنے مالی نقصان کی پروا کرے گی اور نہ ہی اپنے شہیدوں کی گنتی کرے گی۔ امت اپنی کھوئی ہوئی طاقت، زمینیں، قدرتی وسائل اور اپنی ساٹھ لاکھ فوج کو دوبارہ حاصل

کررہی ہے۔جہاں تک ان موجودہ گھٹیا حکمرانوں کا تعلق ہے تو یہ صرف اپنے جرائم میں اضافہ کررہے ہیں اور ان سے ان کے جرائم کا حساب انشاءَ اللہ بہت جلد قائم ہونے والی خلافت راشدہ لے گی۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے گو کافر برا مانیں۔(الصّف۔8)

□□□□

توہین رسالت کے خلاف حزب التحریر کے ملک گیر مظاہرے

صرف خلافت ہی رسول اللہ ﷺ کے شایان شان توہین رسالت کا بدلہ لے سکتی ہے

حزب التحریر نے ملک گیر پیمانے پر توہین رسالت اور مسلم حکمرانوں کے شرمناک کردار کے خلاف زبردست مظاہرے کیے۔مظاہروں میں عوام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔مظاہرین نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر تحریر تھا :''اے افواج پاکستان! گستاخی رسول کا جواب دو، امریکی ایمبیسی اڈے بند کرو'' اور'' پاکستانی عوام عاشق رسول، پاکستانی حکمران محافظ گستاخ رسول''۔مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ آج مغرب اور اس کے سردار امریکہ کو تسلسل کے ساتھ اسلام، قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأت مسلم ممالک پر مسلط ایجنٹ حکمرانوں کی وجہ سے ہو رہی ہے۔انھوں نے کہا کہ ان حکمرانوں نے امریکہ کی مذمت میں ایک لفظ تک کہنا گوارا نہیں کیا لیکن اسلام اور محمد ﷺ کے شیدائیوں کو ملک میں موجود سفارت خانوں کی آڑ میں چلنے والے امریکی جاسوسی کے اڈوں تک پہنچنے سے روکنے اور ان کی حفاظت کرنے کے لیے پوری ریاستی مشینری استعمال کررہے ہیں اور اپنے ہی مسلمان شہریوں کو گولیاں مار کر شہید کررہے ہیں۔مقررین نے کہا کہ حکمرانوں کے اس شرمناک اور قابل مذمت طرز عمل نے ثابت کیا ہے کہ چاہے یہ حکمران جمہوری ہوں یا آمر، ہر ایک امریکی دربار میں سجدہ ریز ہے۔انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کا خلیفہ ہی 1.5 ارب مسلمانوں اور ساٹھ لاکھ مسلم افواج کو یکجا کر کے انھیں ایک ریاست خلافت کی شکل میں وحدت بخشے گا اور توہین رسالت کے مرتکب شیطانوں سے رسول اللہ ﷺ کے شایان شان بدلہ لینے کے لیے عظیم مسلم افواج کو اپنی قیادت میں لے کر میدان جنگ میں نکلے گا۔مقررین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ'' بے شک خلیفہ ہی ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے''۔لہٰذا اگر مسلمانوں نے اپنے دین، اپنے نبی ﷺ، اپنی کتاب قرآن اور اپنی امت کا تحفظ کرنا ہے تو جمہوریت اور آمریت کی دونوں کفریہ صورتوں کو اور اس سے جڑی قیادت کو یکسر مسترد کر کے خلافت کو قائم کریں۔آخر میں مظاہرین ''گستاخی کا جواب دو، امریکی سفیر نکال دو'' اور امریکی راج کا خاتمہ، خلافت راشدہ'' کے نعرے لگاتے ہوئے منتشر ہوگئے۔

□□□□

حزب التحریر کا اسلام آباد میں مراکش کے سفارت خانے کے باہر مظاہرہ

مراکش میں حزب التحریر کے رکن کو قید و بند کی سزا خلافت کے قیام کو روک نہیں سکتی

حزب التحریر نے اسلام آباد میں مراکش کے سفارت خانے کے باہر مراکش میں حزب التحریر کے رکن سامی ناجم کی قید کی سزا کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔مظاہرین نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر تحریر تھا:''حزب التحریر کے شباب کو قید کی سزا خلافت کے قیام کو نہیں روک سکتی'' اور ''اے مراکش کے جابر! جلد ہی خلافت قائم ہونے والی ہے جو تمھارے جرائم کا بدلہ لے گی''۔مظاہرین سامی نجم کے خلاف جھوٹے مقدمے کے خاتمے اور ان کی رہائی کا مطالبہ کررہے تھے۔مظاہرین نے مراکش کے ظالم بادشاہ کے خلاف زبردست نعرے بازی کی اور اسے خبردار کیا کہ جلد ہی آنے والی خلافت اس امت کے خلاف اس کے جرائم پر اس کا سخت محاسبہ کرے گی۔مظاہرین نے انسانی حقوق کی تنظیموں سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ مراکش میں حزب التحریر کے رکن کے خلاف بے بنیاد مقدمے اور اس کی قید کے خلاف آواز بلند کریں۔مظاہرین نے ایک احتجاجی مراسلہ بھی مراکش کے سفارت خانے میں جمع کروایا جس میں مراکش کے ظالم بادشاہ کو اس کے ظلم پر خبردار کیا گیا تھا اور سامی نجم کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔آخر میں مظاہرین سامی نجم کی رہائی اور خلافت کے قیام کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے پرامن طور پر منتشر ہوگئے۔

نوٹ: سامی نجم کی عمر 37 سال ہے۔وہ پیشے کے اعتبار سے Software Developer ہیں۔سامی نجم کو 3 فروری 2012 کو ان کے گھر سے گرفتار کیا گیا تھا اور ان پر مراکش کی بادشاہت کے خلاف بیرونی مالی مدد لینے اور پرتشدد طریقے سے سازش کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ان کی گرفتاری کے چھ ماہ بعد مراکش کے وزیر انصاف مصطفیٰ رامید نے یہ تسلیم کیا کہ وہ سیاسی قیدی ہیں۔ان پر مراکش کے کریمنل قانون کی دفعہ 201 اور 206 کے تحت مقدمہ دائر کیا گیا۔عدالت نے 5 جون 2012 کو دفعہ 201 کے تحت لگے الزام میں انھیں بے گناہ قرار دیا لیکن دفعہ 206 کے تحت مجرم قرار دیا اور دس ماہ قید کی سزا دی۔11 ستمبر 2012 کو عدالت نے سامی نجم کی اپیل کو مسترد کیا اور ان کی قید کو بڑھا کر اٹھارہ ماہ کر دیا۔

□□□□

دوسری خلافت راشدہ کے قیام کے بعد شام کے انقلاب کے لیے حزب التحریر کا منشور

حزب التحریر ولایہ شام کے میڈیا آفس کے سربراہ انجینئر ہشام البابا کا بیان جو 28 رمضان 1433 ہجری بمطابق 16 اگست 2012 کو ترپیولی لبنان میں حزب التحریر کے آفس میں ہونے والی پریس کانفرنس کے دوران پڑھا گیا۔

عرب بہار کے نام سے برپا ہونے والے انقلابات کا مقصد حکمرانوں اور انتظامیہ کو تبدیل کرنا تھا۔شروع دن سے ہی ان کا ایک ہی اور واضح مطالبہ تھا۔یہ وہ مطالبہ تھا جس کی بازگشت ہم نے نعروں کی شکل میں سنی **"لوگ انتظامیہ کو اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں"**۔

تیونس، مصر، لیبیا اور یمن کے انقلابات کے نتیجے میں یا تو حکمرانوں کو اقتدار سے محروم کر دیا گیا یا وہ مارے گئے۔لیکن حکمرانوں کی تبدیلی کے باوجود حکمرانی کا وہی پرانا نظام چلتا رہا جو نوآبادیاتی وقت سے جاری تھا یعنی جمہوری، سیکولر نظام جیسا کہ مغرب کا حکمرانی کا نظام ہے۔تبدیلی محض چہروں منتخب کرنے کے طریقہ کار یا انتخاب کے طریقہ کار میں آئی ہے۔ لہٰذا ان انقلابات کے نتیجے میں حاصل ہونے والی خوشی اس وقت ختم ہوگئی جب ان انقلابات نے مغربی تصور حکمرانی یعنی جمہوریت کو قبول کر کے اپنے ہدف کو تبدیل کر لیا یہاں تک کہ شام کا انقلاب شروع ہوا جس نے عرب بہار کو ایک نیا تصور دیا۔اس انقلاب نے شہد میں زہر کی ملاوٹ کو قبول نہیں کیا اور سیکولرازم اور جمہوری سول حکومت کے نعروں کو مسترد کر دیا۔اس نے محض چہروں کی تبدیلی پر مطمئن ہونے سے انکار کر دیا اور حیرانگی سے یہ سوال کیا کہ کیا بشار سیکولر نہیں ہے؟ کیا اس کی حکومت اور اس کا آئین جمہوری نہیں ہے؟ کیا ہم نے مغربی سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کو ایک عالمی نظام کے طور پر ناکام ہوتے ہوئے نہیں دیکھا؟ ہم کیوں ان آزمائے ہوئے ناکام تجربوں کو اپنے ملک میں اپنا کر ایک بار پھر اس کو مسائل کے بھنور میں دھکیل دیں جبکہ ہمارے رب اور کائنات کے مالک کی جانب سے دیا گیا آئین ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے؟

شام کے انقلاب نے اس کی اسلامی شناخت کی تصدیق کر دی جب اس کے عوام نے یہ اعلان کیا کہ **"یہ جدوجہد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لیے ہے"** اور انھوں نے اپنی قربانیوں پر اس امید پر صبر کیا کہ اللہ اس پر انھیں اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے، جب ان کی خواتین نے لگاتار **خنساں** کی مثال کی پیروی کی، جب **العقاب** کے جھنڈے بلند کیے گئے اور جب انھوں نے **خلافت** کے قیام کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ لہٰذا یہ انقلاب ایک عام انقلاب نہیں تھا۔

بین الاقوامی طاقتوں نے شام کے اس مقدس انقلاب کا خصوصی مشاہدہ کیا۔اس انقلاب نے امریکہ کو غصے میں مبتلا کر دیا (جو کہ بشار اور اس کی حکومت کا سرپرست ہے)، اور اس نے ایک کے بعد دوسری حتمی تاریخوں کا اعلان کر کے، کانفرنسز کر کے، مسئلے کے حل کے لیے مختلف منصوبوں کا اعلان کر کے اور عرب اور بین الاقوامی مشاہدہ کاروں کو شام بھیج کر اس انقلاب کو روکنے کی کوشش کی اور شامی حکومت کے جرائم میں شامل ہو گیا۔امریکہ نے اپنے کھلے اور پوشیدہ دونوں طرح کے ایجنٹوں کو مجرم شامی انتظامیہ کی مدد کرنے کا حکم دیا اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کی کہ کس طرح انسانی خون پانی کی طرح شام میں بہہ رہا ہے۔شام کے عوام کے خلاف بین الاقوامی برادری کی سازش اس انتہا کو پہنچ گئی کہ بشار کو اس بات کی پیشکش کی گئی کہ اگر وہ اقتدار چھوڑ دے تو اس کے تمام تر جرائم کے باوجود، اس کو اور اس کے خاندان کو باحفاظت شام سے جانے میں مدد فراہم کی جائے گی۔ یہ ہے بین الاقوامی برادری کا کردار جس کے ذریعے وہ شامی انقلاب کو قابو کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

حزب التحریر یہ سمجھتی ہے کہ یہ انقلاب اس قدر قیمتی ہے کہ اس کو سیکولرازم اور جمہوری ریاست کی دلدل میں جانے نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی ایک اچھی چیز کے مقابلے میں ایک بری چیز سے اس کا تبادلہ کر لیا جائے یعنی مغربی جمہوریت لے کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا جائے۔ہم چاہتے ہیں کہ یہ انقلاب آگے بڑھے اور نبوت کے نقشِ قدم کے مطابق خلافت راشدہ کو قائم کرے تا کہ اللہ کی شریعت کو نافذ کیا جا سکے اور آخری دنوں سے متعلق محمد ﷺ کی دو بشارتوں کو پورا کیا جائے۔ ان دو بشارتوں میں ایک بشارت تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثم تکون الخلافة علی منهاج النبوة))

"پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت قائم ہوگی۔" (مسند احمد)

جبکہ دوسری بشارت خاص طور پر شام کے لوگوں کے لیے ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

(عقر دار الاسلام الشام)

"اسلام کا مسکن شام ہے"۔

اور اس انقلاب میں ہم اس بشارت کی نشانیاں دیکھتے ہیں جو ہمت افزا ہیں۔

ہم یہ دستاویز پیش کر رہے ہیں جس میں سیاسی نظام کے لیے حزب التحریر کا منشور شامل ہے اور حزب دعوت دیتی ہے کہ شام کی موجودہ انتظامیہ کو ہٹانے کے بعد اس دستور کو نافذ کیا جائے۔اس کے ساتھ اس دستاویز میں اس ہدف کو حاصل کرنے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ ہم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ اس انقلاب کو استعماری طاقتوں کے برے عزائم سے بچائیں کہ وہ اس انقلاب کو ہائی جیک نہ کر لیں اور اس انقلاب کو ان موقع پرستوں سے بھی بچائیں جو کہ مغرب کے پروردہ ہیں اور اس

بحران کو حل کرنے کے لیے مغربی نقطہ نظر کے حامل ہیں۔

شام میں نظام حکمرانی کے لیے حزب التحریر کا منشور مندرجہ ذیل نقاط پر مشتمل ہے:

۔اسلامی عقیدے کو لازماً ریاست اور اس کے آئین کی بنیاد ہونا چاہیے۔اس آئین کی دفعات کا ماخذ قرآن،سنت رسول اللہ ﷺ اور جس کی طرف وہ راہنمائی کریں یعنی اجماع صحابہ اور قیاس ہونا چاہیے۔اس طرح اسلامی شریعت ہی نظام زندگی،معاشرہ اور ریاست کا قانون بن جائے گی۔

۔اسلام میں نظام حکمرانی خلافت کا نظام ہے جو کہ اپنی بنیاد سے ہی موجودہ دنیا کے کسی بھی نظام حکمرانی سے بالکل مختلف ہے۔لہذا یہ نظامِ حکومت بادشاہت،استعماری،جمہوری،وفاقی یا آمریت پر مبنی قطعاً نہیں ہے۔

۔یہ ریاست نہ ہی مذہبی ریاست ہے اور نہ ہی جمہوری ریاست ہے۔بلکہ یہ ایک انسانی ریاست ہے جہاں اقتدار اعلی شریعت کو حاصل ہے اور اسلام کے احکامات کو نافذ کیا جاتا ہے جبکہ اختیار(اتھارٹی)امت کو حاصل ہے۔

۔دارالاسلام،جس کو قائم کرنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں کی امان(سیکورٹی)صرف مسلمانوں کے ذریعے ہی فراہم کی جاتی ہے جس کا کام ملک میں کسی بھی بیرونی مداخلت کو قرآن کی اس آیت کے حکم کی روشنی میں روکنا ہے:

وَلَن يَجۡعَلَ اللّٰهُ لِلۡكَافِرِيۡنَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَبِيۡلًا

اور اللہ کفار کو ایمان والوں پر ہرگز کوئی راہ نہیں دیتا(النسأ۔141)

مسلم ممالک میں بیرونی مداخلت چند ایک بڑے گناہوں میں سے ایک ہے جس کے نتیجے میں لوگ اسلام کی حکمرانی سے دور اور اس کے زیر سایہ رہنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۔ریاست خلافت کا نظام انسان پرور ہے۔یہ انسان کو ایک انسان ہونے کے ناطے ترقی کی راہوں کی جانب گامزن کرتا ہے اس بات سے قطع نظر کہ وہ کس رنگ،نسل یا مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔یہ نظام ان کے مسائل کو ایک انسان کے مسئلہ کے طور پر دیکھتا ہے اور ان مسائل کے لیے ایسا حل دیتا ہے جو اس روئے زمین پر سب سے بہترین ہے کیونکہ یہ حل سب سے عقلمند اور باخبر یعنی اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب سے ہیں۔

۔ریاست کے شہریوں کے درمیان تعلق کی بنیاد ان کی ریاست کی شہریت ہے۔لہذا وہ تمام لوگ(مسلمان اور غیر مسلم)جو اسلامی ریاست کی شہریت رکھتے ہوں ان تمام کو مکمل طور پر ریاست کی سرپرستی حاصل ہو گی۔ریاست کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ حکمرانی،انصاف اور لوگوں کے امور کی دیکھ بحال کے دوران اپنے شہریوں کے درمیان کسی بھی بنیاد پر امتیاز برتے۔

۔اسلامی ریاست کے آئین کی دفعات شریعت کے احکامات ہیں جن کو نافذ کرنا ریاست پر فرض اور تمام شہریوں کا ان احکامات کی اطاعت کرنا لازمی ہے۔مسلمان ان احکامات کی اطاعت اللہ سبحانہ وتعالی،اس کے رسول ﷺ اور حکمران کے احکامات سمجھتے ہوئے کرتے ہیں جبکہ غیر مسلم شہری ان احکامات کی اطاعت ریاست کے قوانین کے طور پر کرتے ہیں اور اپنے معاملات،حقوق اور زندگی کی دیکھ بھال بالکل ویسے ہی کرتے ہیں جیسا کہ ایک مسلمان شہری کرتا ہے۔یہ معاملہ شریعت کے اس حکم کے مطابق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ **"ان کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور وہ بھی ویسے ہی جوابدہ ہیں جس طرح مسلمان جوابدہ ہیں"**۔

۔غیر مسلموں کو اپنے عقائد،عبادات،کھانے پینے،ملبوسات،شادی اور طلاق کے معاملات اپنے مذہب کے مطابق ادا کرنے کی اجازت ہے۔غیر مسلم اسلامی ریاست کے شہری ہونے کے ناطے ریاست کی جانب سے ہر سہولت کو حاصل کرنے اور اس کو استعمال کرنے کے حقدار ہوتے ہیں جس طرح ایک مسلمان شہری ان سہولیات کو ایک شہری ہونے کے ناطے استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے۔اس کی سب سے اہم مثال عوامی اثاثوں اور اس سے حاصل ہونے والی دولت ہے جس میں غیر مسلموں کا بھی اسلامی ریاست کے شہری ہونے کے ناطے اتنا ہی حصہ ہوتا ہے جتنا کہ کسی مسلم شہری کا یعنی عوامی اثاثوں میں ریاست کے مسلم اور غیر مسلم شہری برابر کے حصے دار ہوتے ہیں۔

۔اسلامی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم شہری کے معاملات کی دیکھ بھال کے لحاظ سے کوئی تفریق نہیں ہے۔ریاست تمام شہریوں سے بلا تفریق رنگ ونسل برابری کا سلوک کرتی ہے لہذا وہ کرد،عرب یا ترکمان ہونے کی تفریق نہیں کرتی بلکہ وہ اس آیت کے حکم کی اطاعت کرتی ہے:

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

"اللہ کی نظر میں تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے"۔

ریاست کسی بھی لسانی،قبائلی یا قوم پرستی پر مبنی دعوت کو ایک جاہلیت پر مبنی پکار سمجھتی ہے جو کہ امت اور ریاست کی تقسیم کا باعث ہے اور اس سے بڑھ کر یہ ایک بہت بڑا گناہ بھی ہے۔مغرب کا یہ ایجنڈہ رہا ہے اور اب بھی ہے کہ اس امت کو تقسیم اور کمزور کر دیا جائے اور مسلمان ان جاہلی تعصّبات کو اہمیت دیں جبکہ انھیں ہر صورت اللہ اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں کا ساتھ دینا چاہیے۔

۔اسلام اپنی معاشی پالیسیوں کے ذریعے اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ریاست کے ہر شہری کی بنیادی ضروریات یعنی خوراک،لباس اور رہائش کا انتظام کیا جائے اور انھیں اس قابل کیا جائے کہ وہ بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد زندگی کی دوسری آسائشوں کو بھی زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں۔اسلام اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ پوری امت کو جان و مال کا تحفظ،تعلیم،علاج معالجے اور معاشرے کی دوسری بنیادی ضروریات فراہم ہوں۔اسلام کے احکامات ملکیت حاصل کرنے،سرمایہ کاری کرنے اور دولت کو خرچ کے طریقہ کار کو بھی بیان کرتے ہیں۔یہ احکامات جائداد کی ملکیت کی اقسام کی وضاحت کرتے ہیں

کہ وہ تین قسم کی ہیں یعنی نجی ملکیت، ریاستی ملکیت اورعوامی ملکیت۔عوامی ملکیت میں تیل، گیس اور معدنی وسائل شامل ہیں اوراس سے حاصل ہونے والی دولت سے امت کے تمام لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ احکامات زمین کے استعمال سے متعلق طریقہ کار بتاتے ہیں جس کے نتیجے میں ایک انچ زمین بھی بغیر کاشت کے چھوڑی نہیں جائے گی۔ یہ احکامات سونے اور چاندی کو کرنسی کی بنیاد کے طور پر لیتے ہیں جس کے نتیجے میں ایک مستحکم کرنسی حاصل ہوتی ہے اوراس کا اثر اشیأ کی قیمتوں کے استحکام میں نظرآتا ہے۔ یہ احکامات کرنسی کے تبادلے کے لیے ایسے طریقہ کار کو وضع کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی ریاست اس طرح کے بحرانوں کا شکار نہیں ہوتی جوسرمایہ دارانہ مالیاتی نظام میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ احکامات ان شرائط کو وضع کرتے ہیں جس کے تحت داخلی تجارت میں دو اشخاص تجارت کرتے ہیں اور ریاست کو ان کے معاملات میں مداخلت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح بیرونی تجارت کے لیےقوائدوضوابط وضع کیے گئے ہیں جن کے تحت بیرونی تجارت ریاست کی براہ راست نگرانی میں کی جاتی ہے۔ یہ احکامات اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ شریعت کے مطابق کمپنیاں قائم ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی انھیں اجارہ داری قائم کرنے سے روکتے ہیں۔ یہ احکامات سود، قرضوں کی خریدوفروخت اورایسی کسی بھی چیز کی فروخت جس کی اجازت نہیں اور دھوکہ دہی کی ممانعت کرتے ہیں۔عمومی طور پر معاشی پالیسی کا ہدف ایک ایسا بہترین معاشرہ ہے جہاں لوگ حلال وحرام کی تمیز کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایک پرامن اور خوشحال زندگی گزاریں۔ یہ معاشی پالیسیاں اس مقصد کے لیے ہیں کہ ریاست کے ایک ایک شخص تک دولت تقسیم ہواور دولت کوانسان کی خدمت پر لگایا جائے نہ کہ انسان اس دولت کا غلام ہوجائے۔

۔ ریاست کے خارجی تعلقات اسلام کے احکامات کے مطابق قائم ہوتے ہیں۔ ریاست کی خارجہ پالیسی کا مقصد اسلام کی دعوت کو پوری دنیا تک دعوت و جہاد کے ذریعے پہنچانا ہے۔ ریاست شرعی احکامات کی روشنی میں امن معاہدوں، جنگ بندی کے معاہدوں اور سفارتی تعلقات کو قائم کرتی ہے۔

جہاں تک اس منصوبے کا تعلق ہے جس کے ذریعے ہم اس حکومت کے خاتمے کے بعد خلافت کے قیام کی امید رکھتے ہیں:

یہ منصوبہ نبوت کے طریقے کے مطابق تبدیلی کو لانے کے لیےایک عمومی خاکہ رکھتا ہے جس کو ہم مندرجہ ذیل نکات کے ذریعے بیان کریں گے:

۔شام کے مسلمانوں کی اکثریت نے موجودہ حکومت کو ہٹا کر خلافت کے قیام کے ذریعے اللہ کے قانون کی حکمرانی کی جانب لوٹنے کی اپنی خواہش کوتمام لوگوں کے لیے واضح کر دیا ہے بالکل اسی طریقے کے مطابق جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام سے قبل اسلام کے لیے رائے عامہ ہموار کی تھی۔ اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کے لیے رائے عامہ کا ہدف اسلامی امت میں بہت پہلے ہی حاصل کیا جا چکا ہے۔اور اب عرب بہار کے اس دور میں یہ بات اللہ کی مدد سے اور واضح ہوچکی ہے خصوصاً شام کے لوگوں میں جنھوں نے دن رات اسلامی ریاست کے قیام کے نعرے لگائے ۔مغرب اب اپنے اس خدشے اور پریشانی کو چھپانہیں پا رہا کہ شام میں مجرم سیکولر حکمرانوں کے دور کے خاتمے کے بعد اسلام اس کی جگہ لے گا۔لیکن یہ ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو اسلامی تصورات سے جڑے ہوئے ہیں کہ وہ خود اپنے درمیان اور امت کے درمیان اسلامی نظام کے حوالے سے تصورات کو واضح اور شفاف بنانے کے عمل کو تیز کریں تا کہ کوئی بھی ان تحریکوں سے دھوکہ نہ کھائے جو اسلامی نعرے تو لگاتی ہیں لیکن سیکولر نظام کو جمہوری ریاست کے ذریعے قائم کرنے کے منصوبے پر کام کر رہی ہیں۔

۔اہل قوت (اثر و رسوخ والے) اور افواج میں موجود ایمان والوں ،اور افواج سے الگ ہوجانے والوں اور عسکری جماعتیں جن میں مخلص ترین مسلمان شامل ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ اسلامی خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔ان کومل کر کام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ مغرب، اس کے ایجنٹوں اور مقامی سیکولر سیاست دانوں میں ان کے آلہ کاروں کو اقتدار حاصل کرنے اور فیصلہ سازی میں شامل ہونے سے روکا جا سکے۔ انھیں ان لوگوں میں ان کو آگے لانا ہے جو حکمرانی کے اہل ہیں، جو اسلامی نظام کو نافذ کرنا چاہتے ہیں ،اسلامی نظام کا مکمل ادراک رکھتے ہیں اور اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اسلامی نظام کو نافذ کر سکیں اور وہ اپنے مدمقابل یعنی سیکولروں اور مغربی آقاوں کو دوست نہیں رکھتے۔

یہ ہے وہ چیز جس کی شروعات کو اللہ کے حکم سے ہم نے اہل قوت میں دیکھ لیا ہے جنھوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کریں۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ یہ امت ان لوگوں سے بھری پڑی ہے جو حکومت ، سیاست، انتظامی امور، انصاف اور معیشت کے معاملات کو چلانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ تو اس زبردست فرض کی ادائیگی کے لیے درکار تمام ضروری اجزأ موجود ہیں یعنی اسلامی ریاست کے آئین کا مسودہ، اسلام کے احکامات کو نافذ کرنے کی اہلیت جس کے ذریعے خلافت کے شہریوں کے لیے چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم، بلند ترین طرز زندگی کا حصول ممکن بنایا جا سکے۔ اسلام کی دعوت کو پوری دنیا تک پہنچانے کے لیے مسلمانوں کی فکری رہنمائی کرنے کی اہلیت اور وہ سیاسی تجربہ جو یہ قابلیت رکھتا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر عالمی طاقتوں سے نظریہ حیات (آئیڈیالوجی) کی بنیاد پر پنجہ آزمائی کی جائے اور اسلامی ریاست کو ایک عالمی قوت بنا دیا جائے۔

حزب التحریر اس کانفرنس کے ذریعے یہ اعلان کرتی ہے کہ ہم اس انقلاب کے مخلص لوگوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور ہم انھیں وہ تمام صلاحیتیں فراہم کر رہے ہیں تا کہ اس منصوبے کے تمام اجزأ

کوحاصل کیا جاسکے۔ یہ منصوبہ قابل عمل ہے اوراس کی کامیابی ممکن ہے اوراس کے نتیجے میں حقیقی تبدیلی لائی جاسکتی ہے اوراللہ سبحانہ وتعالی کی خوشنودی بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

اس انقلاب کو لانے کے لیے ہونے والے مظاہرے اسلام اور عقاب کے جھنڈوں سے بھرے ہوئے ہیں اورمظاہرین **''تکبیر''،''ہم شام میں اسلامی خلافت چاہتے ہیں''اور''لوگ دوبارہ خلافت کا قیام چاہتے ہیں''** کے نعرے لگارہے ہیں۔ ہمارے اراکین اس انقلاب کی ہرسطح پرموجود ہیں اور شام میں حزب التحریرکا میڈیا آفس انقلابیوں سے رابطے کا ایک کھلا ذریعہ ہے۔ پارٹی عمومی طور پراوراس کی شام میں شاخ خصوصی طور پر انقلاب کی شروعات کے پہلے دنوں سے اس میں شامل ہے اوراس انقلاب کی نگرانی ہر دن بلکہ ایک ایک لمحے تک کررہی ہے۔ اسی وجہ سے اس انقلاب کے دوران رونما ہونے والے واقعات پر حزب التحریرنے بیانات جاری کیے تا کہ انقلابیوں کی ہمت افزائی کی جائے، ان کےقوت ارادی کو بڑھایا جائے اوران کے خلاف ہونے والی سازشوں کے حوالے سے انھیں باخبر کیا جائے اورانھیں ہر وقت اس بات کی یاددہانی کرائی جائے کہ ان کے اس انقلاب کا بنیادی مقصد کیا ہے اوراس مقصد کو ان کے مخالفین کبھی حاصل نہیں کرسکتے۔

اور ہم نے اس دستاویز کو میڈیا کے لوگوں اور صحافی حضرات کوفراہم کردیا ہے۔

۔حزب التحریرمختلف فوجی قوتوں سے رابطہ کرتی ہے تا کہ انھیں ایک ایسی متحد قوت میں تبدیل کردیا جائے جو اس حکومت کو اس کی بنیادوں سے تباہ کرسکے اور اسلامی ریاست کو قائم کیا جائے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ایسا جلد ہی ہوگا۔

۔حزب نے خودکواس عظیم کام کے لیے تیارکیا ہے۔ پچھلے پچاس سالوں سے یہ حزب کے اہم ترین کاموں میں سے ایک کام رہا ہے نہ صرف شام میں بلکہ پوری مسلم دنیا میں اوراس سے بھی بڑھ کر پوری دنیا میں۔ اس تمام دور میں حزب نے کامیاب سیاست کرنے اور رہنمائی فراہم کرنے کے لیے درکار تجربہ حاصل کیا جس کے ذریعے وہ اس قابل ہوئی کہ امت تک پہنچی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے طرف سے عائد کی گئی فرضیت یعنی اللہ کی شریعت کا نفاذ اوراس کے کلمے کی دعوت کی ترویج کرسکے۔ لہذا پوری دنیا میں موجود اس کے اراکین، انڈونیشیا سے لے کر بیت المقدس اورمراکش کے صحرائے مغرب تک اور یورپ کے دارلحکومتوں سے لے کر، آسٹریلیا اورامریکہ تک میں موجود اراکین انقلابیوں کی مدد اور معاونت کر رہے ہیں۔ تمام اراکین نے اپنے فرض کی پکار پر لبیک کہا، شام کے انقلابیوں کی حمایت کی اوران کا دفاع کیا، مسلم افواج کو جو اپنی بیرکوں میں بیٹھی ہوئی ہیں کہا کہ وہ اللہ کا نام لے کرحرکت میں آئیں اور اللہ کی مدد و نصرت کے ساتھ شام کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کریں۔ انقلابی ہمارے اراکین کی جانب سے مسجد اقصی میں ہونے والی تقاریر سے خوش ہوئے جہاں پر ہونے والے بہادرانہ طرز عمل فلسطین سے ہوتا ہوا پورے عرب ممالک میں پھیل گیا خصوصاً لبنان اوراس کے شہر تریپولی تک پہنچ گیا اور اب یہاں یہ پریس کانفرنس ہورہی ہے۔ اس کے علاوہ ہم اردن میں اپنے اراکین کی کوششوں کونہیں بھولے کہ تمام تر پابندیوں کے باوجود ان کی جدوجہد بلاد شام کی مقدس سرزمین کے کسی بھی اور علاقے میں ہونے والی جدوجہد سے کم نہ تھی۔

۔یہاں پر یہ بتانا ضروری ہے کہ حزب التحریر اللہ سبحانہ وتعالی کے اس حکم کی تعمیل میں قائم کی گئی تھی:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُون

''اورتم میں ایک جماعت (کم ازکم) ضرورایسی ہونی چاہیے جوخیر کی طرف دعوت دے اورامر بالمعروف اورنہی عن المنکر کرے اور یقیناً یہی لوگ کامیاب ہیں'' (آل عمران: 104)

اوراس کا مقصد خلافت راشدہ کے دوبارہ قیام کے ذریعے اسلامی طرز زندگی کا احیأ ہے کیونکہ خلافت کے قیام کے بغیر ایسا ممکن نہیں اوراسی لیے خلافت کا قیام اس شرعی اصول کا تقاضہ ہے کہ **مَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ اِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ ''جس چیز کے بغیر کوئی فرض ادا نہیں ہوتا۔ وہ بھی فرض ہے''**۔ اس جماعت نے اپنے اراکین کو اس طرح تیار کیا ہے کہ وہ سیاست دان بن سکیں۔ یہ جماعت خود کو حکمران جماعت نہیں سمجھتی۔ ایک بار خلافت قائم ہوجانے کے بعد جماعت کے سربراہ جماعت کے خلیفہ نہیں ہوں گے بلکہ تمام مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے جو تمام معاملات کوانصاف کی بنیاد پرانجام دیں گے۔ اس کے بعد جب ایک بار خلافت کا منصب خالی ہوجائے گا تو امت ''شرعی شرائط کو پورا کرنے والے اہل امیدواروں میں سے ایک شخص کو منتخب کرے گی'' اور امت اس کو بیعت دے گی تا کہ وہ اس کے فیصلوں کو سنے اوراس کی اطاعت کرے اور وہ شخص مسلمانوں کا خلیفہ ہوگا نہ کہ کسی جماعت کا خلیفہ۔ چاہے حزب التحریر کا امیدوار یا کوئی بھی شخص خلیفہ بنے، حزب التحریر امت کے ساتھ مل کر حکومتی اور ریاستی امور کا مشاہدہ کرتی رہے گی اورمندرجہ بالا آیت کی روشنی میں اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خلیفہ کونصیحت ومشورہ دیتی اورتنقید واحتساب کرتی رہے گی۔

اور ہم اللہ تعالی سے یہ دعا اورالتجا کرتے ہیں کہ وہ ان کوششوں کو جلد کامیابی عطا فرمائے اورخلافت راشدہ کے قیام کی صورت میں ہمیں ایک عظیم خوشی سے نوازے اور اللہ کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں اور یہ انعام بلاد شام کے انقلاب کے لیے کوئی چھوٹی بات نہیں ہوگی۔ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں:

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِين

پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کردیا گیا تھا اور ہم انہیں کو پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں۔ (القصص۔5)

شام میں آزمائش سخت ہوتی جارہی ہے لیکن باغی صبر اور استقامت کے ساتھ خلافت راشدہ کے قیام کیلئے پرعزم ہیں

اگر چہ بزدل بشار کی حکومت بری طرح مسخ ہو چکی ہے اور اس کے مردار اور دفن ہونے کا صرف اعلان باقی ہے لیکن اس کے باوجود یہ حکومت اپنے محاصرہ میں قید شہروں کو بارود کے ڈھیر میں برباد کررہی ہے۔ اور یہ تمام جرائم وہ دنیا کی آنکھوں کے سامنے کررہی ہے، کیونکہ یہ حکومت جانتی ہے کہ کافر مغرب، جس کی سربراہی امریکہ کررہا ہے، اس قابل فخر مسلمان امت سے کتنی نفرت کرتا ہے۔

بشار اس ملک کو برباد کرنے اور اس کے باغی شہریوں کی طاقت کو نچوڑنے کے بدلے وائٹ ہاؤس میں موجود آقا سے آرام و آسائش کی ریٹائرمنٹ کی طمع رکھتا ہے تاکہ امریکہ ان باغیوں سے اپنی مرضی کی شرائط منوا سکے۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ، اس کے آقا اور اس امت کے تمام دشمن مل کر بھی ان وفادار ہیرو، شام کے مبارک عوام سے وہ حاصل کرپائیں، جن کی وہ طمع رکھتے ہیں۔

جب بھی حکومت کی جانب سے اور مغربی سازشوں کے باعث انھیں تکالیف، مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑا، انھوں نے صرف اللہ سے پناہ طلب کی۔ اور ان لوگوں کا یہی مشاہدہ ہے کہ وہ ذات پاک (سبحانہ و تعالیٰ) ہی ان کے اس انقلاب کی نگہداشت کررہی ہے اور ان کیلئے ظاہری اور باطنی وہ خیر نازل ہوئی جو کہ ایک شاہد کی امیدوں سے بھی زیادہ ہے جو اس انقلاب کو ابتدا سے لے کر اب تک دیکھتا آرہا ہو۔ اور یہ بالکل ایسے ہے جیسے کہ یہ انقلاب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس آیت کی تعبیر ہو؛

﴿وَقَدْ مَكَرُواْ مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللّهِ مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ☆فَلاَ تَحْسَبَنَّ اللّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ إِنَّ اللّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾

''انھوں نے اپنی ساری ہی چالیں چل دیکھیں لیکن ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھی کہ پہاڑ ان سے ٹل جائیں۔ پس اے نبی ﷺ تم کبھی یہ گمان نہ کرو کہ اللہ اپنے نبی سے کیئے ہوئے وعدے کے خلاف کرے گا، اللہ زبردست ہے اور انتقام لینے والا ہے''[سورہ ابراہیم:47-46]

ہاں، یہ انقلاب ہر مسلمان کے دل میں جاگ اٹھا ہے خواہ وہ شام میں ہو یا شام کے باہر؛ قرآن کریم کی وہ آیات اور احادیث جو کفر اور ایمان کے درمیان مستقل مقابلے کی بات کرتی ہیں، اس کی نوعیت، رخ، شدت، تکالیف اور نتائج؛ اور اسی طرح اس کی راحتوں اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق۔ اس حد تک کہ اس جدوجہد کا آغاز تکبر، افواہوں، قتل، ذبح، تشدد، اور کفار کے ہاتھوں مسلمانوں کی علاقہ بدری سے ہوا۔ تاہم اس کا خاتمہ اللہ کی جانب سے فتح اور (اسلامی ریاست کے) قیام اور طاقت اور دشمنوں سے حساب برابر کرنے سے ہوگا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں پچھلے اقوام کے احوال سے آگاہ کیا ہے جیسے کہ قوم نوح، عاد، ثمود، قوم فرعون اور اصحاب الاخدود۔۔۔یہی حال آج ہم شام میں دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا؛

﴿قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ☆ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ☆ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ☆وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ☆وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ☆الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾

''قتل کئے گئے اصحاب الاخدود (گڑھے والے)، اس گڑھے والے جس میں خوب بھڑکتے ہوئے آگ کی ایندھن تھی، جبکہ وہ اس گڑھے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کررہے تھے، اسے دیکھ رہے تھے۔ اور ان اہل ایمان کے ساتھ ان کی دشمنی سوائے اس کے اور کسی بات پہ نہ تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لے آئے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے''[سورۃ البروج:8-4]

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا؛

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ☆ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ☆ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ☆ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ☆وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ☆ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ☆فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ☆ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ☆ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمھارے رب نے کیا برتاؤ کیا اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ، جن کے مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی؟ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھی؟ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ؟ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا میں بڑی سرکشی کی تھی اور ان میں بڑا فساد پھیلایا تھا۔ آخر کار تمھارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگئے ہوئے ہے۔''[سورہ الفجر:14-6]

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا؛

﴿فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِباً وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

يَظْلِمُونَ﴾

''آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا، پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی، اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔'' [سورہ العنکبوت:40]

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ☆ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ﴾

''اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انہیں پیشوا بنا دیں اور انہی کو وارث بنائیں اور زمین میں ان کو اقتدار بخشیں اوران سے فرعون وہامان اور ان کے لشکروں کو وہ کچھ دکھلا دیں جس کا انھیں ڈر تھا۔'' [سورۃ القصص:6-4]

اور یہی کچھ بشار پر بھی لاگو ہوتا ہے اور جو ان کے ساتھ ہیں اور جو اس کی طرح ہے۔

اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اپنی احادیث میں بھی اس جدوجہد کی نوعیت، اس کی شدت اور اسکے بہترین نتائج کی خبر دی۔ خباب بن الارتؓ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا؛

''شكونا الى رسول الله ﷺ و هو يومنذ متوسد بردة في ظل الكعبة، فقلنا: الا تستنصر لنا؟ الا تدعو لنا؟ فقال: ''قد كان الرجل فيمن كان قبلكم يؤخذ فيحفر له في الارض، فيجء باالمنشار على راسه فيجعل بنصفين فما يصده ذلك عن دينه، ويمشط بامشاط الحديد ما دون عظمه من الحم و عصب فما يصده ذلك والله ليتمن الله عز و جل هذاالامر حتى يسير الراكب من صنعاء الى حضر موت لا يخاف الا الله تعالىٰ، و الذئب على غنمه ، ولكنكم تستعجلون.''

''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی جبکہ وہ کعبہ کے سائے میں ایک کپڑے کے اوپر سر رکھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا؛ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے اللہ سے مدد طلب نہیں کرتے؟ کیا آپ ہمارے لئے دعا نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا؛''تم سے پہلی قوموں کے لوگوں کو گڑھا کھود کے سر کے علاوہ دفن کر دیا جاتا تھا، پھر ایک دانے دار آری ان کے سروں پر رکھ کر انھیں دو ٹکڑوں میں کاٹ ڈالا جاتا، لیکن یہ چیز انھیں دین سے ہٹا نہیں پاتی تھی۔ اور ان کے گوشت کو ہڈیوں سے لوہے کی کنگھیوں سے جدا کر دیا جاتا تھا، لیکن یہ بھی انھیں اس دین سے ہٹا نہ پاتی۔ اللہ کی قسم وہ ذات اس معاملے (اسلام) کو پورا کر کے رہے گی تا آنکہ ایک مسافر صنعا سے حضرالموت تک سفر کرے گی، سوائے اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے اور اپنے بھیڑوں کیلئے بھیڑئے سے۔ لیکن تم لوگ جلدی بہت کرتے ہو۔[مسند احمد]

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا؛

''كونوا كحواري عيسى ابن مريم ، رفعوا على الخشب و سمروا باالمسامير و طبخوا في القدور ، و قطعت ايديهم و ارجلهم و سمرت اعينهم ، فكان ذلك البلاء والقتل في طاعة الله احب اليهم من الحياة في معصية الله''

''عیسیٰ ابن مریم علیہ اسلام کے حواریوں کی طرح بنو، ان کو صلیب پر چڑھایا گیا، میخوں سے ٹھونکے گئے، برتنوں میں پکائے گئے، ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے اور آنکھوں میں سلائیں سموئیں گئی؛ پھر بھی اللہ کی راہ میں یہ سزائیں اور قتل انھیں اللہ کی نافرمانی کی زندگی سے زیادہ عزیز تھا۔''

پس شام کے مسلمانوں کی حالت دین کے معاملے میں اپنے آباء کی حالت سے زیادہ مختلف نہیں۔ اور اس وقت کے فرعون کی حالت آج کے فرعون سے چنداں مختلف نہیں۔ تاہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی سنت ''بھلا انجام نیکوکاروں ہی کا ہے'' سے ہی اس معاملے کا انجام ہوگا۔

عزیز آزاد مسلمان باغیوں!

وہ عظیم قربانیاں جو تم لوگوں نے دی ہے، اور اب بھی دے رہے ہو، تا حال اسلام کی عظیم فتح اور عظیم مرتبہ جو مسلمانوں کو عنایت ہونے والا ہے، اور وہ ناکامی اور ذلت جس کے ذریعے کفر اور کفار ذلیل وخوار ہو جائینگے، کے مقابلے میں کم ہے۔ اپنی جان ومال کو اس راہ پر خرچ کرنا بھی اللہ کے اس عظیم انعام یعنی جنت کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کا قلعہ اور عظیم فتح خلافت کے قیام کے نتیجے میں ہی حاصل ہوگی۔ یہ اس ذات کا طے شدہ امر ہے جو ہمارے طاقت کا ماخذ اور دشمنوں پر فتح یاب ہونے کی ہماری وجہ ہے۔ یہی نظام ہے جس میں حق وعدل سے حکمرانی کی جاتی ہے، اسی کے زیر سایہ لوگ عزت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور انسانیت کے بلند مرتبے کا حصول ہوتا ہے۔

پس ہر چیز اس کے مقابلے میں معمولی ہے۔

اس کے مقابل ہمارے دشمن جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں یعنی سول ریاست، جمہوریت اور سیکولرزم، تو بے شک یہ تباہی اور بدبختی ہے، جو اللہ کی نظر میں اس جارح حکومت کی جانب سے قتل ہونے والے ایک بچے کے ناخن کے برابر بھی نہیں۔

اے مسلمانو! صبر کرو اس پر جو تم پر آن پڑی ہے۔ اور مصائب کی شدت کو اجازت نہ دینا کہ وہ تمہیں تمہاری اس منزل سے ہٹا سکے جس کا تم نے اعلان کر رکھا ہے، یعنی''ہم اللہ کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکیں گے۔'' بیشک اللہ کے قانون شریعت کے سوا کسی بھی اور قانون سے ثالثی کرنا اللہ کے سوا دوسروں کے آگے سر جھکانا ہے۔ اور یقیناً اللہ حکمرانی میں اپنے ساتھ کسی طرح کی شرکت یا تنازع کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

''الحکم (فرمان روائی کا اقتدار) اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے، اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی

کی بندگی نہ کرو، یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں''

اے شام کے خیر و برکت والے مسلمانو!

اللہ عزوجل تمہیں عزت بخشنا چاہتا ہے اور تم سے شہید اٹھا رہا ہے۔ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں بشارت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے شام کے مسلمانوں کے لئے خصوصی عزت افزائی کی خبر دی۔ یہ عظیم بشارت ہے: پہلی حدیث کے الفاظ یہ ہیں

''عقر دار الاسلام بالشام''

''اسلام کے قرار کی مرکزی جگہ شام ہے''

اس حدیث میں شام کے مسلمانوں کیلئے اللہ کی مدد وحمایت اور اللہ کی جانب سے ان کے دشمنوں کی شکست کی خبر ہے۔ دوسری حدیث رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ ہیں؛

''...ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة''

''...اس کے بعد پھر نبوت کے طرز پر خلافت راشدہ قائم ہوگی''[مسند احمد]

اور جو کوئی بھی شام کی صورتحال کا بغور مطالعہ کرے گا تو وہ یہ دیکھ سکتا ہے کہ صورتحال تیزی کے ساتھ دوسری راشدی خلافت کے قیام کی جانب بڑھ رہی ہے باذن اللہ۔

اور یہ بشارتیں خود بخود تیسری خوشخبری کی جانب لے کر جائیں گی، جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا؛

''تقاتلکم یهود فتقتلونهم''

''یہود تمہارے خلاف لڑیں گے اور تم انہیں قتل کرو گے۔''

اس حدیث میں اشارہ موجود ہے اس ظالم جبری حکومت کے اختتام کی جانب، جنہوں نے درحقیقت یہودیوں کو وجود بخشا، ان کی حفاظت کی اور ہر اس مخلصانہ کوشش کو روکنے کی کوشش کی جس سے ان کا وجود خطرے میں پڑتا ہو۔ اور یہ تین بشارتیں انشاء اللہ اگلے کئی مزید خوشخبریوں پر منتج ہو گی جس میں روم کو فتح کرنا، جو عیسائیت کا گڑھ ہے، اور اسلام کا تمام دنیا پر غالب ہونا شامل ہے۔ پس دیکھو ان بشارتوں کے مقابلے میں تم کتنی کم قیمت چکا رہے ہو (اگرچہ بذات خود یہ بہت قربانیاں ہیں) اس کے مقابلے میں جو اللہ کی ذات تمہیں عنایت کرنے والی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاسْتَبْشِرُواْ بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

''پس خوشیاں مناؤ اس تجارت پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کرلی ہے۔ بیشک یہ عظیم فتح ہے۔''[9:111]

ہم، حزب التحریر، اللہ کی اس فتح اور قریبی غلبے پر مسرور ہیں۔ نظر ڈالو فی سبیل اللہ صبر کرنے والوں کیلئے فتح کے ان نشانیوں پر جو افق پر منڈلا رہی ہیں۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کہتے ہیں کہ شام اسلام کی جائے قرار ہے۔

اے اللہ! ہم مسلمانو اور اس عالم کیلئے تمہارے اس دین کے سوا کوئی خیر نہیں دیکھتے۔ پس اے رب! مسلمانو کی فتح کا امر دیر کی جگہ جلد کر دے۔ یا اللہ تو ہی یہ کرسکتا ہے اور تیری ذات ہی یہ طاقت رکھتی ہے۔

حزب التحریر — ۱ ذی القعدہ

ولایہ شام — 17 ستمبر، 2012

❑❑❑❑

بقیہ: اے خلیفہ۔۔۔

"Marche de Bourez" لکھا جس میں نبی ﷺ کی توہین کی گئی تھی اور اس ڈرامے کو فرنچ کامیڈی تھیٹر میں دیکھایا جانا تھا۔ جیسے ہی خلیفہ عبدالحمید دوئم کو اس ڈرامے کے متعلق پتہ چلا اس نے فرانس سے کہا کہ اس ڈرامے کو صرف فرانسسی تھیٹر میں ہی نہیں بلکہ پورے فرانس کے تھیٹروں میں دیکھانے پر پابندی عائد کی جائے۔ لہذا فرانس نے اس مطالبے کو پورا کیا اور خلیفہ کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ ''ہمیں امید ہے کہ ہم نے جو یہ فیصلہ آپ کی خواہش پر کیا ہے اس سے ہمارے دوطرفہ تعلقات میں مزید بہتری آئے گی''۔ اور پھر جب ڈرامے کے مصنف نے اس ڈرامے کو برطانیہ کے مشہور تھیٹر "Allseyoum" میں دیکھانے کی کوشش اور تیاری کی تو سلطان عبدالحمید دوئم نے اس پر پابندی کا مطالبہ کر دیا اور اس ڈرامے کو پیش کرنے سے روک دیا گیا۔ برطانیہ، جو اس وقت کی سپر پاور تھی، نے اس ڈرامے کو دیکھانے کی تیاریوں پر معذرت بھی کی۔

اے مسلمانو! رہنما کبھی اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتے اور حزب التحریر تمھیں متنبہ کرتی ہے اور تمھیں ہوشیار رہنے کو کہتی ہے:

مغرب نے اسلام اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جنگ کو ہمیشہ صلیبی جنگ ہی کہا ہے، لہذا اس دین، اس کے نبی ﷺ اور اس کی امت کے مددگار بنو اور یہ جان لو یہ صورتحال اس وقت تک تبدیل نہیں ہوگی جب تک پہلے وقتوں کی طرح نبوت کے طریقے پر خلافت راشدہ کا قیام عمل میں نہیں لایا جاتا۔ لہذا ان لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرو جو خلافت کے قیام کی جدوجہد کررہے ہیں۔ وہ خلافت جو ان تمام لوگوں سے بدلہ لے گی جنھوں نے اس امت اور اس کی حرمات کی تذلیل کی۔

لیکن اگر آپ نے اس خلافت کے قیام کی کوشش سے لاپرواہی برتی جس کے ذریعے امت اپنا تحفظ کرتی ہے اور لڑتی ہے تو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس طرح کی ذلیل حرکتیں بہت لمبے عرصے تک جاری رہیں گی۔ ہر واقع کے بعد آپ کے جذبات کو کچھ گھنٹوں یا دنوں کے لیے تکلیف پہنچے گی۔ پھر یہ تکلیف ختم ہوجائے گی اور صورتحال دوبارہ ٹھنڈی ہوجائے گی۔ اور پھر دوبارہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن اسلام اور مسلمانوں سے اپنی نفرت کا اظہار کریں گے اور ان کی حرمات پر حملے کریں گے۔ تو جو آنکھیں رکھتے ہیں وہ اس سے سبق سیکھیں!

إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغاً لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ

بے شک اس (قرآن) میں عبادت گزار قوم کے لیے پیغام ہے۔ (انبیاء: 106)

عثمان بخاش

ڈائریکٹر مرکزی میڈیا آفس

حزب التحریر

حزب التحریر کی مصر میں بار ایسوسی ایشن کے لئے مہم

حزب التحریر نے مصر کی بار ایسوسی ایشن کے سامنے ایک ہفتے پر محیط مہم چلائی جس میں مسودۂ دستور کو متعارف کرایا گیا۔



مصر: حزب التحریر کے شباب نے 2 ذولحجہ 1433 ہجری بمطابق 17 اکتوبر 2012 کو مصر کی بار ایسوسی ایشن کے سامنے معالوماتی کیمپ لگایا





مصر: حزب التحریر کے شباب نے اسلامی ریاست کے مسودۂ دستور کے واضح دلائل پیش کئے اور مصر کے موجودہ دستور کی خامیاں بیان کیں



اسلام آباد: حزب التحریر کے شباب نے پاکستان کے دارالحکومت میں گستاخانہ فلم کے خلاف ریلی نکالی



اردن: حزب التحریر کے مرد اور خواتین ممبرز نے گستاخانہ فلم کے خلاف مظاہرے میں شرکت کی



کراچی: حزب التحریر کی قیادت میں نکالی جانے والی ریلی میں یونیورسٹی اور کالج کے طلباء شریک ہیں



کراچی: ریلی کے شرکاء نے پاکستان کی افواج سے گستاخانہ فلم کا منہ توڑ جواب دینے کا مطالبہ کیا



لاہور: بچے اور بوڑھے بھی گستاخانہ فلم پر حزب التحریر کے احتجاج میں شریک



لاہور: حزب التحریر کی قیادت میں امت اسلام کے جھنڈوں تلے تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوئے



لاہور: رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کے خلاف ریلی میں شرکاء نے رسول ﷺ کے جھنڈے کو بلند کیا



اسلام آباد: مراکش کے سفارتخانے کے باہر مظاہرے میں شریک حزب التحریر کے ممبران

دنیا بھر سے خبریں

GCC امریکہ کی غلامی میں مزید سرنگوں ہوگئی۔

خلیجی تعاون کونسل (Gulf Cooperation Council (GCC)) کے وزرائے خارجہ اور امریکی سیکریٹری آف سٹیٹ ہیلری روڈہم کلنٹن کے درمیان دوسری وزراء سطح کی ملاقات خلیجی ریاستوں اور امریکہ کے درمیان سٹریٹیجک تعاون' کے نام سے منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ میں جو کہ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 67th اجلاس کے دوران نیو یارک میں منعقد کی گئی، میں امریکہ اور GCC کے درمیان سٹریٹیجک تعاون فورم کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور اس کے کردار کو نئے حالات، خطے کی نئی صورتحال اور مشترکہ مفادات کی روشنی میں کیسے بہتر اور موثر بنایا جا سکتا ہے، پر غور کیا گیا۔ اس اجلاس کے آخر میں وزراء کی جانب سے جاری کردہ ایک بیان میں توہین آمیز وڈیو کی مذمت کی گئی اور اسلام کو بدنام کرنے کی تمام کوششوں کو رد کیا گیا۔ بیان میں ہر قسم کی دہشتگردی اور انتہا پسندی کی مذمت کی گئی اور گذشتہ ہفتے میں امریکی ایمبیسی پر ہونے والے حملے کی مذمت کی گئی جس میں جانی اور مالی نقصان ہوا۔

بیان میں دونوں اطراف کے درمیان تعاون کے حوالے سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آئے: موجودہ دور میں پیش آنے والے سیاسی، فوجی، سیکیورٹی اور معاشی چیلنجوں کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں اطراف نے تہیہ کیا کہ وہ تعاون کو مزید بڑھائیں گے تاکہ خلیج اور مشرقِ وسطیٰ میں امن، سیکیورٹی، استحکام، اور ترقی لائی جا سکے، اور خلیجی ممالک اور سمندروں کو درپیش خطرات سے نمٹا جا سکے۔ دونوں اطراف نے ایران کی خلیجی ممالک میں مداخلت پر شدید تشویش کا اظہار کیا اور ایران سے مطالبہ کیا کہ عالمی اصولوں کا احترام کرے۔ اس بیان میں سٹریٹیجک تعاون فورم کے تحت مشترکہ تحفظ کمیٹی بنانے کو خوش آئند قرار دیا گیا، تاکہ دہشتگردی کا مقابلہ، سرحدوں کا تحفظ، اور پانیوں کا تحفظ کیا جا سکے۔ ستمبر 25، 2012 کو سائن ہونے والے معاشی، تجارتی، سرمایہ کاری اور ٹیکنیکل تعاون کے معاہدے کا بھی خیر مقدم کیا گیا۔ امریکہ اور GCC ممالک کے درمیان میزائل ڈیفنس، جو کہ خطے میں امن قائم رکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے، میں بڑھتے ہوئے تعاون کو بھی سراہا گیا۔ ساحلی حدود کے تحفظ میں تعاون اور GCC ممالک کی طرف سے بحرین کے اندر نیوی گیشنل (navigational) آپریشنل سینٹر کے قیام کو بھی سراہا گیا اور امریکہ نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ وہ اس میں شامل ہونا چاہے گا، تاکہ بحری افواج، ان کے طریقہ کار اور مشترکہ مشقوں میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے، تاکہ سمگلنگ کی روک تھام اور ساحلوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے۔

□□□□

ایران اور عراق نے دفاعی روابط کو بڑھانے کا فیصلہ کرلیا۔

بدھ کو بغداد میں ہونے والی ایک میٹنگ میں ایران کے وزیرِ دفاع احمد وحیدی اور عراق کے وزیرِ اعظم نوری المالکی نے مختلف میدانوں میں، خاص کر کہ دفاع کے شعبے میں، روابط بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ ایک اونچے درجے کے دفاعی وفد کی صدارت کرتے ہوئے بریگیڈیر جنرل وحیدی، اپنے عراقی ہم منصب سعدون الظلامی کی دعوت پر، بدھ کو بغداد پہنچے۔ 1979 میں انقلاب کے بعد، یہ پہلی دفعہ ہے کہ ایک ایرانی وزیرِ دفاع عراق کا دورہ کر رہا ہے۔ میٹنگ کے دوران مالکی نے کہا کہ ایران اور عراق کے درمیان دفاع کے شعبے میں اشتراک علاقے میں امن کو قائم رکھنے میں مدد دے گا۔ وحیدی نے کہا کہ دونوں ملکوں کے درمیان دفاعی تعاون خطے کے تمام ممالک کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اپنی عراق آمد پر وحیدی نے کہا کہ ایران کی خواہش ہے کہ وہ خطہ کے ممالک کے ساتھ تعاون کو بڑھائے، خاص طور پر عراق کے ساتھ۔ انہوں نے کہا کہ ''ایران کی خارجہ پالیسی میں عراق کی ایک خاص اہمیت ہے''۔ انہوں نے مزید کہا کہ ''نیا عراق'' جس میں ایک ووٹوں کے ذریعے چنی ہوئے جمہوری حکومت ہے، عراق اور ایران کی اقوام کو ایک ''موقع'' فراہم کرتی ہیں کہ وہ اچھی ہمسائیگی اور دوستانہ تعلقات کی بنیاد پر تعاون کو مزید بڑھائیں۔

□□□□

افغانستان میں 2000 امریکی فوجی مارے جا چکے ہیں۔

افغانستان کے اندر مارے جانے والے امریکی فوجیوں کی تعداد نے اس ہفتے 2000 کی حد کو عبور کر لیا۔ اور پیر کے روز اس تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا، اور اس بار حملہ گھر کے بالکل قریب ہوا۔ ایک خودکش بمبار، جو ایک موٹر سائیکل پر سوار تھا، نے افغان اور امریکی مشترکہ گشتی پارٹی سے خود کو ٹکرا دیا، جس میں کل 14 افراد ہلاک ہوئے۔ ان افراد میں 514th ملٹری پولیس کمپنی کے 3 اور شمالی کیرولینا نیشنل گارڈ یونٹ کا وِنٹرویل میں تعینات ایک سپاہی شامل ہے۔ امریکی اہلکاروں کے مطابق یہ حملہ بھی 'دوست افغان' فوج کے اندر سے ہوا ہے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق اس سال 50 امریکی فوجی ان اندرونی حملوں کا شکار ہوئے ہیں، جن میں افغان فوجی جن کو اکسایا گیا تھا یا

جنگجو جو فوج میں شامل ہو گئے تھے نے امریکی فوجیوں پر حملہ کیا۔ ان اندرونی حملوں نے اس بات پر کہ امریکہ جن ساڑھے تین لاکھ (350,000) افغانی فوجیوں اور پولیس کو تربیت دے رہا ہے کیا وہ امریکہ کے جانے کے بعد افغانستان کے تحفظ کی ذمہ داری سنبھال لیں گے، پر سوالیہ نشان ڈال دیا ہے۔ 30,000 سے زائد امریکی فوجی اسی پلان کو مدِنظر رکھتے ہوئے جا چکے ہیں اور ابھی 70,000 باقی ہیں۔ نیٹو کی 108,000 فوج اس وقت افغانستان میں موجود ہے۔ پچھلے سال نیٹو کی 150,000 فوج افغانستان میں تھی۔ مزید کتنے فوجیوں نے واپس آنا ہے یہ صدارتی الیکشن کے بعد ہی واضح ہو گا۔ لیکن 2014 تک تمام افواج افغانستان سے نکل جائیں گی۔

❑❑❑❑

نیٹو چیف نے کہا کہ پاکستان کے ساتھ تعلقات کشیدہ ہیں۔

نیٹو چیف نے کہا کہ سرحدی علاقوں میں دہشتگردوں کے خلاف سست روی کی وجہ سے پاکستان کے ساتھ تعلقات کشیدہ ہیں۔ نیٹو کے جنرل سیکریٹری آندریس فوگ راسموسین نے چارلی روز شو میں ایک انٹرویو کے دوران کہا کہ ”سرحد کا یہ علاقہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ جب بھی ہم پاکستانی فوجی اور سول قیادت سے ملتے ہیں ہم ان پر ان علاقوں میں پیشرفت پر زور دیتے ہیں۔ لیکن یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا“۔ بہر حال انہوں نے پاکستان کے ساتھ مضبوط روابط پر زور دیا تا کہ اس مسئلہ کا حل نکالا جا سکے۔ موجودہ اندرونی حملوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ”یہ طالبان کی غلط فہمی ہو گی اگر وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ 2014 کے آخر تک وہ مضبوط ہو جائیں گے۔ کیوں کہ ان کا سامنا ایک مضبوط اور معیاری افغان فوج سے ہو گا“۔ انہوں نے کہا ”وہ مضبوط پوزیشن میں نہیں ہونگے۔ جب ہم اپنا کام ختم کر کے جائیں گے تو ہماری جگہ ایک انتہائی اہل افغان فوج لے گی، ہم ان کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں اور 2014 تک ان کی تعداد 352,000 ہو جائے گی۔ اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ وہ دانشمندانہ حد تک اس کام کے اہل ہوں گے“۔

❑❑❑❑

افریقہ میں ”خوراک کا بحران“ شدت اختیار کر جائے گا۔

خبروں کے مطابق افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے کئی ممالک کو خوراک کی کمی کے بحران کا شدید خطرہ ہے۔ منظرِ عام پر آنے والی ایک نئی تحقیق کے مطابق براعظم افریقہ کے 70% اور کئی عرب ممالک کو خوراک کی کمی کا مسئلہ ہے۔ میپل کرافٹ کی خوراک اور تحفظ کی درجہ بندی (Maplecroft's Food Security Risk Index) کے نام سے بدھ کے روز شائع کی جانے والی رپورٹ کہ جس میں دنیا کے 197 ممالک کا سروے انجام دیا گیا، کے مطابق، 59 میں سے 39 ممالک جو 'سب سے زیادہ خوراک کی کمی' کے درجہ میں آتے ہیں افریقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہیلن ہوگ، جو کہ میپل کرافٹ میں نقشوں اور درجہ بندیوں کی سربراہ ہیں نے کہا ”حالانکہ ابھی تک کوئی خوراک کی کمی کا مسئلہ سامنے نہیں آیا ہے، لیکن دنیا کے غیر مستحکم ممالک میں خوراک کی کمی کا شدید مسئلہ جنم لینے کا خدشہ موجود ہے“ جس میں sub-Saharan سے تعلق رکھنے والے افریقی ممالک اور عرب ممالک بھی شامل ہیں۔ میپل کرافٹ کے مطابق، فی رقبہ کم پیداوار کی وجہ سے جولائی 2012 میں غذا کی قیمتیں 6% بڑھ چکی ہیں، جو کہ 2007/2008 کے غذائی بحران کی طرح کے خدشات کو جنم دے رہا ہے۔ اس بحران نے دنیا بھر میں، جس میں بنگلہ دیش، ائیوری کوسٹ، مصر، میکسیکو، سینیگل، اور یمن شامل ہیں، میں خوراک کی وجہ سے مظاہروں کو جنم دیا تھا۔ ہوگ نے کہا ”خوراک کی قیمتوں کی 2013 کے لیے کی گئی پیشن گوئی نے ایک خطرناک تصویر کو جنم دیا ہے“۔ برطانیہ سے تعلق رکھنے والے اس ادارے نے کہا ایک مضبوط اقتصادی ترقی کے باوجود افریقہ میں خوراک سے متعلق تحفظات ایک بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، جس کی بڑی وجوہات میں مسلح تصادم، خانہ جنگی، خشک سالی، نقل مکانی اور بری طرز حکومت ہیں، جو اس خوراک کے بحران کو مزید شدت دے رہے ہیں۔ 'سب سے زیادہ خطرناک حالات' والے 11 ملکوں میں سے 9 افریقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان ممالک میں صومالیہ، کانگو (ان دونوں ممالک کو مشترکہ طور پر پہلا نمبر دیا گیا ہے)، برونڈی (4th)، چاڈ (5th)، ایتھوپیا (6th)، اریٹیریا (7th)، جنوبی سوڈان (9th)، کموروز (10th) اور سرالیون (11th) شامل ہیں۔ ہیٹی (3rd) اور افغانستان (8th) وہ دو مزید ممالک ہیں جو اس لسٹ میں شامل ہیں۔ وہ 48 ممالک جن کو 'زیادہ' خطرے کے درجہ میں رکھا گیا ہے ان میں یمن (15th)، شام (16th)، پاکستان (27th)، پاپانیو گنی (33rd)، نارتھ کوریا (35th)، عراق (54th) اور لیبیا (58th) شامل ہیں۔ مصر کا نمبر 197 ممالک میں 71 واں ہے اور تیونس 100 ویں نمبر کے ساتھ 'درمیانے خطرے' والے ممالک میں شامل ہے۔ وہ وجوہات جو اس خوراک کے بحران کی طرف دنیا کو دھکیل رہی ہیں ان میں تصادم، غیر مستحکم صورت حال، کانگو اور مشرقی افریقہ میں مکئی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، جو کہ امریکہ میں 50 سالہ تاریخ کے بدترین خشک سالی کی وجہ سے ہیں، اور پرانے سوویت یونین میں پیداوار کی کمی ہیں۔

❑❑❑❑

مصر میں آئین کے نئے مسودے کو اسلام سے متاثر ہونے کی وجہ سے تنقید کا سامنا ہے۔

مصر نے آئین کے نئے مسودے کو تنازعات کے بیچ بدھ کو پیش کر دیا۔ اس مسودے پر لبرل اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے اعتراض اٹھایا ہے کہ یہ

مسودہ اسلامی قانون کی طرف جھکا ہوا ہے اور یہ مصر کے جمہوری تشخص، کہ جس کے لیے حسنی مبارک کے خلاف انقلاب برپا ہوا تھا، اکو مسخ کرتا ہے۔ مسودے کا ایک حصہ کہ جسے عوامی بحث کے لیے رکھا گیا ہے نے منظرِ عام پر آتے ہی اسلام پسندوں اور لبرلز کو قومی تشخص کے معاملے پر آمنے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ روایتی اور موڈریٹ مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل 100 ارکان کی اسمبلی نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ سول اور مذہبی حقوق اسلام کی روشنی میں ڈھالے جائیں گے۔ اس آئین میں 1971 کے آئین کی بازگشت سنائی دیتی ہے، لیکن یہ نیا آئین اس تبدیل سیاسی دور کی گواہی دے رہا ہے جہاں، وہ قوم جو کبھی مغربی پشت پناہی سے چلنے والی آمریت کی حکمرانی میں تھی، کی جگہ اب انقلاب کے بعد، اسلام پسندوں کی اثر ورسوخ میں اضافہ واضح ہے، یہ پہلو امریکہ اور دوسری مغربی قوتوں کا اثر ورسوخ کمزور کر رہا ہے۔ اس مسودے کے مطابق مصر ایک 'جمہوری ریاست' ہے، جو اسلامی احکامات یا قوانین سے رہنمائی حاصل کرتی ہے۔ لیکن کچھ شقوں کے الفاظ، جیسا کہ ان شقوں میں جو مرد اور عورت میں برابری کی بات کرتی ہیں، ان کو اسلام کے سخت موقف سے جوڑ دیا گیا ہے یا ان کی کوئی بھی تاویل کی جا سکتی ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کو اس بات پر فکر لاحق ہے کہ ان مبہم الفاظ سے اسلام پسند اور انتہائی کٹر سلفی گروپ اس سے فائدہ اٹھا کر ایک مزید مذہب پرست ریاست بنا سکتے ہیں۔ آرٹیکل 36 کہتا ہے کہ ''ریاست مرد اور عورت کی سیاسی ، ثقافتی، معاشی، اور معاشرتی میدان میں برابری برقرار رکھنے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات اٹھائے گی ، اگر یہ اسلامی قوانین سے متصادم نہیں ہیں۔ ہیومن رائٹ واچ نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ ''عالمی انسانی حقوق کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا''۔ اس ہفتے کی ایک رپورٹ کے مطابق اس تنظیم نے کہا کہ اس ڈرافٹ مسودہ میں '' کئی خامیاں ہیں، جو مستقبل میں حکومتوں کو عوام کو دبانے اور ان کی آزادیاں اور بنیادی حقوق سلب کرنے میں مدد دیں گی''۔ اسلام پسندوں نے بہر حال فوراً ہی اس مسودہ کا، ایک پریس کانفرنس کے ذریعے کہ جس کا عنوان تھا 'اپنے آئین کو جانیے'، دفاع کیا۔ عبدالفتح حسینی، جو کہ ایک جج اور اسمبلی کے ممبر ہیں نے کہا ''ہمیں اس قانون پر فخر ہے۔ یہ تمام مصر کے باشندوں کی ترجمانی کرتا ہے، یہاں تک کہ کوپٹک عیسائیوں کی بھی''۔'' میڈیا بغیر کسی وجہ کے سنسنی پھیلا رہا ہے۔۔۔ہم نے انتہائی شفاف طریقے سے اس ڈرافٹ مسودہ کو ترتیب دیا ہے، ہم نے تمام مصر سے اس مسودہ کے بارے میں رائے لی ہے، جس میں ایک بالکل عام شخص بھی شامل ہے''۔

□□□□

افغانستان حکومت گرنے کی طرف گامزن ہے۔

رپورٹس کے مطابق جیسے جیسے '' D-Day (انخلاء کا دن) قریب آرہا ہے امریکہ کی 60$ بلین ڈالر کی تھنک ٹینک انڈسٹری اپنے پورے زور میں ہے۔ الیکشن کے سال میں اس طرح کے پالیسی ساز فیصلے اہمیت رکھتے ہیں، سو جو کچھ بھی ہو نومبر مغربی ایشیاء کی جنگ میں انتہائی اہم ہو گا۔ BBC کی خبروں کے مطابق جیسے ہی نیٹو ، ایساف اور امریکی فوجیں افغانستان چھوڑیں گی، افغان حکومت گر جائے گی۔ 'انٹرنیشنل کرائسس گروپ (ICG) نے کہا کہ افغان پولیس اور فوج سیکیورٹی کی ذمہ داری کے لیے تیار نہیں ہیں' ''۔ برسلسز میں قائم گروپ، جو کہ اپنی پیشن گوئی میں انتہائی سخت ہے ،کہ مطابق مغربی حمایت یافتہ حکومت 2014 کے بعد 'ایک زبردست سیاسی بحران' سے دوچار ہوگی۔ فارن پالیسی میگزین جو کہ ایک نیو کنزرواٹو میگزین ہے نے تجویز دی ہے کہ امریکہ امن کی بات چیت کو نہ روکے اور پاکستان کو اس میں ثالث کے طور پر شامل کرے۔ حیران کن طور پر یہ آرٹیکل ہندوستان یا افغانستان کے کسی اور ہمسایہ کا ذکر نہیں کرتا۔ دوسری طرف طالبان نے بھی اپنی شرائط ظاہر کر دی ہیں--- افغانستان سے بغیر کسی مطالبے یا شرط کے چلے جاؤ، ہم تمہیں جانے کا محفوظ راستہ فراہم کریں گے۔ روس نے یہ قبول کیا تھا اور خاموشی سے نکل گیا۔ اگر نیٹو اس آفر کو قبول نہیں کرتی، تو پھر انخلاء کے وقت بہت خونریزی ہوگی۔ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امریکہ اور نیٹو دانشمندانہ راستہ قبول کریں گے۔

□□□□

پاکستان نے امریکی ڈرون حملوں کے خلاف ریلی کو روک دیا۔

پاکستانی فوج نے ایک ریلی کو جس میں ہزاروں پاکستانی اور ایک چھوٹی تعداد میں امریکہ کے جنگ مخالف گروپ کے لوگ شامل تھے، کو قبائلی علاقے جو کہ افغان سرحد کے ساتھ ہیں، میں جانے سے روک دیا، یہ لوگ امریکی ڈرون حملوں کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ یہ کاروان جسے ایک سابقہ کرکٹ سٹار عمران خان جو کہ اب سیاست میں ہیں اور ان کی تنظیم اس ریلی کی سربراہی کر رہی تھی ،کو جنوبی وزیرستان کے علاقے سے چند میل کے فاصلے پر روک دیا گیا۔ ایک گھنٹے کی لاحاصل بحث کے بعد عمران خان نے اعلان کیا کہ ان کا کاروان واپس ٹانک کے علاقے چلا جائے گا، جو کہ اس جگہ سے 15 کلو میٹر دور ہے۔ انہوں نے وہاں 10,000 لوگوں کے مجمع سے خطاب کیا۔ عمران خان نے پاکستان حکومت کا امریکہ کے ساتھ مل کر اسلام پسندوں کے خلاف جنگ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ وہ خاص طور پر امریکہ کی طرف سے ہونے والے ڈرون حملوں کے خلاف کھل کر بول رہے ہیں اور ان کے مطابق پاکستان میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کی ایک بڑی وجہ امریکہ کی جانب سے ڈرون حملے ہیں۔ وہ پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ پاکستان میں دہشت گردی افغانستان میں امریکی جنگ کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی۔ عمران نے کہا

"ہم امریکہ کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ جتنا آپ ڈرون حملے کریں گے اتنا ہی لوگ آپ سے نفرت کریں گے"۔ امریکہ مخالف جذبات ہمیشہ سے پاکستان میں زیادہ رہے ہیں، یہ ان بینروں سے بھی ظاہر تھا جن پر 'امریکہ مردہ باد' اور 'امریکہ کا جو یار ہے غدار ہے' کے نعرے درج تھے۔ پاکستان کے قبائلی علاقے، جیسا کہ شمالی اور جنوبی وزیرستان، افغانستان کی سرحد سے جڑے ہوئے ہیں اور عسکریت پسندوں کے لیے ایک مرکز کا کردار ادا کرتے ہیں، اس حد تک کہ طالبان یہاں سے افغانستان کے سرحدی علاقوں پر حملے کرتے ہیں۔

□□□□

ویٹیکن (Vatican) میں پادری کی طرف سے دکھائی جانے والی وڈیو نے تہلکہ مچا دیا۔

ایک رومن کیتھولک پادری نے یو ٹیوب پر یورپ میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافے سے متعلق ایک اشتعال انگیز وڈیو دکھا کر ویٹیکن میں تہلکہ مچا دیا۔ سات منٹ کی یہ فلم، کہ جس کا نام "Muslim Demographics" ہے، پیر کو منعقدہ پادریوں کے اس بین الاقوامی اجلاس میں بحث کا محور رہی، جسے کارڈینل پیٹر ٹرکسن نے دو دن پہلے عام گفتگو کے وقفے میں دکھایا۔ ٹرکسن جو کہ گھانا سے تعلق رکھتے ہیں اور ویٹیکن میں ہی رہتے ہیں اور ویٹیکن میں انصاف اور امن کی کونسل کے صدر ہیں، نے اپنے ساتھی پادریوں کو فکر مند ہونے پر مجبور کر دیا۔ پادری تھامس روسیکا جنہیں سینا نڈ (پادریوں کی اسمبلی) کے اس سیشن میں آنے کی اجازت نہیں تھی، جو کہ اس فلم کے دکھائے جانے کے بعد پہلا سیشن تھا، نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ "جب ہم یہاں آ رہے تھے تو مجھ سے کئی بار پوچھا گیا کہ 'یہ کس نے پلان کیا؟'، 'یہ کس نے کیا'، 'اس کے پیچھے کون تھا'۔ انہوں نے کہا کہ اس فلم نے اس تین ہفتے کی کانفرنس کی اب تک کی سب سے زیادہ مقبول 'فلمی بحث' کو جنم دیا ہے، ایک اور پادری نے کہا کہ وہ ٹرکسن کی اس بات کا جواب ایک اور رپورٹ کے ذریعے دینگے، جس میں اس سے متضاد مواد پیش کیا جائے گا۔ اس فلم نے سینا نڈ کے 262 ارکان کے اجلاس کی بحث میں 'اسلام' کو ایجنڈا میں سرِ فہرست کر دیا ہے۔ روسیکا نے کہا کہ "اسلام ہی ہر طرف موضوعِ بحث ہے"۔ اس فلم کو یوٹیب پر 2009 میں اپ لوڈ ہونے کے بعد سے 13 ملین لوگ دیکھ چکے ہیں، جس میں ڈرامائی انداز میں دیے گئے میوزک کے ساتھ یورپی ممالک کی آبادی سے متعلق اعداد و شمار دیے گئے ہیں۔ جیسا کہ "صرف 39 سالوں میں فرانس اسلامی جمہوری ریاست بن جائے گا"۔ امریکہ سے تعلق رکھنے والے PEW ریسرچ سنٹر کے مطابق 2010 میں 2.18 بلین عیسائی تھے، جن میں سے آدھے کیتھولک تھے۔ مسلمان 1.6 بلین تھے اور اندازے کیمطابق 2030 میں یہ تعداد 35 فیصد اضافے کے ساتھ 2.2 بلین ہو جائے گی۔ ویٹیکن کے اسلام کے ساتھ تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے۔ 2006 میں بھی پوپ بینڈ کٹ نے ریگنس برگ میں ایک تقریر کی جسے مسلمانوں نے اسلام پر حملہ سمجھا تھا۔

□□□□

امریکہ، لیبیا کی اسلامی شدت پسندوں کے خلاف لڑنے کے لیے سپیشل فورس قائم کرنے میں مدد دے گا۔

کچھ حکومتی دستاویزات کے مطابق پینٹا گون اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ لیبیا کو ایک کمانڈو فوج جو کہ اسلامی شدت پسندوں، جیسا کہ وہ جنہوں نے امریکی سفیر کو قتل کیا، اور مختلف مسلح گروپوں سے لڑنے میں مدد کرے گی کی تشکیل کے لیے مدد کر رہے ہیں۔ اوبامہ حکومت نے پچھلے مہینے چپکے سے کانگرس سے اس کی اجازت لے لی ہے کہ وہ اپنے دہشت گردی کے خلاف پینٹا گون کے بجٹ سے پاکستان کے لیے مختص بجٹ میں سے 8$ ملین ڈالر اگلے سال لیبیا کی سپیشل فوج، جس کی تعداد پانچ سو تک ہو سکتی ہے، کی تیاری کے لیے لے گا۔ سپیشل امریکی فوج یہ ٹریننگ پاکستان اور یمن میں موجود دہشتگردی کے خلاف فوج کی مدد سے کر سکتے ہیں۔ اس نئی فوج کی تیاری کی کوششیں، امریکی سفیر اور تین امریکی افراد کے بن غازی میں مرنے کے پہلے سے جاری تھیں۔ لیکن ٹریپولی کی نئی حکومت کے مسلح گروپوں کے خلاف فوری ایکشن لینے کی خواہش کی وجہ سے اس پر عمل درآمد تیز کر دیا گیا ہے۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ستمبر کے جاری ایک غیر مصدقہ میمو (memo) کے مطابق، اس کا مقصد "لیبیا کی القائدہ اور مسلح گروپوں کے خلاف خطرات سے نمٹنے کی صلاحیت کو بڑھانا ہے"۔ امریکی عہدیدار کے مطابق ابھی لیبیا کے پاس ایسی صلاحیت نہیں ہے۔

□□□□

حتمی تاریخ ختم کر دی گئی: امریکہ 2014 کے بعد بھی اپنی فوجیں افغانستان میں رکھنا چاہ رہا ہے۔

9/11 کے واقعے کے بعد سے افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ ویسے ہی سب سے لمبی لڑی جانے والی امریکی جنگ کا اعزاز حاصل کر چکی ہے، اور ٹوٹتے وعدے، اس جنگ کے مستقبلِ قریب میں خاتمے کے خوابوں کو توڑ سکتے ہیں۔ امریکی صدر بارک اوبامہ کے اس جنگ کو 2014 میں ختم کرنے کے مسلسل وعدوں کے باوجود، سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک سرِ فہرست اہلکار نے صحافیوں کو بتایا کہ امریکہ ایسے پلان تیار کر رہا ہے کہ فوج غیر معینہ مدت تک وہاں رہ سکے، کم از کم اوبامہ کی طرف سے دی گئی حتمی تاریخ کے کافی عرصہ بعد تک۔ مارک گروس مین، جو کہ افغانستان اور

پاکستان کے لیے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے نمائندہ خصوصی ہیں، نے منگل کے روز پریس کو بتایا کہ مستقبلِ قریب میں ہونے والے مذاکرات اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ 2014 کے بعد کتنی فوج اور کون کون بیرونِ ملک رہ جائیں گے، تاکہ وہ افغان فوج کو دہشت گردوں کے خلاف فوجی تربیت دے سکیں۔ فارن پالیسی میگزین میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق گروس میں نے کہا کہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ جلد ہی بیرونی اہلکاروں کے ساتھ ایک پلان تیار کرنے کی کوشش کرے گا ،کہ جب جنگ کو ختم تصور کیا جائے گا، تب کیا کیا جاسکتا ہے۔ جاش روگن جو کہ فارن پالیسی میگزین سے تعلق رکھتے ہیں، لکھتے ہیں ''مستقبلِ قریب کی بات چیت کا مقصد 2014 کے کافی بعد تک امریکی فوج کے رکنے سے متعلق ہے، تاکہ وہ دہشت گردی کے خلاف افغان سیکیورٹی فوج کی ٹریننگ اور مدد کر سکیں''۔ گروس مین نے کہا کہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ پہلے ہی اس طرح کی میٹنگ کا انعقاد کر چکا ہے جس میں ''افغانستان میں مستقبل میں اپنی فوجوں کو کس طرح استعمال کیا جائے گا'' پر سوچا گیا اور اس پر بھی کے کون اور کتنے پیچھے باقی رہیں گے۔ اس ہفتے کے آغاز میں نیٹو کے اہلکار نے اس بات کی تصدیق کی کہ نیٹو فوجیں امریکی فوجوں کے ساتھ 2014 کے بعد بھی افغانستان میں رہیں گی، لیکن ان کا کام صرف گائیڈ کرنا ہوگا۔

❑❑❑❑

بدھ مت کے راہبوں نے مسلمانوں کی مدد پر احتجاج کیا ہے۔

ہزاروں کی تعداد میں بدھ راہبوں (monks) نے برما کے دو بڑے شہروں میں مسلمانوں کی سب سے بڑی مسلمان تنظیم، جس نے جان لیوا حملوں کی زد میں آئے مسلمانوں کی چار مہینے پہلے مدد کی تھی، کے خلاف مظاہرہ کیا ہے۔ بدھ راحب، جو بدمت پر کاربند ریاست میں ایک بڑی سیاسی قوت سمجھے جاتے ہیں، نے شمال مغربی صوبے رخنی، کہ جہاں جون میں فسادات شروع ہوئے، میں 57 ممالک پر مشتمل OIC کی جانب سے آفس کھولنے کو مسترد کیا ہے۔ مظاہرین کے منتشر ہونے کے چند گھنٹوں بعد ہی صدر تھین سین نے کہا کہ وہ OIC کو برما میں کام کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ یہ واضح نہیں ہو سکا کہ یہ بیان مظاہرے کی وجہ سے دیا گیا یا یہ پہلے سے ہی تیار کیا جا چکا تھا۔ حکومتی ترجمان نے اپنی ویب سائٹ پر بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ ''حکومت OIC کو آفس کھولنے کی اجازت نہیں دے گی کیونکہ یہ لوگوں کی خواہشات کے خلاف ہے''۔ رنگون اور منڈالے کے علاقوں میں عوام بھی راحبوں کے ساتھ ان مظاہروں میں شامل ہوئی۔ کچھ نے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر درج تھا کہ جب تک حکومت ان کے مطالبات نہیں مانے گی وہ احتجاج جاری رکھیں گے۔ ایشیاء کا ایک مختلف المذاہب ملک ہونے کے باوجود، برما کی حکومت نے تقریباً 8 لاکھ روہنگیاس کے ساتھ، جو کہ غربت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، کہ ساتھ نا روا سلوک رکھا ہوا ہے۔ غیر قانونی تارکین وطن کا الزام لگا کر اور بعض اوقات بنگالی ہونے کا دعویٰ کر کے، روہنگیاس کو برما کی شہریت نہیں دی گئی۔

❑❑❑❑

فلپائنی حکومت اور مسلم باغیوں نے شیکی (Shaky) امن معاہدہ سائن کر دیا۔

فلپائنی حکومت نے سب سے بڑے مسلم باغی گروپ مورو اسلامک لبریشن فرنٹ (MILF) کے ساتھ امن معاہدہ پر دستخط کر دیے۔ یہ معاہدہ ایک طویل بحث کے نتیجے میں سامنے آیا جس نے 40 سالہ تنازعہ کو، کہ جس میں 120,000 زندگیاں دی جا چکی ہیں، کو ختم کر دیا۔ یہ معاہدہ اکتوبر کے شروع میں ملیشیاء میں طے پایا۔ اس کے مطابق اکثریتی کیتھولک عیسائیوں والے ملک کے جنوب میں ایک خود مختار علاقہ تشکیل دیا جائے گا، جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اس معاہدہ پر حکومتی نمائندہ خصوصی اور باغیوں نے دستخط کیے، اور اس موقع پر صدر بینگنو اکوینو (Benigno Aquino) اور MILF کے لیڈر مراد ابراہیم بھی منیلا کے صدارتی محل میں موجود تھے۔ اجلاس سے پہلے دونوں رہنما ملے اور تحائف کا تبادلہ کیا۔ ساٹھ سالہ مراد ابراہیم وہ پہلے لیڈر ہیں جنہوں نے صدارتی محل کا دورہ کیا۔ انہوں نے اجلاس سے پہلے بات کرتے ہوئے کہا ''جیسا کہ محاورتاً کہا جاتا ہے 'the devil is in the details' (شیطان تفصیلات میں چھپا ہوتا ہے)، اسی طرح اس معاہدے پر ابھی بہت سا کام ہونا باقی ہے تاکہ اس معاہدے کا اصل مقصد حاصل کیا جا سکے''۔ ماضی میں بھی امن کی کوششیں ناکامی کا شکار ہوئیں اور MILF کے ساتھ 15 سالہ مذاکرات جھڑپوں کی نظر ہوتے رہے۔ معاہدے کی کاپی میں یہ لکھا ہے کہ دونوں سائیڈ اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ سال کے آخر تک دونوں پارٹیاں ''تفصیلی معاہدے'' تک پہنچ جائیں گی۔ اس بات کی امید کی جا رہی ہے کہ 2016 کے آخر تک صدر اکوینو کے دورِ صدارت کے اختتام سے پہلے یہ معاہدہ نافذ ہو چکا ہوگا۔ صدر اکوینو، جنہوں نے پچھلے ہفتے معاہدہ کا اعلان کیا تھا، نے کہا کہ ابھی اور بھی چیلنج سامنے آئیں گے۔

❑❑❑❑

چین اور جاپان کے درمیان جزیروں کے معاملہ پر تنازع

سوال امریکی سیکرٹری دفاع نے 16 اور 17 ستمبر 2012 کو جاپان کے دورے کے دوران کہا کہ ''چین اور جاپان کے درمیان جزیروں کے معاملہ پر تنازع بڑھ سکتا ہے'' A.P. News Agency (17/9/2012)۔ اس نے مزید کہا کہ مجھے اس بات سے پریشانی ہے، جس وقت یہ ممالک متنازع جزیروں سے متعلق اشتعال انگیز کاروائیوں پر اتر آئیں گی، تو اس بات کا امکان اور بھی بڑھ جائے گا کہ کسی ایک جانب سے کوئی ایسا غلط اقدام کیا جائے، جو تشدد کا باعث بنے اور جس کے نتیجے میں تنازع پیدا ہوسکتا ہے (A.P. News Agency 17/9/2012)۔ یہ گفتگو 11/9/2012 کو جاپان کے اس اعلان کے بعد ہوئی کہ جاپان نے مشرقی بحیرہ چین میں ارخپیلاگو (archipelago) کے تین جزیرے ایک جاپانی خاندان سے خرید لیے ہیں چناچہ جاپان نے اس کی ملکیت کا دعوا کر دیا اور اس کا نام ''سینکا کو'' رکھا دیا۔ اس اعلان کے تناظر میں چین اور جاپان کے درمیان تناؤ اور ہیجان کی فضا قائم ہوئی۔ چین بھی ان جزائر کی ملکیت کا دعوے دار ہے اور ان جزائر کو دیاویو (Diaoyu) کے نام سے پکارتا ہے۔ چین نے دو جنگی بحری جہاز ان جزیروں کی طرف بھیجے دیے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس وقت جاپان کے اس اقدام کی کیا وجہ ہے؟ کیا امریکہ کا اس تنازع میں کوئی کردار ہے؟ کیا اس بات کا امکان ہے کہ یہ تنازع جنگ کا باعث بن جائے گا، یا یہ ایک طوفان ہے جو گزر جائے گی؟۔

جواب

اس سوال کا جواب مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھ کر واضح ہو جاتا ہے:

1. چین کا دعویٰ ہے کہ یہ تین جزیرے چین کی مملوکہ پانچ جزیروں میں سے ہیں، جن پر 1894-1895 کی چین جاپان جنگ کے دوران جاپان نے قبضہ کرلیا تھا۔ پھر دوسری عالمی جنگ کے دوران امریکیوں نے جاپان کو شکست دیکر ان پر کنٹرول حاصل کرلیا۔ انہوں نے ان تین جزیروں کو جاپانی جزیرہ اوکیناوا کے ساتھ شامل کرلیا، جس پر اسی جنگ کے دوران امریکیوں نے قبضہ نے کیا تھا اور وہاں ایک بڑا امریکی اڈہ قائم کیا۔ پھر امریکیوں نے یہ جزیرے 1972 میں ایک جاپانی خاندان کے حوالے کر دیے، پھر اس جاپانی خاندان نے ان جزائر کو ایک اور جاپانی خاندان کو فروخت کر دیا اور یہ خاندان ان جزائر کا انیسویں صدی کے نوے کی دہائی سے مالک ہے۔ ارخپیلاگو archipelago کے ان جزیروں کا کل رقبہ 6.2 کلومیٹر ہے، ان میں وہ چٹانیں بھی ہیں جن کو سمندر نے گھیر رکھا ہے۔ یہ ویران جزائر ہیں تاہم مشرقی بحیرہ چین میں اس کو تزویراتی (Strategic) اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہ سمندر میں بحری جہازوں کی گزرگاہ کے قریب ہیں اور ان جزیروں کا سمندر مچھلی کے ذخائر سے مالا مال ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ وہاں تیل وگیس کے بڑے ذخائر موجود ہونے کا امکان ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان ان جزائر کا مسئلہ متعدد بار اٹھایا گیا ہے اور آخری دفعہ یہ مسئلہ 2010 میں اٹھا تھا جس کی وجہ سے اس وقت بھی ویسی ہی تناؤ کی صورتحال پیدا ہوگئی تھی جیسا کہ آج پیدا ہوئی ہے۔

2. امریکہ نے 29 جون 2012 کو باضابطہ طور پر جاپان کو آگاہ کیا تھا کہ وہ جاپانی جزیرہ ''اوکیناوا'' میں امریکی بیس فوٹینما میں Osprey aircrafts کے 12 طیارے تعینات کرنا چاہتا ہے، اور رواں مہینے کے آخر میں ان طیاروں کو وہاں منتقل کیا جائے گا۔ (ASHA - Musrs scene - masress almashhad 1.7.2012) اور امریکی افواج نے اعلان کیا کہ ان میں سے ایک طیارہ 21 جون 2012 کو اپنا سفر شروع کرے گا (Arabic News CNN World 20.9.2012) یہ سب کچھ ایسے وقت میں وقوع پذیر ہو جبکہ جاپانی قوم امریکی موجودگی پر سراپا احتجاج تھی اور اب جاپان کے لوگ امریکہ کی موجودگی کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھنے لگے تھے اور ان میں کچھ لوگ جاپان سے امریکیوں کے انخلاً کا مطالبہ بھی کر رہے تھے۔ 1960 میں جاپان پر امریکی قبضے کے دوران جاپانی حکومت کے ساتھ دوطرفہ امن معاہدہ کے مطابق اس وقت بھی جاپان میں 48 ہزار امریکی فوجی موجود ہیں۔ اس قسم کے معاہدے امریکہ کا ایک اسلوب ہے جو وہ اپنے قبضے کی شکل کو بدلنے کیلئے اختیار کرتا ہے تاکہ مقبوضہ علاقے میں اس کا اثر ورسوخ بدستور باقی رہے جیسا کہ اس نے عراق میں کیا جب باضابطہ طور پر قابض امریکیوں نے 2008 میں مالکی حکومت کے ساتھ امریکن سیکیوریٹی کا معاہدہ کیا، اسی طرح کا امریکی سیکیوریٹی کا معاہدہ افغان حکومت کے ساتھ بھی کیا گیا، جس پر چند مہینے قبل افغانستان میں امریکہ کی موجودگی میں ہی دستخط کئے گئے۔

اس قسم کی صورتحال میں جب جاپانی جاپان میں امریکی موجودگی کے بارے میں شدید ناراض ہو، امریکہ جاپان میں طیاروں کی تعیناتی کا اعلان کرتا ہے جو لازماً جاپانیوں کی مخالفت میں اضافے کا باعث ہوگا۔ لہٰذا امریکہ سمجھتا ہے کہ چین کے ساتھ اشتعال انگیزی کی فضاً کی تخلیق اور چین کے ساتھ عنقریب جنگ چھڑ جانے کا اظہار، جاپانیوں کو ان طیاروں کی تعیناتی کو قبول کرنے پر مجبور کرے گا اور امریکی موجودگی کے خلاف ان کے احتجاج کو کم

کردے گا اور جاپانی یہ سمجھ لیں گے کہ امریکہ چین کے خلاف جاپان کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ چنانچہ جاپان ،جو کہ امریکی پالیسیوں کے ساتھ مضبوطی سے جڑا ہوا ہے، نے امریکہ کی مرضی کے مطابق جزائر کے مسئلہ کو پیدا کیا اور اعلان کیا کہ یہ جزائر اب حکومت جاپان کے ہیں حالانکہ یہ چین کے ساتھ متنازع جزیرے ہیں۔اس اعلان نے چین کو مشتعل کیا اور جاپان کے ساتھ ٹکراؤ کی صورتحال پیدا ہوئی اور اس بات کا امکان پیدا ہوا کہ جنگ چھڑ جائے ۔ اس طرح امریکہ کو چین کے مقابلے میں معاون سمجھتے ہوئے جاپانیوں کی طرف سے ملک میں امریکی موجودگی کی مخالفت ٹھنڈی پڑ گئی۔

3 اس لئے ان حالات میں جزیروں کا مسئلہ بھڑکانا، جبکہ طیاروں کی تعیناتی کا اعلان کیا گیا تھا ،امریکی منصوبہ بندی سے جاپانی حکومت کی طرف سے چین کو مشتعل کرنے کا ایک سوچا سمجھا اقدام ہے، تا کہ چین اور جاپان کے درمیان کشیدگی ظاہر کی جائے ،اس طرح جاپانیوں کو چین سے خوف کردیا جائے گا ، یوں ان امریکی منصوبوں کے سامنے وہ سر تسلیم خم کردیں گے، جو ان کے ملک میں نافذ کی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی حکام کے بیانات ٹکراؤ یا اس کے پیش خیموں کے نزدیک آنے کا اشارہ دے رہے ہیں ۔چنانچہ امریکی سیکریٹری دفاع نے 16-17/9/2012 کو جاپان کے دورے کے دوران کہا کہ ’’دونوں کے درمیان یہ تنازع بڑھ سکتا ہے‘‘(A.P. News Agency 17/9/2012) اور کہا کہ ’’مجھے اس بات سے پریشانی ہے کہ جس وقت یہ ممالک متنازع جزیروں سے متعلق اشتعال انگیز کاروائیوں پر اتر آئیں گے، تو اس بات کا امکان اور بھی بڑھ جائے گا کہ کسی ایک جانب سے کوئی ایسا غلط اقدام کیا جائے ، جو تشدد کا باعث بنے اور جس کے نتیجے میں ایک تنازع پیدا ہوسکتا ہے۔(بحوالہ سابقہ) اس نے ’’فریقین کو تحمل اور اپنے جذبات کو کنٹرول کرنے کی تلقین کی‘‘۔ چنانچہ امریکی سیکرٹری دفاع نے اس معاملہ کو یوں پیش کیا کہ گویا امریکی اہداف کے حصول کے لیے دونوں ممالک کے درمیان جنگ چھڑ جانے والی ہے ۔ اس نے امریکہ اور جاپان کے درمیان امن معاہدوں کا ذکر کیا تا کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ امریکہ جاپان کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہے ۔اس نے کہا کہ ’’ان معاہدات کی بنا پر جو عرصہ دراز سے قائم ہیں اور کبھی بھی تبدیل نہیں ہوں گے، ہم اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے‘‘(سابقہ حوالہ)۔ یہ تمام تر تناؤ ایسے وقت میں پیدا کیا جارہا تھا جب جاپانی حکومت کے ساتھ بات چیت میں امریکی سیکرٹری دفاع جزیرہ اوکیناوا میں موجود امریکی بیس میں اوسپری ائر کرافٹ Osprey aircrafts کے 12 طیاروں کی تعیناتی کے امریکی منصوبے پر جاپانی حکومت سے بات چیت کر رہا تھا جبکہ جنوبی جزیرہ کے رہائشی لوگوں کی طرف سے اس کی شدید مخالفت بھی جاری ہے، جیسا کہ فرنچ نیوز ایجنسی نے 16/9/2012 کو یہ رپورٹ شائع کی۔

4 چین کا ردعمل جذباتی تھا، اس نے جزیروں کے حوالے سے جاپانی حکومت کے اقدام کے خلاف اپنے شہروں کی سڑکوں پر کثیر التعداد احتجاجی مظاہروں کی اجازت دیدی، یہ اس وقت کی بات ہے جب جاپان نے اس پر رسمی طور پر قبضہ نہیں کیا تھا۔لیکن جب جاپانی حکومت نے اس کو اپنی ملکیت بنانے کیلئے جاپانی خاندان سے ان تینوں جزیروں کے خریدنے کا اعلان کیا، اور رسمی طور پر ان جزیروں میں جاپانی حکومت کو قیادت ملی ،اسے یوں سمجھا گیا، گویا ان جزائر کا پھر جاپان کے ساتھ الحاق کیا گیا۔اس امر نے چین کو اشتعال دلایا ، چنانچہ اس نے کچھ بحری جہاز، جو مشرقی بحیرہ چین میں اس کے علاقائی پانیوں کی حفاظت کرتے تھے ،ان جزیروں کی طرف بھیج دیے۔ چین کے وزیر اعظم وِن جیاباؤ نے چینیوں کو مشتعل کردینے والا اور جذباتی بیان دیا اور کہا کہ ’’ چین کو نیچا دکھانے کے دن گذر گئے جو کبھی واپس نہیں آئیں گے ‘‘(A.P. News Agency17/9/2012)۔ چین کے لوگ اب بھی اس ذلت کو یاد کرتے ہیں جو جاپانیوں کے ہاتھوں انہیں اٹھانی پڑی تھی ،خواہ انیسویں صدی کے نوے کی دہائی میں ان کے درمیان چھڑ جانے والی جنگ کے دوران ہو یا بیسویں صدی کے تیسری دہائی میں چین پر جاپان کا براہ راست قبضہ ہو جو دوسری عالمی جنگ میں جاپان کی امریکہ کے ہاتھوں شکست ہو جانے تک برقرار رہی۔تب یہ جزائر چینی کنٹرول سے نکل کر امریکہ کے قبضے میں چلے گئے تھے۔شکست اور جاپانیوں کی طرف سے پہنچائی گئی ذلت ہمیشہ چین کو مشتعل کرتی ہے ۔اس لئے اس معاملے کو اچھالنا اور چینیوں کو مشتعل کردینا نہایت آسان ہے۔

5 .لہذا امریکہ نے ایک تیر سے دو شکار کئے۔ جاپان کو جزیروں کے مطالبہ پر اُبھارا اور چین اور جاپان کے درمیان کشیدگی کی فضاء بنائی تا کہ جاپان امریکی موجودگی کا محتاج رہے اور جاپان میں لوگوں کے ہاں اس کی مقبولیت آسان ہوجائے اور دوسری طرف امریکہ، چین کو ہمیشہ کیلئے علاقائی کشیدگی کے مسائل میں اُلجھائے رکھنا چاہتا ہے، تا کہ چین کی عالمی امور میں آگے بڑھنے کی خواہش پر قدغن لگا سکے اور اس کو صرف اس کی علاقائی حدود تک محصور رکھا جائے ۔ یعنی امریکہ چین کو دبائے رکھنے اور اس کے اثر و نفوذ کو روکنے، نیز چین کی اپنی علاقائی پوزیشن کو مضبوط بنانے کے بعد عالمی مرتبہ اور مقام تک پہنچنے کیلئے وسیع منصوبوں، بالخصوص جبکہ اس کا مقابلہ امریکہ کے ساتھ ہو ، کے لئے رکاوٹ پیدا کرنے کے پیش نظر اپنے وسیع منصوبوں کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔اس طرح امریکہ کا چین کے علاقائی خطے میں پلان اسی ہدف کے حصول کیلئے ہے، چنانچہ ایشیا بحرالکاہل میں امریکہ نے خود کو مستحکم کرنے کے منصوبوں کا اعلان جدید اسٹریٹجی کے ضمن میں پہلے ہی کردیا ہے ۔ایشیا کے علاقے بحرالکاہل میں اپنے ملک کے جدید اسٹریٹجی کا اعلان وزیر دفاع لیون پنیٹا نے 1/6/2012 میں کیا، کہ امریکہ اس خطے میں 6 طیارہ بردار بحری جہازوں کو اور اپنے 60% جنگی کشتیوں کو آئندہ سالوں

میں 2020 تک منتقل کر دے گا۔ لہذا امریکہ خطے میں چین کے لئے ہر قسم کے مسائل پیدا کر رہا ہے: مشرقی بحیرہ چین میں، جیسا کہ جاپان کے ساتھ کیا، اسی طرح جنوبی بحیرہ چین میں، جہاں چین اور فلپائن کے درمیان جزیروں اور ماہی گیری کے حقوق پر تناؤ پایا جاتا ہے، اس طرح چین اور ویتنام کے درمیان بھی جزیروں پر کھینچاؤ اور کشیدگی پائی جاتی ہے، جہاں چینی اُٹھے اور ویتنامیوں کو 1988 میں ان جزیروں سے مار بھگایا۔ یہ سب اس لئے تا کہ چین ان دونوں علاقوں میں مشغول رہے۔

امریکہ ان دونوں علاقوں میں شمالی کوریا کے علاوہ دوسرے ممالک کے پیچھے کھڑا ہو کر ان کو چین کے خلاف اکساتا ہے تا کہ چین اپنے علاقے میں مشغول رہے اور اس سے تجاوز نہ کرے، جیسا کہ ہم نے پہلے کہا، بالخصوص جبکہ امریکہ ان میں سے اکثر ممالک پر کامل تسلط رکھتا ہے، جیسے کہ مشرقی بحیرہ چین میں جنوبی کوریا اور جنوبی بحیرہ چین میں فلپائن، جہاں امریکہ نے اڈے قائم کئے ہوئے ہیں، اسی طرح انڈونیشیا جو امریکی پالیسیوں کے ماتحت ہے، اور جاپان جو امریکہ کے زیر اثر ہے۔

6. یہ تھا اس مسئلہ سے متعلق امریکہ کا کردار اور اس وقت ان جزیروں کے مسئلے کو اچھالنے کے بارے میں امریکی منصوبہ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کیا جزائر کے حوالے سے چین اور جاپان کے درمیان پیدا ہونے والی کشیدگی ان دو ممالک کے درمیان جنگ کا باعث بن سکتی ہے تو کم از کم مستقبل قریب میں اس کے امکانات انتہائی کم ہیں کیونکہ ان جزائر سے بہت بڑے اور اہم دوسرے جزائر بھی ہیں، جن میں سے تائیوان (سابقہ فرموزا) کا جزیرہ بھی ہے، لیکن چین نے اس کو حاصل کرنے کے لیے جنگ شروع نہیں کہ کیونکہ اس کا امریکہ کے ساتھ اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ وہ اس جزیرے کی چین کو پرامن واپسی میں کردار ادا کرے گا۔ پھر چین کا فلپائن اور ویتنام کے ساتھ جنوبی بحیرہ چین کے جزائر پر تنازع ہے، لیکن اس پر وہ جنگ نہیں کرتا، ورنہ چین اپنے لیے مسائل کا ایسا دروازہ کھول دے جسے پھر وہ خود بھی نہ بند کر سکے گا۔ چین ان جزیروں کی وجہ سے جاپان کے ساتھ وابستہ اپنے مفادات کو کبھی بھی داؤ پر نہیں لگائے گا کیونکہ ان کے درمیان تجارت کا حجم سالانہ 300 بلین ڈالر کے لگ بھگ ہے اور چین میں کام کرنے والی جاپانی کمپنیاں 20 ملین سے زائد چینی مزدوروں کو روزگار فراہم کرتی ہیں اس کے علاہ چین جاپانی ٹیکنالوجی اور تجربات سے استفادہ حاصل کر رہا ہے اس لئے ان جزیروں کی خاطر جاپان کے ساتھ جنگ کرنا چین کے مفاد میں نہیں ہے۔ چنانچہ چینی وزیر دفاع لیانگ گوانگ لی نے امریکی وزیر دفاع کے ساتھ 18/9/2012 کو اپنی ملاقات میں صحافیوں کی طرف سے کئے گئے ایک سوال کے جواب میں کہ کیا بیجنگ طاقت استعمال کرنے کی نیت رکھتا ہے، کہا کہ ''ہم اب بھی بات چیت کے ذریعے پرامن حل کی امید رکھتے ہیں'' (A.P. News Agency 18/9/2012)۔

7. اگر چین اپنے علاقائی مسائل میں پھنسا رہا تو امریکہ اس کو عالمی سیاست سے دور رکھنے میں کامیاب رہے گا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ چین دنیا بھر میں امریکی پالیسیوں کیلئے مؤثر خطرہ پیدا کر رہا ہے اور اس کے مفادات کو چیلنج کر رہا ہے یعنی چین دنیا کے تمام خطوں میں امریکی پالیسیوں کے لئے مؤثر خطرے کا باعث ہے۔ اس طرح چین کیلئے اپنے علاقائی میدان میں مؤثر کردار ادا کرنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے، بالخصوص مشرقی اور جنوبی بحیرہ چین کے خطوں میں۔

لیکن چین کی پالیسی میں یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ چین یہ سمجھتا ہے کہ عالمی سیاست میں مؤثر طور پر مداخلت اس کے مفاد میں نہیں لہذا وہ صرف اپنے علاقائی مفادات کو ترجیح دیتا ہے۔ اسے اس حقیقت کا ادراک نہیں کہ امریکہ کے لیے مسائل پیدا کیے بغیر اور عالمی سیاسی ارادوں اور خواہشات کے بغیر علاقائی تسلط بھی مشکل ہے۔ اس طرح چین امریکہ کہ اس پالیسی کو ناکام بنا سکتا ہے جس کے تحت وہ چین کو خود اس کے اپنے خطے میں پریشان اور خوفزدہ کرتا ہے۔ جب تک چین اس پالیسی کو نہیں اپنائے گا وہ اپنے مقام کو بلند نہیں کر سکے گا اور امریکہ یکے بعد دیگرے مسلسل اس کیلئے خود اس کے اپنے خطے میں مسائل پیدا کرتا رہے گا۔

بہر حال تاریخ اپنے آپ کو مکمل یا جزوی طور پر دہرا رہی ہے۔ اللہ کے اذن سے جب خلافت قائم ہوگی اور مسلم علاقوں سے امریکہ اور مغربی طاقتوں کو نکالنے کے لیے فوجی طاقت کے استعمال سے قبل خلافت کی بین الاقوامی سیاسی چالیں چین کے لیے بھی قابل تقلید ہوں گی اور وہ بھی ان بین الاقوامی سیاسی چالوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے خطے سے امریکی اثر و نفوذ کا خاتم کر سکے گا۔ چنانچہ خلافت کی سیاسی کاروائیاں چین کیلئے بالواسطہ امن فراہم کرے گی، جیسا کہ سابقہ ادوار میں چین کیلئے خلافت نے براہ راست امن فراہم کیا تھا۔ چینی اور اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ عباسی خلیفہ ابوجعفر المنصور کے زمانے میں چین نے خلافت اسلامیہ سے 756 عیسوی میں ملک کے اندر پھیلی بےچینی اور افراتفری کو ختم کرنے کیلئے تعاون کا مطالبہ کیا تھا۔ خلیفہ نے چار ہزار مسلمان فوجیوں کو بھیجا اور حالات بہتر ہو گئے اور ملک کے اندر امن قائم ہوا۔ چین کے لوگ مسلم افواج کے اخلاق اور حسن سلوک اور چال چلن سے بہت متأثر ہوئے اور انہوں نے ان سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ یہیں رہیں چنانچہ یہ مسلمان فوجی وہاں ٹھہر گئے جو حاملین دعوت کے صفات سے آراستہ تھے۔ انہوں نے چین کے لوگوں کے اندر اسلام کی ہدایت اور نور کو پھیلایا، مشرقی ترکستان کے مسلمان انہی کی اولاد میں سے ہیں، اور آج بجائے اس کے کہ چین اچھا بدلہ دیتا، ان پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے، تو کیا چین اپنے معاملات کا ادراک کر سکے گا اور ماضی میں اس کے ساتھ خلافت کی طرف سے کئے گئے احسانات کی ناشکری کے بجائے وہ ترکستان پر سے اپنا قبضہ ختم نہیں کرے گا؟

دعائے قنوت

يَاهَادِيًا مِّنَ الضَّلاَ لَةِ، يَا نَاصِرَ الْفِئَةِ الْقَلِيْلَةِ عَلى الْفِئَةِ الْكَثِيْرَةِ، اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ بِالْفَرَجِ، اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ نُصْرَةَ دِيْنِكَ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ حَمَلَةَ دَعْوَتِكَ فِي كُلِّ مَكَانٍ.

اَللّٰهُمَّ انْتَقِمْ مِّنْ طَاغِيَةِ الشام وَزَبَانِيَتِهٖ، فَاِنَّهُمْ يُحَارِبُوْنَ دِيْنَكَ وَدَعْوَتَكَ، وَ يَقْتُلُوْنَ مَنْ يَّرْفَعُ رَا يَتَكَ.

اَللّٰهُمَّ عَجِّلَ بِالْخِلاَ فَةِ حَتّٰى تَنْتَقِمَ مِنْهُمْ، وَمِنْ اَسْيَادِهِمُ الْاَمْرِيْكَانِ، وَاَمْثَالِهِمْ مِّنْ حُكَّامِ الْمُسْلِمِيْنَ الْعُمَلاَءِ.

اَللّٰهُمَّ صُبَّ عَلَيْهِمْ عَذَابَكَ، وَاقْصِمْ ظُهُوْرَهُمْ، وَاقْطَعْ دَابِرَهُمْ، وَمَكِّنَّا مِنْ رِّقَابِهِمْ، وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ، وَاشْفِ مِنْهُمْ صُدُوْرَنَا، وَاَكْرِمْنَا بِفَتْحٍ قَرِيْبٍ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اَللّٰهُمَّ يَامُجْرِىَ السَّحَابِ وَيَاهَازِمَ الْاَحْزَابِ يَا نَاصِرَ الْمَظْلُوْمِيْنَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ، اَللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الطَّاغِيَةَ بشار اَللّٰهُمَّ زَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِهٖ، اَللّٰهُمَّ اقْتُلْهُ شَرَّ قَتْلٍ وَدَمِّرْهُ شَرَّ تَدْمِيْرٍ هُوَ وَزَبَانِيَتَهُ.

اَللّٰهُمَّ كُنْ مَعَ اِخْوَانِنَا مِنْ مسلمين فى الشام، اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُمْ وَصَبِّرْ هُمْ وَ كُنْ مَعَهُمْ عَلَى عَدُوِّهِمْ.

اَللّٰهُمَّ آمِيْن آمِيْن آمِيْن

’’اے گمراہوں کو ہدایت دینے والے، اے بڑے گروہ کے مقابلے میں چھوٹے گروہ کو فتح عطا کرنے والے، اے میرے اللہ ہمیں جلد از جلد سکون عطا فرما، اے میرے اللہ اپنے دین کو نصرت عطا فرما، اے میرے اللہ دنیا میں ہر جگہ اپنے دین کی دعوت کرنے والوں کی مدد فرما‘‘

’’اے میرے اللہ الشام کے ظالم حکمران اور اُس کے حواریوں کو اُن کے ظلم کا بدلہ عطا فرما، کیونکہ وہ تیرے دین اور تیری طرف دعوت دینے کے خلاف جنگ برپا کئے ہوئے ہیں اور تیرا کلمہ بلند کرنے والوں کو قتل کر رہے ہیں‘‘

’’اے میرے اللہ ہمیں جلد سے جلد خلافت عطا فرما تا کہ تو اِن حکمرانوں، اِن کے آقا امریکہ اور اِنہی کی طرح دوسرے ایجنٹ مسلم حکمرانوں سے انتقام لے سکے‘‘

’’اے میرے اللہ اِن پر اپنا عذاب نازل فرما، اور اِن کی کمر کو توڑ ڈال، اور اِنہیں اکھاڑ کر اِن کی جگہ ہمیں اِن پر حاکم بنا دے اور ہمیں اِن پر فتح نصیب فرما اور ہمارے سینوں کو ٹھنڈک پہنچا اور ہمیں فوری فتح سے سرفراز فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے‘‘

’’اے میرے اللہ، اے بادلوں کو کنٹرول کرنے والے، اے افواج پر غالب آنے والے، اے مظلوموں کی مدد کرنے والے، اے میرے اللہ ظالم بشار کو فنا کر دے‘‘

’’اے میرے اللہ اُس کے تخت کے نیچے زمین کو ہلا کر رکھ دے اور اُسے بدترین موت سے نواز، اور اُسے اُس کے حواریوں سمیت بدترین انداز میں تباہ و برباد کر دے‘‘

’’اے میرے اللہ، الشام میں ہمارے مسلمان بھائیوں کی مدد فرما، اے میرے اللہ اُنہیں فتح نصیب فرما اور اُنہیں صبر عطا فرما، اور اُنہیں اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں اپنی مدد عطا فرما‘‘

’’اے میرے اللہ، آمین آمین آمین‘‘